جامعة الفرایض

دیباچہ

پُرہی فیض معنوی سے یہہ کتاب — اور اِس میں درج ہے راہِ صواب

دولتِ دینی کا مخزن ہے گویا — راہ ربانی کا گنج بے حساب

یاد کر لینگے فرایض کے اصول — گر کبھی دیکھینگے اس کو شیخ و شاب

وعظ ہے پہلے حقوق اللہ کے سب — لوگوں کے حقوں کا پھر ہے انتخاب

واسطے نفس اپنے کے پھر ہیں عمل — کر کے جن کو ہر کوئی پاوے صواب

نیکئے دونوں جہاں کی ہے یہہ راہ — اور بدون اسکے ہیں سب رستے خراب

توبہ عصیاں سے کے ہیں طرز و طریق — ہیں جو غفرانِ خدا کے فتح باب

یسوعی مذہب کی کتابیں جس قدر تقسیم میں آتی ہیں اُنمیں سے ایک بھی ایسی نہیں جسمیں سارے مسایل اعتقادی اور عملی مذہبِ یسوعی کے مندرج ہوں اور کسیکو دیکے یہہ کہا جاوے کہ جس قدر اصول مسایل ہمارے ماننے اور کرنے کے ہیں وے سب اِس میں لکھے ہیں اسواسطے اِس کتاب میں عقایدِ یقینی کیا قولی کیا فعلی جمع کئے گئے اور واسطے ترتیب

ور تہذیب اس کی کے ایک کتاب انگریزی موسوم بہ کمپلیٹ ڈوٹی آف مین تصنیف پادری
ہنری وِن صاحب کی بروقت تالیف بطور نمونہ کے سامھنے رکھی گئی اگرچہ یہہ کتاب صرف
ترجمہ اُس کا نہیں تاہم ابواب اور فصول اور تقدیم و تاخیر مسایل میں رعایت ترتیب
اُس کی کی اِس میں مرعی ہوئی ہے۔ اور اردوئے ہندی کی سلیس عبارت میں جس کو
سب لوگ سمجھہ سکیں قلمبند کی گئی تاکہ اصول عقاید یسوعی جس کو دے مانتے ہیں اور جمیع
فرایض عملی جن پر اُن کو عمل کرنا واجب ہے خواہ منسوب بخالق ہوں یا منسوب بخلق
یا متعلق بنفس خود خاص و عام پر واضح ہو جاویں۔ اور اُن یسوعیوں کو جو بسبب
نہ جاننے انگریزی کے بڑی کتابوں کو نہیں پڑھہ سکتے اور اُن لوگوں کو جو تلاش تحقیق
مذہب کی رکھتے ہوں فایدہ بخشے۔ اور مؤلف کی یہہ دعا ہے کہ جس نیت پر میں نے اس کتاب
کو تالیف کیا ہے خدا نتیجہ اُسکا ظہور میں لاوے اور پڑھنے اور دیکھنے والوں کو ویسی ہی ہدایت
اور رہنمائی کرے * آمین *

روح کی توقیر

سب سے اوّل یہہ چاہیئے کہ اِنسان اپنی روح کی توقیر اور اُس کی قدر بخوبی دریافت
کرے۔ کیونکہ اوّل جب خالق قدیر نے آدم کو پیدا کیا تو اپنی صورت پر بنایا لیکن خداوند
تعالیٰ صورت اعضائے جسمانی اور شکل ظاہری اِنسانی سے بری اور پاک ہے پس ضرور
وہ شکل جسپر صانع کامل نے اُس کو پیدا کیا روحانی ہے۔ دیکھو جس وقت کالبد عنصری آدم
کا بن چکا اور روح اُس میں داخل ہوئی تو ابلیس پُر تلبیس نے اُس کے بگاڑنے اور خراب
کرنے پر کِس کِس قدر سعی اور کوشش کی اور اپنے آپ پر کتنی ذلت اور رسوائی اُٹھائی
کیونکہ جس قدر رتبہ اور منزلت کسی شخص کا زیادہ تر ہوتا ہے اُسی قدر رشک اور حسد اعدا کا

اُس کے ساتھ بیشتر اور قوی تر ہوتا ہی- تیسرے جو جو وعدے خدائے کریم اور عادل نے واسطے جزا اور سزا اُس کی کے فرمائے اور جس جس قدر خوشی اور غم عاقبت کے اُسکے لئے مقرر کئے وے سب دائمی ہیں جن کیواسطے اُن کے پیدا کنندے کی طرح ابد تک انتہا اور آخر نہیں- چوتھے جب معاصی اور گناہ اُسکے دیکھکر تجویز مغفرت اور رستگاری کی اُسکے لئے نکالی تو بصورتِ یسوع مسیح انسان کی طرح جسم اور روح سے مرکب ہوکے آیا- اِن وجوہاتِ قاطع اور دلایل ساطع سے اچھی طرح یقین سے قدر اور منزلت دوام اور رتبہ وشوکت ابدی روح کا معلوم ہوتا ہی- اگرچہ سب فرایض کیا اعتقادی کیا عملی روح کے دنیوی تعلیم کے باب میں عاقبت کی خوشی کے لئے مطلوب ہیں پروے انسان جو روح کی قدر نہیں کرتے اُن مسایل سے کبھی فایدہ مند نہ ہونگے- ایسا ارادہ کہ میں کیا کروں جو نجات پاؤں جب تک آدمی کے دل میں پیدا نہ ہو وہ ہرگز مذہب کی طرف راغب نہیں ہوتا پس اگر ہم اپنی روح کی قدر سے ناواقف ہوکر یا جان بوجھکر ہوا و حرص نفس امارہ کی سوچ میں بھی چلے جائیں تو باوجود دنیوی علم اور عیش کے بھی ہم سراسر نادان اور کنگال ہیں کیونکہ یکایک ہم ایکدن اِس بات کے قایل ہوجائینگے کہ عاقبت کی خوشی کی امید چھوڑکے دنیاوی عشرت کا اختیار کرنا عین حماقت تھا انسان مرکب ہی روح اور جسم سے خدائے قادر نے اُسکی روح کو ایسی استعداد بخشی ہی کہ اگر اُسے مناسب تعلیم ملے تو ہمیشہ خدا کے حضور میں خوش رہ سکتی ہی پر اگر جسمانی شہوتوں کی تابع ہوکر دنیوی عیش و عشرتوں میں مشاغل رہے تو جسوقت اُسے زندانِ جسم سے رہائی ملیگی خوشی ابدی میں قطعاً اُسے دخل نہ ہوگا- جسم اُسکا فانی ہی بنیاد اُس کی خاک ہی اور انجام بھی اُس کا خاک جب تک روح جسم میں ہی بذریعہ جسمانی حواسوں کے کئی سبب خوشی و غم عارضی کے حاصل کرتی ہی ویسا ہی یہہ قابلیت بعد مفارقت جسم کے بھی روح میں ہمیشہ موجود رہتی ہی اِسی سبب ہم اُن انسانوں کو دانا کہتے ہیں جو جسم سے روح کی جانب

زیادہ تر متوجہ ہیں۔ اس سے کوئی ناواقف نہیں کہ ہمارے اِس جسمِ فانی میں ایک
لطیفۂ ربانی ہی جو سوچتا ہی اور سمجھتا ہی اپنے نفع و نقصان کو نفع کی طرف راغب ہی اور نقصان
سے ہارب۔ اِس لطیفہ میں کوئی فانی جسمانی خاصیت پائی نہیں جاتی جو فنا کے قابل متصوّر
ہو وہ لطیفہ جوہر ربّانی ہی اور باقی ہی رنج و ملال نشاط و فرحت ذاتی میں محتاج جسمِ فانی کا نہیں
سوائے جسم کے بھی اُسے ہمیشہ غم اور خوشی مُوثر ہی۔ یہہ قول صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ تمام گروہ
حکماء قدماء اور جمہورِ عقل ہر صنف کے کیا مسلمان کیا ہندو کیا مسیحی کیا یہودی وغیرہ اِسی پر
متفق ہیں کہ روح باقی ہی اور جسم فانی۔ اگرچہ جماعتِ قلیل اس مسئلہ سے منکر ہی پر انکار بہت
سے تھوڑے قوم کا قول گروہ کثیر کو توڑ نہیں سکتا اور یہہ بھی ایک بُرہان قوی ہی کہ بعد مرگ کے
سزا اور جزا اعمال نیک و بد کی ضرور ہوگی۔ اگرچہ شریر لوگ اِس سے انکار کریں تو متصوّر
یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ روح انسان کی اُمید و بیم جزا و سزا کے سے قطعًا مبرّا نہیں ہوتی
دیکھو شریر آدمی پردہ میں کوئی ایسا بُرا کام کرے کہ جس سے الزام عام اور گرفت حاکم کی
بھی نہ ہو پشیمانی و ندامت میں کیوں پڑتا ہی اور بہشت کی اُمید میں خوشی دوزخ کے ڈر سے
غم کس لئے ہی۔ قطع نظر اِس سے یہہ سمجھو کہ آدمی واسطے ہمیشہ رہنے نیکنامی کے کیا کیا عمارتیں
کنوئیں باغات محلات اور شوقِ اولاد جنگ بہادری سخاوت ایثار مال ریاضت
فاقہ کشی بناتے اور کرتے ہیں تاکہ ہمارا ذکرِ خیر کتاب یادگار عالم میں باقی رہے۔ یہہ شوق دوامی
بذاتہ متعلق روح کے ہی نہ جسم کے کیونکہ روح دایمی ہی اور جسم فانی ہی اگر یہہ نہ ہوتا تو آدمی
کس لئے واسطے بقائے نیکنامی دنیوی کے باوصفِ فہمید فانی ہونے جسم کے شایق ہوتا۔ پس
اِن دلایل سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ روح باقی ہی اور جسم فانی۔ ایماندار لوگ ایسی دلیلوں
کے بھی محتاج نہیں جو کچھ انجیل میں لکھا ہی سو اُنکے لئے کافی ہی۔ روح کی دایمی اُن کے ایمان
اور اُمید کا سبب ہی اور تشفی آرام دلی کا اگر کلامِ الٰہی کی گواہی عقلِ بالغ اور دلایل

قاطع انسانی سے بہت قوی اور غالب رتبہ رکھتی ہی۔ مسیح کا جی اُٹھنا اور آسمان
پر عروج کرنا ثبوتِ دوامِ روح کے لئے دلیلِ کامل ہی۔ اگرچہ بغاوت آدم کے سبب ہم اِس
دنیا میں جسم کی نسبت مرتے ہیں پر مسیح کے وسیلے سے مسیح کی مانند زندگی ابدی حاصل کرتے ہیں۔
کیا ہی افسوس کی بات ہی کہ لوگ جان بوجھکے کہ جسم درد و رنج و انواع اذیت کا وسیلہ ہی اُس
کی پرورش ہوا و ہوس سے کر رہے ہیں روح جب اُس سے مفارقت کر جاتی ہی تو جسم کو گندہ
ہونے اور سڑ جانے کے خوف سے فی الفور مٹی میں دبا دیتے ہیں ایسے جسم نکمے کے سنوارنے بنانے
میں وقت صرف کرنا اور روح کی حفاظت میں جو گوہر بے بہا اور زندہ متاع خزانہ خوشی دوام کی
ہی غفلت کرنی عین حماقت اور بکمال نادانی ہی۔ لیکن مؤلف کا یہہ مطلب نہیں کہ جسم کی
رعایت بالکل متروک ہو اور مانند مجذوبوں اور زاہدوں کے گھر بار چھوڑ کر ننگا بھوکا پہاڑ
کی غار میں یا کسی ویرانے میں کنارہ گزین ہو رہے بلکہ بدن کی پرورش اُسی قدر ضرور ہی جو
روح کی روحانی عبادت میں مدد کرے۔ اِس دنیا کے جتنے مزے عیش و عشرت کے ہیں کیا
دولت کیا حشمت کیا عزت کیا تمکنت کیا نام کیا ناموس یہہ سب قریب الانتقال ہیں اعضا
اور حواس بدنی جن کے ذریعہ سے ہم خوشی و راحت پاتے ہیں کثرتِ استعمال سے تھک جاتے
ہیں اور کبھی بسبب عوارض اور بیماریوں کے ایسے سخت آزار میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ پھر نہ
کسی تدبیر سے راحت پذیر اور نہ کسی علاج سے تندرست ہوں۔ جتنے عیاش لالچی مغرور کینہ
کش کھاؤ شرابی زناکار متنعّم منزلت طلب آدمی ہیں بہ تجربہ خود آپ اقرار کرتے ہیں کہ جو رنج
اور مصیبت ایام تلاش و انتظار عیش میں اپنے نقصان جسمی اور جانی اور زیان نیکنامی بدنی
اور روحانی میں اُٹھائے کسی عشرت اور خوشی نے اُنکا جبر نقصان اور عوض زیان نہیں
کیا اور جتنے کام کہ روح کے لئے فائدہ مند ہیں وہ مانند روح کی دائمی ہیں پھل اُن کاموں
کے جس وقت روح جسم سے جُدا ہو گی ملینگے بہشت یا دوزخ خوشی یا رنج شیطان کی صحبت یا

فرشتوں کا ملاپ اِس سبب سے مقتضائے دانش اور راستی کا یہہ ہی کہ ہم اپنی تدبیر کامل
سے دُکھ سے بچنے اور سُکھ کے حاصل کرنے میں ہمیشہ کوشش کریں۔ دنیوی معاملات میں ہم نقصان
آیندہ سے محترز اور منفعت مستقبلہ کے امیدوار ہو کر بندوبست کرتے ہیں مثلاً ہر ایک جوان اپنی
خوردسالی میں متوقع بہبودی آیندہ کا ہو کر علم یا کوئی پیشہ سیکھتا ہی اگرچہ اُسکو یہہ توقع مستقیم بھی
نہیں ہی کہ پھل اُس محنت کا اپنی عمر میں بروقت مراد حاصل کرے یا نہ کرے تو بھی اپنے انتظامِ
معاش سے باز نہیں آتا۔ جب کہ تقاضائے دور اندیشی منافع دنیوی اِسقدر ہی تو دیکھو کہ ہم لوگوں
کو عالمِ آخرت کے پھل کے شوق میں جو کلامِ الٰہی سے ثابت و متحقق ہی کس قدر سعی و کوشش کرنی چاہیئے
اگر کوئی کہے کہ مسیحی فرائضوں کے ادا کرنیکے لئے انکسار نفس کُشی ترک اسباب دنیوی کم
تعلقی جو ضرور ہیں مجھ سے نہیں ہو سکتے یہہ عذر معقول نہیں کیونکہ راحتِ آیندہ کی اُمید میں ترک
آرامِ حال کا اور بڑے رنج استقبال کے بچاؤ کے واسطے ابتدا میں سب لوگ سختی اپنے اوپر اُٹھالیتے
ہیں کوئی دانا آدمی تلخی دوائے مسہل کی واسطے حصول صحت بدنی کے ناگوارِ مزاج نہیں سمجھتا بلکہ
اُسے کشادہ پیشانی سے بامیدِ تندرستی طبیب سے قبول کرکے کھا پی لیتا ہی۔ کون تھوڑی دولت
کو صرف نہ کریگا واسطے ملنے دولتِ عظیم کے خصوصاً جب کہ دولت موجودہ فانی ہو اور دولت مقصودہ
ابدی پر افسوس کہ اکثر انسان اپنی آسایش دنیاوی چند روزہ کی تحصیل میں جو فناپذیر ہی
عاقبت کی خوشی کو جو ہمیشہ رہنیوالی ہی کھوتے ہیں۔ اور اِس مسئلہ کو کوئی نہیں سمجھتا کہ اگر آدمی
ساری دنیا حاصل کرے اور اپنی روح کو ضایع کرے اُسے کیا فایدہ ہوگا۔ ہم اپنی اِس زندگی کے
دِنوں کو اگر بقائے عالم آخرت سے برابر کریں تو مقابلہ ایک لمحہ کا عمر صد سالہ سے بھی مثال نہیں
ہو سکتا پس جبکہ روح دائمی اور جسم فانی اور خوشی و اذیت روح کی موقوف ہی اوپر اعمال و افعال
اِس عالم کے تو ضرور ہمیں لازم ہی کہ اپنی خاصیت نفسانی اور خاصیت روحانی سے واقفیت پیدا
کریں تاکہ خداوند نے جن وسایل امداد روحانی کو جسمانی خواہشوں کے مغلوب و مصلوب کرنے

کے لئے تیار کیا ہی اُسے استعمال میں لاویں۔ کیونکہ جب تک ہم اپنی مرض سے اوّل مطلع نہ ہوں
علاج اُسکا محال ہی۔ ہماری جسمانی خواہشیں روحانی خواہشوں سے برخلاف ہیں جتنے روحانی
اوصاف ہم میں ہیں سارے جسمانی اطوار کے تابع ہوکے انواع اور اقسام کی بدعتیں پیدا کرتے
ہیں۔ سمجھ ہماری تاریک ہوگئی آنکھیں بصیرت روحانی کی اندھی ہوگئیں اپنے نفع نقصان
کو نہیں دیکھتیں ہماری گناہ آلود چاہ معیشت کی طالب ہی اور محبت اُن چیزوں سے اُلفت
رکھتی ہی جن سے خداوند کو نفرت ہی۔ اگرچہ عقل خیر و شر میں تمیز کرتی ہی پر دل کو یہہ جرأت نہیں
کہ شرّ سے کنارہ اور خیر کے ساتھ رفاقت کرے۔ یہہ بات سچ ہی کہ خالق نے آدم کو بے عیب
پیدا کیا یعنے پاک وصاف اور اپنی اخلاقی صورت پر اُسے بنایا پر آدم نے جان بوجھکر اپنے
پروردگار کی نافرمانی کی اور آپ اپنی اولاد سمیت خدا کے قہر میں پڑا نفس کو بگاڑا دائمی
دُکھ کا سزاوار ہوا موروثی گناہ جس نے آدم کے وسیلے سے دنیا میں دخل پایا اُس کی ساری
اولاد کی سرشت میں پھیلا اور آدم کی اولاد مانند آدم کے گناہ میں گرفتار ہوئی۔ جیسے مجملاً ایک
تخم میں تمام مفصّل کیفیت درخت کے پھل پھول چھال کی ہوتی ہی ویسے ہی آدم سب اپنی اولاد
پر مشتمل تھا جو اُسکی صُلب سے پیدا ہوئی۔ گناہ کی جڑ آدم تھا اور اُس کے گناہ نے ہماری
طبایع میں گناہ کا بیج ڈالا وہ ہمارا موروثی گناہ ہوا۔ اِس موروثی گناہ کو ہم اپنی طبیعت
سے ہٹا نہیں سکتے جب تک کہ خداوند آمرزگار جس نے ابتدا میں ہمیں پیدا کیا اور آدم کے گناہ
کی جڑ ہمارے جسم میں پھیلنے کی اجازت بخشی اپنی روح قدس کی تاثیر سے اُس بیخ کو نہ اُکھاڑے
اور طبیعت کو نہ بدلے ہم اپنے تردد سے راستبازی کے اصل کو نہیں پا سکتے۔

سب اہل مذاہب میں یہی مسئلہ قابل تحقیق ابتدا سے آج تک چلا آیا کہ انسان جس کی
روحانی خاصیت اِخلاق الٰہی سے مخمر ہی عاصی خاطی نافرمان کیوں ٹھہرا اور اُسکے جسم کی
خواہشیں روح کے مخالف کیوں ہیں خدا کی فرماں برداری سے اس قدر کسلئے بھاگتا ہی

گناہ کا انجام صریحاً دیکھکے اُس سے باز کیوں نہیں آتا پاکیزگی اور ہمیشہ کی زندگی کی منفعت
سے واقف ہو کر اُسکے حصول کا کیوں راغب نہیں پس جبکہ آدمی اِس گناہ و خرابی و
بغاوت و سرکشی کی حالت سے آپکو بچا نہ سکا تو الٰہی رحمت نے اُسکے حال پر رحم فرماکر اُس
کے بچانے کی تدبیر کی اور حکمتِ بالغہ حکیم مطلق نے ایسا انتظام کیا جس سے موروثی گناہ کے
سبب آدمی ہلاک ابدی میں نہ پڑے تقاضائے عدل نے یہہ چاہا کہ خداوند یسوع مسیح گنہگاروں کے
عوض خدا کے عدل کو پورا کرنیکے لئے کفارہ میں جان دیوے اُس خیر مطلق نے ایک نیا عہد نجاتِ آدم
کے لئے مسیح کے ساتھ باندھا کہ وہ فرمانبرداری اور کفارہ پر ایمان لانے سے زندگی دوام کی
خوشی میں جس کا وعدہ آدم کے ساتھ کیا گیا تھا داخل ہوں اب خدائے رحیم و غفور اپنے اُسی
عہد و پیمان کے موافق گناہ بخششے کو ہر وقت مستعد ہے بشرطیکہ ہم اُسی فرمان کے مطابق مسیح پر ایمان
لانے اور گناہ سے توبہ کرنے اور سارے حکموں کے ماننے میں غفلت نہ کریں۔ اگرچہ خداوند مسیح نے
اپنی جان صلیب پر دی جسکے خون کی قیمت بے بہا اور کفارہ کامل ہے تس پر بھی ہم اگر مسیح
کی موت کی مانند اپنے گناہوں کی نسبت نہ مریں اور اُس کے جی اُٹھنے کی مانند اپنے دل میں
نئی زندگی کے طور پر سب نیک کاموں میں جی نہ اُٹھیں تو مسیح کا کفارہ ہمارے لئے فایدہ بخش
نہ ہوگا۔ سوائے فضل الٰہی کے یہہ شرایط ہم سے ادا نہیں ہوسکتیں اور بجز ادا کرنے ان شرایط
کے خدا کے حضور میں ہم مقبول بھی نہیں ہوسکتے۔ جب خدا تعالیٰ ہم سے کوئی فرماں برداری
طلب کرتا ہے اگر ہم اُس کے ادا کرنے پر قادر نہ ہوں تو وہ اپنے پاک روح کے وسیلے سے امداد ہماری
بھی کرتا ہے بشرطیکہ ہم ہر وقت اُسی سے مدد مانگیں۔ اکثر لوگ دینداری کے باب میں یہہ اعتراض
کرتے ہیں کہ انسان میں کچھ طاقت اور قدرتِ طاعت اور ایمان کی نہیں ہے جب تک کہ خداوند
پاک اُسکو توانائی نہ بخشے بلکہ آدمی بے ایمانی اور بے دینی کے اعمال میں مستغرق ہو کر خدا کو الزام
دیتا ہے کہ اُس نے مجھے گناہ سے بچنے اور نیکی کے کرنے کی توفیق عطا نہیں فرمائی۔ افسوس صد

افسوس آدمی یہہ خیال نہیں کرتے کہ خدا تعالی نے جس جس کو جس جس قدر توفیق بخشی ہی اگر اُسی قدر کو خدا کے کام میں مستعمل کرے تو اُسے زیادہ اِمداد ملتی ہی - اِنسان لکڑی یا پتھر سا نہیں کہ خداوند بزور اُسے ہلاوے اور اپنی مرضی کے موافق کام لیوے - یہہ اپنے کاموںکا خود مختار ہی اِس کو چاہیئے کہ کلامِ الٰہی کی تلاوت کرے اُسکے مضمون کو بخوبی سمجھے اور وہ طریقہ جو خدا تعالی نے آدم کی خوار ولاچار اولاد کو سنوار کے ہمیشہ کی خوشی میں داخل کرنے کے لئے مقرر کرکے اُس میں ظاہر کیا ہی اُسی کو اپنی نجات کا باعث سمجھکر شب و روز دعا مانگے - جب یہہ بات اچھی طرح معلوم ہوچکی کہ روح نہایت اعلی اور افضل درجہ رکھتی ہی اور اُس کے لئے بدون جسم کے بھی دوام اور قیام ہی - اور بہت افعال منجملہ اعمال ظاہری و باطنی کے اُس کے قدر و منزلت میں خلل ڈالنیوالے ہیں کہ بعد مفارقت جسم کے تکلیف دائمی میں اُس کو مبتلا کریں - اور کئی مدارج اُسکی توقیر اور عزت کو بڑھانیوالے ہیں کہ جب بدن سے کنارہ کرے اُسکو باغ آرام میں جگہہ دیویں - اور یہہ بھی واضح ہوا کہ فرق اور تمیز درمیان افعال اور اعمال ہر دو قسم کے بدون کلامِ الٰہی کے محال ہی - اور اِنسان بسبب اِختلاف طبایع کے اُن کے تسلیم اور تردید میں متفق نہیں ہوتے پس لازم ہی کہ وہ سب فرایض کتبِ الٰہی سے لیکر درج کئے جاویں تلاش سے معلوم ہوتا ہی کہ جو فرایض اِنسان کو سمجھنے اور کرنے واجب ہیں صرف تین قسم میں منحصر ہیں +

اوّل وہ جو ذات و صفاتِ ربّانی کے جاننے اور پہچاننے اور اُسکے تسلیم اور تصدیق اور عبادت میں برتنے کے لایق ہیں +

دوسرے وہ جو ہر ایک اِنسان کو دوسرے آدمیوں سے تعلیم اور معاملات میں استعمال کرنے چاہئے +

تیسرے وہ جو صرف اپنی ہی روح اور جسم اور عبادات اور عادات کے تہذیب اور درستی کے متعلق ہیں + پس اِس کتاب کو تین باب پر منقسم کیا گیا ہی لیکن چونکہ ہر ایک باب کے متعلق اور بہت مدارج ہیں اِسواسطے ہر ایک باب کئی فصلوں پر مشتمل ہی +

مثنوی

روح ہی خورشیدِ چرخِ کبریا | کانِ ربّانی کا لعلِ بے بہا
گرچہ ہی اِس گلخنِ تن میں نہاں | ہی گُلِ باغِ بہشتِ جاوداں
جن دنوں تھی قربِ حق میں بے الم | کچھ فرشتوں سے نہ تھی رُتبہ میں کم
جب کہ آدم سے ہوا سرزد قصور | تب ہوئی وہ قربِ ربّانی سے دور
گو نہیں اُس میں رہے ویسے کمال | پر قدامت اُس کی ہی اب تک بحال
بعد ترکِ جسم پاوے گی سدا | دائمی آرام یا رنج و بلا
روح کا یہہ قدر ہی اور یہہ دوام | اُس کی بہبودی کا کر کچھ انتظام

پہلا باب

شناختِ ذات و صفاتِ ربّانی اور ادائے حقوقِ رحمانی میں بذریعہ اُسکے کلام کے

۱۔ فصل

واضح ہو کہ اوّل اور مقدّم سب سے جاننا اور پہچاننا ہستی واجب الوجود کا ہی سو اگرچہ معائینہ صنایع بدایع مخلوقات اور مطالعہ کتبِ حالات پیدایش سے بھی ہر طرح ہونا خالق قادر صانع کا ثابت ہوتا ہی مگر صرف وہی ثبوت واسطے ایمان اور نجات کے کافی نہیں ہوسکتا کیونکہ جب اِنسان گنہگار ہو چکا اور بسبب تاریکی گناہ کے اِس کے دل میں اصلی روشنی نہ رہی تو دیکھنا اشیائے جہان اور صناعات کا اُس کو فایدہ کامل نہیں بخشتا۔ چنانچہ مذاہب متفرقہ اور عقاید مختلفہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ بہت لوگ باوصف ماننے وجود خالق مطلق کے پھر بھی طرح طرح کی ضلالت اور گمراہی میں پھنس رہے ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں نے سورج کو بہت بڑا اور

روشن ستارہ دیکھکر اور کئی طرح کی تاثیرات اُس کی جو نباتات وغیرہ میں کارگر ہوتی ہیں معلوم
کر کے اُسی کی پرستش شروع کرہی۔ اور بعضے عناصر میں سے آگ یا پانی یا ہوا کو بہت سی چیزوں
میں مؤثر اور فایدہ بخش دیکھکر اُنھیں کی عبادت میں مصروف ہوئے اور بعضے پہاڑوں اور
کئی درختوں کو بڑے بڑے عظیم الشان دیکھکر اُنکی پوجا کرنے لگے اور بعضوں نے جمیع مخلوقات کو
خالق اور فاعل اپنے آپ کا سمجھکر سب اشیائے جہان اور اپنے جسم وجان کو خدا مان لیا۔ ہی طرح
کئی لوگ بہت طرح کی گمراہیوں اور کئی وجہ کے دھوکھوں میں مبتلا ہوگئے۔ اِسلئے وہ آثار
اور دلایل جو واسطے ثبوت ہستی خداتعالی کے اقوال حکما اور دانایان ہر صنف میں پائے جاتے
ہیں اُن کی طرف ہم رجوع نہیں کرتے صرف وے اُمور جو کلام ربّانی سے ثابت ہوتے ہیں لکھتے
ہیں۔ اور وے یہہ ہیں کہ خدا واجب الوجود قدیم حاضر ناظر ہمہ دان ہی اور اُس کے واسطے
ابتدا اور انتہا نہیں ازل سے ابد تک اُس کی ذات معہ جمیع صفات کے رہی ہی اور رہیگی اور
اُس کی ذات وصفات میں کچھ تغیر اور تبدل نہ کبھی ہوا ہی اور نہ ہوگا اور وہ قادر مطلق خالق
عظیم الشان ہی حکمت اور قدرت اور پاکیزگی اور دانائی اور بھلائی میں کامل اور وہ روح
پاک ہی جس کو نہ کبھی کسی نے دیکھا اور نہ کوئی دیکھہ سکتا ہی اور سب نوروں کا باپ اور ساری
چیزوں کا سنبھالنیوالا اُس کی توحید میں تثلیث اور تثلیث میں توحید جو باپ بیٹا روح قدس
سے تعبیر کئے جاتے ہیں اور یے صفات اُسکی ایسی ہیں کہ بجز اُس کی ذات کے اور کسی میں
پائی نہیں جاتیں۔ اور بعض صفات مثل ہستی دانائی قوت پاکی راستی رحم کرم عدل وغیرہ
ایسی ہیں کہ وے اُسنے اپنی مہربانی سے بندوں کو بھی عنایت فرمائی ہیں لیکن اُس کی
ذات میں قدیمی اور ازلی اور ابدی ہیں اور بندوں میں حادث کہ پہلے نہیں تھیں اُس نے
وے دیں اور پھر جب چاہے لے سکتا ہی۔ اور اگرچہ خدا ایسا کامل الصّفات اور دایم النعوت
اور عظیم الشّان ہی مگر پھر بھی وہ ایسا نہیں کہ محض کلیات اور ریاضیات سے واقف ہو اور

جزئیات سے غافل بلکہ وہ ہر ایک چھوٹی چھوٹی جزئی سے بخوبی واقف اور آگاہ ہی اور ہر ایک امر کو دیکھتا ہی اور ہر ایک بات کو سنتا اور سمجھتا ہی اور ہر ایک ارادہ اور فعل سے خواہ ابھی دل میں ہو خواہ عالم ظہور میں جلوہ گر خبردار ہی کیونکہ اُس کی مخلوقات میں سے جو ارادہ یا کام کرتے یا چلتے پھرتے بولتے ہیں وے سب اُسی کے قوت اور طاقت بخشنے سے ہوتے ہیں بدون اُسکی مرضی اور ارادہ کے کوئی ارادہ یا امر ظاہر نہیں ہو سکتا - لیکن اِس سے یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ بدی اور گناہ کا بھی بانی کار ہی یا نیکی اور عبادت کی پروا نہیں رکھتا بلکہ جو لوگ اُس کے کلام اور احکام کے مطابق اعمال یا افعال کرتے ہیں اُن کی جزا دینے پر مستعد ہی اور جو اُسکے خلاف اُس کے کلام کے پیروی کرتے ہیں اُن کو سزا دینے میں قاصر نہیں - اُس کے رحم اور کرم پر نظر کر کے یہہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے عدل اور انتقام سے باز آ کے پاداشِ اعمال اور سزاے افعال نہ دیگا - بخیل کا خاص مطلب یہی ہی کہ خدا باوصف رحیم و کریم ہونیکے عادل اور منتقم بھی ہی اُس کا رحم عدل کی نفی نہیں کرتا اور اُس کا عدل رحم میں خلل نہیں ڈالتا بلکہ دونوں مساوی درجہ پر اپنے اپنے کام کو پورا کرتے ہیں - پہلے جب خالقِ قدیر نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا تو قوّت اور دانائی اور لیاقت اور استعداد اور پاکیزگی اور نورانیت سے بھرپور کیا اور جمیع مخلوقات پر اُس کو فوق دیا اور ایسا رتبہ بخشا کہ وہ ملایکہ مقربین سے چندان کم نہیں تھا اور نہایت مہربانی اور کمال شفقت سے آپ اُس سے ہمکلام ہوا اور کسی طرح کے لطفِ ازلی اور عنایت ابدی کو اُس سے دریغ نہ فرمایا گلشنِ قرب میں اُس کو سکونت عطا فرمائی اور کوئی دقیقہ دقایقِ خوشی و آرام سے اُس کی نسبت فروگذاشت نہ کیا اور تمام رنجوں اور مصیبتوں سے فارغ البال رکھا باوصف ایسی دانائی اور لیاقت کے جو اُس کو حاصل تھی اور باوجود حصول ایسے آرام دائمی کے جس میں امنِ کلّی پایا جاتا تھا اور بمشاہدہ اِس قدر عنایت اور شفقتِ ربّانی کے جو اُس پر مبذول تھی آدم سے یکایک ایسا گناہ سرزد ہوا کہ اُس

میں علاوہ بیفرمانی اور عدول حکمی کے اُس خالقِ غیور کے حضور میں نہایت غور اور تامل
سے ایک نکتہ اَور بھی پایا جاتا ہی کہ جس قدر محبت اور شفقت پروردگار کی جانب سے آسپر مبذول
تھی اُس کے مقابل میں اِس روگردانی اور اطاعت شیطانی کو صریح نادانی اور بے ایمانی ٹھہراتا
ہی ایسے موقع میں اگر خداوندِ عادل اُس کو معدوم کردیتا تو مناسب تھا لیکن پھر بھی جب عدل
اُس منتقم حقیقی کا آمادہ پاداش اور سزا اُس کے کا ہوا تو اُس کو معدوم نہ کیا بلکہ یہہ سزا اُس
کے لئے مقرر فرمائی کہ وہ صورت اُس کی جو الٰہی تھی تبدیل فرمادی اور وہ فرحت اُس کی جو آمیزش
غم کے سے پاک تھی رنج آلودہ کردی اور وہ شیرینی حیات دائمی جو اُس کے لئے تجویز ہوئی تھی موت
سے تلخ کردی اور اُس کا جسم جو صحیح المزاج اور سلیم تھا بیماری کش اور مٹی میں جانیوالا گردانا۔
پس تمام اوصاف اُس کے جن کے ساتھ اُسنے شیطان کو خدا سے زیادہ تر رفیق سمجھا تھا شیطان
اور دنیا کی طرف مایل ہوگئے اگر کہا جاوے کہ خداوند تعالیٰ نے باوصفیکہ رحیم اور کریم تھا
اور نہایت شفقت اور مہربانی اُس کی آدم کے حال پر مصروف تھی دفعتہً قہر کی نظر سے اُسکے
حال کو اِس طرح کیوں تبدیل فرما دیا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ سب اُس کے عدل کا تقاضا ہی کیونکہ
عدل اُس کا کسی گناہ کو بے سزا نہیں چھوڑتا مگر پھر بھی خدا کی رحمت نے اُسکی نجات کے واسطے
ایسی تجویز فرمائی کہ ہر ایک گنہگار اُس غضب کو فراموش کرکے اِس رحمت کے بھروسے ہمیشہ
اُسکی حمد اور تعریف کرینگے جیسے کہ آدم کے باعث گناہ اور غضب ربّانی نے تمام جہان میں
دخل پایا ویسے ہی مسیح کے سبب اُسکی رحمت اور مغفرت نے ظہور پکڑا۔ تمام بیبل میں ابتدائے
پیدایش سے مکاشفات تک اِنھیں دونوں عدل اور رحم کی صفتوں کا بیان اور اِنھیں کے
ظہور تاثیرات کا ذکر ہی کہ کس کس طرح عدل گناہ کی سزا اور رحم سے انسان کی مغفرت ہوتی ہی اور ہر ایک
خاص گناہ کے لئے خاص سزا اور عام گناہ کے واسطے عام سزا کا تذکرہ ہی۔ چنانچہ نوح کے عہد میں
سب مخلوقات کو طوفان میں غرق کیا نوح اور اُسکے خاندان کو بچا لیا۔ اور سدوم و غمارہ کو

آگ اور گندھک سے جلادیا اور لوط کو نجات دی اور یوسف پر کیا کیا حال گذرا موسیٰ اور یوشع بن نون کے ہاتھ سے کئی قوموں کو غارت کیا اور بنی اسرائیل کو کنعان کی زمین عطا کی داؤد کو سول کے ہاتھ سے اور دانیال کو شیر ببر کی غار سے محفوظ رکھا اور الیشع کو کوؤں کی معرفت غذا دی اور الیاس کو جیتے جی آسمان پر اٹھا لیا یہہ سب امور خدا کے رحم اور عدل کی گواہی دیتے ہیں۔

اور جس وقت خداوند یسوع مسیح کے دنیا میں آنے اور واسطے نجات گنہگاروں کے صلیب پر جانے پر نظر کی جاتی ہی تو کس طرح خدائیتعالیٰ کے عدل اور رحم پر تیقّن ہوتا ہی اور بڑے بڑے داناؤں کو کیسی حیرت اور کتنا تعجب ہوتا ہی کہ اُس عادل اور رحیم نے کس انداز سے اپنی دونوں صفتوں کو قایم رکھا اور ایک کو دوسرے پر فوق لیجانے نہ دیا۔ جب اِس امر بدیع کی طرف غور سے دیکھا جاتا ہی تو دونوں پلّے ترازوئے عدل و رحم کے مساوی المقدار اور ہموزن نظر آتے ہیں۔ میں نے اُن دو صفتِ ربّانی کا جو اُس کی ذات میں پائی جاتی ہیں اور بندوں سے تعلق رکھتی ہیں اِس جگہہ میں ذکر کیا اور انھیں دونوں صفت کی تشریح اِس کتاب میں بموجب کلامِ الٰہی کے کی تو صرف یہہ بات دریافت طلب رہی کہ آیا یہہ سمجھ ہماری فی الواقع اسی طرح پر ہی یا نہیں کیونکہ اکثر لوگوں کے خیالات بابت صفات ربّانی کے نہایت خام ہیں اور انسان کو ہرگز مناسب نہیں کہ بدون کلامِ ربّانی کے اپنے خیالات اور سمجھ سے کہے کہ میں بخوبی اُنکی ماہیت سے واقف ہوگیا ہوں پس تامّل کرنا چاہیئے کہ دل بباعثِ گناہ اور بے ایمانی کے کتاب ربّانی کے برخلاف نہو اور جزا اور سزا میں معترض اور متردد نہ ہو۔ مثلاً جب تم کلامِ الٰہی میں دیکھو کہ خدا تعالیٰ کو گناہ سے اِس قدر نفرت ہی کہ وہ کسی گناہ کو بے سزا نہیں چھوڑتا تو تمہارے دل میں خدا کی نسبت کوئی اعتراض ظلم یا قہر کا نہ آوے اور قایل ہو اسبات کا کہ جو اُمور تقدیر ربّانی سے انتظام دنیاوی میں ہو رہے ہیں سب باموقع اور بجا اور راستی اور جلال سے پُر ہیں گو سزا گناہ اور فریب کی واسطے گنہگاروں اور مکّاروں کے ہو۔ اور مقرّر ہوا سکا بھی کہ جو لوگ یسوع مسیح پر ایمان لا کے ہیں

کے کلام کے مطابق نیکیوں کی پیروی کرتے ہیں اور بدیوں سے محترز رہتے ہیں اُنکا حامی اور
ممدّ اور معاون ہی اور ایسا مہربان جیسا باپ اپنے بیٹے پر اور تہ دل سے اِس بات کو مانتا ہو
کہ خدائیتعالیٰ اپنے بندوں میں رہتا ہی اور ایسے ایسے امن اور مواسات ایمانداروں کے ساتھ
کرتا ہی جو ناواقف بے ایمانوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور اُس کو بھی کہ خداوند قاہر نہیں
بلکہ نہایت شفیق اور پُر محبّت ہی حتّٰی کہ گنہگاروں کی موت سے بھی اُسکو خوشی نہیں بلکہ اُنکی
نجات اور سرورِ دائمی کا خواہاں ہی۔ دل میں اِن باتوں کی تلاش کرنے سے معلوم ہوسکتا ہی
کہ خدا کا علم اور اُس کی محبّت جو اِنسان کی نسبت ہی تم کو معلوم ہوئی یا نہیں کیونکہ یہی وے
باتیں ہیں جو کلامِ ربّانی سے ظاہر ہوتی ہیں اور اُن سے خدا کا سلوک اور اُسکی محبّت اِنسان
کی نسبت معلوم ہوتی ہی اور دنیا کے عُقلا اور عُلما اپنے علم اور عقل سے اِن کو نہیں نکال سکے
اِن ہی باتوں کا علم آدمی کے خراب دل کو بنانے کیواسطے اور انواع واقسام دنیاوی ازمایشوں
سے بچانیکے واسطے گوہر بے بہا ہی اور سب فرایض کو ماننے کیلئے رغبت دینیوالا ہی۔ اِس
لئے خداوند یسوع مسیح نے لہجۂ موکد سے فرمایا کہ اِسی علم کا نام ہمیشہ کی زندگی ہی ✣

۲ - فصل

موضوع علم مذہب میں

کسی علم کی ماہیّت سے اچھی طرح واقف ہونا بدون جاننے اُسکے موضوع کے ممکن نہیں
یہی حال مذہبی علم کا ہی سو اُسکے موضوعات میں سے ایک یہہ بھی ہی کہ انسان اپنی حالت اور
حاجت کی واقفیّت پیدا کرے خصوصًا اِس امر کو کہ اُس کو اصلی نسبت خدا کے ساتھ کیا ہی تجربہ
سے بھی اور کلامِ الٰہی سے بھی یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ روحانی امور میں اِنسان بالکل اندھے
ہیں یعنے خدا کو بھولے ہوئے اور خالق سے متنفّر اگرچہ بعضے لوگ خالق اشیائے جہان کا قولًا اقرار

کرتے ہیں پر فعلاً اُس کے جلال کو ظاہر کرنا ضروری نہیں سمجھتے خدا جو تمام نیکیوں کا مبدا ہی
اُسی پر کلّی اعتماد نہیں رکھتے بلکہ اپنے حُسن قبح اور معاش اور رتبہ اور نام اور ناموس کو اپنے آپ
سے جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمنے اپنی قوّت اور دانائی سے پیدا کیا ہی۔ اگر انسان خدا کی شناخت
میں ایسا اندھا نہ ہوتا تو حسین آدمی اپنے حُسن پر نازاں ہو کے کریہہ کو کیوں کراہت سے دیکھتے اور
دولتمند اپنی دولت پر مغرور ہو کے مفلسوں پر کیوں حقارت سے نظر کرتے اور عالم اپنے علم کے زعم
سے جاہلوں کو کیوں سفیہ جانتے بلکہ افسوس کہ بعضے بخیالِ دینداری اپنی کے دوسرے لوگوں کو بے
دین سمجھکر اُن پر طعن رکھتے ہیں ایسا انتشار خودپرستی کا باٰواز بلند پکارتا ہی کہ انسان اصلی روحانی
مقدمات میں اندھے ہیں اور یہہ نہیں سمجھتے کہ وے امور جنھوں نے اُن کو دوسرے خلایق سے
امتیاز بخشا سب خدا کی طرف سے ہیں فی الحقیقت اِس خیالِ واہی سے نجات پانی نہایت
مشکل ہی بلکہ اثر اُس کا اُن لوگوں میں بھی پایا جاتا ہی جن کے دلوں میں خدا کے فضل نے کچھ
کچھ سرایت بھی کی ہی۔ انسان نے فرماں برداری کو ترک کر کے ایسی خودروی پر کمر باندھی ہی
کہ سب سے عظیم الشّان بادشاہ یعنے خدا کی اِطاعت چھوڑ کر اپنی حرص و ہوا کو اپنا بادشاہ مقرر
کر کے اُسکا مطیع ہو رہا ہی اگرچہ بصورت متابعت ربّانی کمال شادمانی اور امنِ زندگانی اور
آرام جاودانی حاصل ہیں کیونکہ فرماں برداری کی حالت میں جب دولت حاصل ہوتی ہی تو
اُس کے ساتھ فروتنی بھی واصل ہوتی ہی اور جس قدر افلاس کی تکلیف اُس سے زیادہ صبر اور
توکّل کی تضعیف اور جتنا موت کا انتظار اُتنا ہی حیاتِ جاودانی کا امیدوار لیکن تو بھی جہالتِ
انسانی کو اِس قدر فراوانی سے کہ اُس خوشی اور امنِ جاودانی کو چھوڑ کے بلیاتِ جسمی اور جانی
میں مبتلا ہو رہا ہی۔ اگر انسان کی خودپرستی کے کاموں پر ذرہ سا بھی خیال کیا جاوے تو معلوم
ہو سکتا ہی کہ لشکرِ جہالت اور گردن کشی اور انکار نے کس طرح اُس کو گھیر رکھا ہی خودپرست
آدمی اپنی طینت کا خیال نہیں کر سکتا اور نہ موت کے خیال کو دل میں جگہہ دیتا ہی وہ صرف

اپنے ہی دل کا دشمن نہیں بلکہ جس مجلس اور جن کے پڑوس میں رہتا ہی اُن کے لئے بھی زہر
قاتل ہی آور بسبب اِسی خود پرستی کے اصلی خوشی کی ماہیت سے بھی محروم ہی۔ اگر اِنسان دولت
اور حشمت اور نام اور ناموس سے وہ خوشی جو دائمی ہو حاصل کرسکتا تب اگر اُن کے تحصیل
میں مصروف ہوتا تو عجب نہیں تھا لیکن چونکہ اچھی طرح تجربہ سے معلوم کرچکا ہی کہ اِن چیزوں سے
ہمیشہ کی خوشی حاصل نہیں پھر اِن میں مصروفیت کس قدر اندھاپن ہی۔ خدا کے کلام میں صاف
لکھا ہی کہ خوشی دائمی صرف خدا کی شناخت اور اِطاعت میں منحصر ہی جب اِنسان دلی اِرادہ سے
خدا کی فرماں برداری پر مستعد ہوتا ہی تو خدا تعالیٰ مع جمیع سامان خوشی کے اُس کو ملتا ہی جیسے
باپ اپنے بیٹے کو سب ترکہ اپنا دیتا ہی ویسے خدا تعالیٰ ایمانداروں کو سب طرح کی خوشی اور آرام
عطا کرتا ہی۔ لیکن اِنسان نہ یہہ جانتا ہی کہ خدا بندوں کو ملتا ہی اور اُن میں آکر رہتا ہی اور نہ
اُس کی فرماں برداری میں مصروف ہوتا ہی بلکہ اپنی ہی قوّت اور تاثیر اور عقل سے مسرور ہونے
میں مشغول ہوکے اُنھیں کے نتیجوں میں حیران اور سرگردان ہی۔ حقیر جانور جو زمین پر پھرتے ہیں یا
درختوں کے پتّوں پر اُڑتے ہیں اپنے نفع اور نقصان کے وقف اور نفع کے راغب اور نقصان
سے ہارب ہیں مگر اِنسان اپنی خوشی کے چشمہ سے غافل ہی۔ بلکہ وے اِنسان جو نہایت جزو رسی
اور دوربینی سے جیسے کرگس دور سے چھوٹی چھوٹی چیزوں کو دیکھ سکتا ہی اپنے خیال کی آنکھوں سے
سب چیزوں کی ماہیت کو معائنہ کرسکتے ہیں روحانی باتوں میں جو مانند روز روشن کی منوّر ہیں
شپّر کی طرح اندھے ہیں کیا تونگر کیا مفلس کیا جوان کیا بوڑھے کیا عالم کیا جاہل پر مانند رات
کالی کی ایسی تاریکی چھاگئی ہی کہ جب تک خود خدا جس نے اندھیرے سے روشنی پیدا کی اُن کے
تاریک دلوں کو اپنی روشنی کے آفتاب سے نور نہ بخشے اُن کو اپنی بہبودی کا راستہ نظر نہیں آتا
ایّوب نے اپنی کتاب میں اِنسان کی کوردلی کی بابت خوب فرمایا ہی باب ۱۱ آیت ۱۲ اِنسان تہی
دماغ اور بے عقل ہی ہاں آدمی ایسا پیدا ہوتا ہی جیسے گورخر کا بچّہ۔ گورخر کا بچّہ بے عقلی اور

بے دماغی میں مشہور ہی کیونکہ گدھے کی بے عقلی خورد و بزرگ جانتے ہیں پس اُس کا بچہ حماقت
میں اُس سے بھی زیادہ تر ہوتا ہی جب اُس کی طرف کوئی درندہ آوے تو آنکھیں بند کرکے رہ جاتا
ہی اور جب اُسکے محافظ نزدیک آتے ہیں تو اُن سے بھاگ جاتا ہی حقیقت میں اِنسان کی جہالت
ایسی ہی ہی۔ صرف یہہ جہالت اور اندھاپن ہی نہیں بلکہ نسیانِ الٰہی جو اِنسان کے دل میں
مخمر ہی بہ آوازِ بلند پکارتا ہی کہ اِنسان بالکل بگڑے ہوئے ہیں آسمان کے ستاروں کو گھومتے
دیکھتے ہیں اور موسموں کی تبدیل میں جو فوایدہیں اُن سے بہرہ یاب ہوتے ہیں اور زمین کی پیداوار
سے جو جو فرحتیں حاصل ہو سکتی ہیں اُن سے کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن اُس صانع کُل اور نعمت
بخش ہاتھ کو جس نے اپنی دستکاری سے اُن کو پیدا کیا یاد میں نہیں لاتے خدا کو زمین کے
اِنتظام سے بالکل معطل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اُن کے حواسوں سے بعید ہی اور بصورت ہونے
اُس کی کے اپنی نفسانی خواہشوں کو بے باکانہ استعمال میں نہیں لا سکتے۔ جب خدا کسی قوم
کو کسی بلا میں مبتلا کرتا ہی یا کسی شخص کو کسی طرح کی بزرگی یا بلندی کا درجہ عطا فرماتا ہی جس میں
اُس کی پروردگاری عیاں ہو اِنسان کا نسیان اِس درجہ پر ہی کہ اُس سے بھی یادِ الٰہی
اِس کے دل میں نہیں آتی اِس واسطے جب خدائیتعالیٰ اپنی رحمت سے کسی اِنسان کو
اِس اصلی نسیان سے پھیر کے اپنی یادگاری میں لانا چاہتا ہی تو اکثر اوقات اُس کی تونگری
کو مفلسی اور خوشی کو غم اور تندرستی کو بیماری کے ساتھ بدل دیتا ہی تاکہ وہ یقین کرے کہ
میں مٹی ہوں اور دم میرا صرف ناک میں اور مانند ہوا کی ناپائیدار ہی اور تکلیف کی چھڑی سے اُستاد
کی طرح تعلیم دیتا ہی خوف کی جگہہ میں پابند کرتا ہی تاکہ غفلت کی نیند سے جاگے پھر افسوس کہ اِنسان
ایسے ایسے واردات سے بھی نصیحت پذیر نہیں ہوتے۔ جب سورج صبح کے وقت مشرق سے طلوع
کرتا ہی تو اپنی شعاع کی تاروں سے سارنگی کی طرح رنگارنگ سروں سے نغماتِ تعریف اپنے
پروردگار کے الاپتا ہوا پکارتا ہی کہ میرے بنانیوالا مجھ سے زیادہ صاحب جلال ہی چاند اور

ستارے جو رات کے سیارے ہیں متفق البیان کہتے ہیں کہ ہم اپنے آپ سے نہیں بنے بلکہ ہمارے
بنانے والا صانع برحق اور قادر مطلق ہی خواہ باد صبا پھولوں کو کھلا کے اور خوشبو سے دماغ
خلق مہکا کے انسان کو جگا وے یا اندھی اور بادل اور کالی گھٹائیں اور برق اور رعد اگر
ڈرا وے ان دونوں سے بھی انسان نہ اپنی آنکھیں کھولتے ہیں اور نہ اپنے کانوں سے
غفلت کی روئیں نکالتے ہیں کیا گل پھول کے رنگوں اور جانوروں کے راگوں اور نہروں
کے ترانوں سے شکر گذاریاں نہیں ظاہر ہوتی ہیں - لیکن انسان جو اُنسے مسرور اور متمتع
ہوتے ہیں کبھی شکر ادا نہیں کرتے ذایقہ کے طلبگار ہیں بلکہ اُس ذایقہ کے واسطے ہزاروں
اشیا مہیا ہیں اُن سے لذت بھی حاصل کرتے ہیں لیکن دل اُن کے پھر بھی بے مزہ اور سخت ہیں کوئی یہہ
نہ کہے کہ سب اشیا جن کا ذکر ہوا بے جان ہیں اِسواسطے انسان کو پروردگار کی طرف متوجہ
نہیں کر سکتی کیونکہ کچھ انھیں پر حصر نہیں بلکہ زیادہ تر افسوس انسان کی نسیان پر ہو واسطے
ہی کہ ہم صرف انھیں بے جان چیزوں کی طرف اشارہ نہیں کرتے بلکہ خدا کے نبیوں اور کلام وعظ
اور آواز آسمانی اور خلیفہ خدا یعنے نفس ناطقہ کی معرفت بھی یاد دلا سکتے ہیں کہ آدمی ہمیشہ خدا کو
بھولا رہتا ہی اور دنیا اور اُس کے کاروبار میں اِس قدر مشغول ہی کہ کبھی بھولے سے بھی خدا
کے یاد آنے پر راضی نہیں ہوتا - اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ آدمی کو طبعاً خدا کا خیال پسند خاطر
نہیں دنیا کی ادنی چیز کو بھی جس سے اُس کو فرحت کی توقع ہو یا کسی ایسے شخص کو جس سے حصول
فایدہ کی اُمید ہو ہرگز نہیں بھولتے لیکن خدا کو جو چشمہ سب طرح کی راحت اور زندگی اور اُمیدوں
کا ہی بالکل بھول جاتے ہیں لڑکے بھی جب تک نہایت ناشکر گذار اور ابتر نہ ہو گئے ہوں حالت
مسافرت میں خواہ کتنے دور ہوں اپنے والدین کو فرموش نہیں کرتے انسان کی خدا فراموشی
کی جڑ اگر ڈھونڈھیں تو اس سے بھی بدتر ہی اور وہ جڑ اُس کا موروثی گناہ ہی خدا کی بھول کا
باعث یہہ نہیں کہ انسان خدا کو نہ جانتا ہو کیونکہ ہر ایک انسان کی عقل تقاضا کرتی ہی

کہ خدا ہی اور اُس کی نظر ہر ایک اِنسان پر ہر وقت رہتی ہی کوئی دنیاوی بادشاہ اپنی رعیت کی پرورش اور اُنکی بہبودی کا خواہاں ایسا نہیں ہو سکتا جیسا خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو اپنے کلام میں نگراں حال خلق کا ظاہر کیا ہی۔ گناہ سے نفرت اور گنہگاروں کے لئے سزا جیسی خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں ظاہر کی ہی ایسی کسی نے بادشاہوں یا قانون دانوں میں سے اپنی کتابوں میں نہیں بیان کی غرض اِن باتوں سے واقف ہو کے ایسے خدا کی نسبت جو قوّت اور حکمت میں سب پر فایق اور عدل اور رحمت میں محبّت کے لایق ہی فراموشی یا حقارت ظاہر کرنی سخت گناہوں میں سے شمار ہوتی ہی۔ اگر اِس طرح کی حقارت یا گستاخی کسی بڑے آدمی کی نسبت کوئی شخص کرے تو ہرگز بے سزا نہیں چھوٹتا سب لوگ جانتے ہیں کہ قدر عزّت کی حسب رتبۂ ذی عزّت کے ہوتی ہی اور ویسی ہی حقارت یا گستاخی نسبت کسی عزّت دار کے بقدر اُس کی عزّت کے کم و بیش شمار میں آتی ہی اِسی سبب آدمی کے گناہ خدا کی جناب میں بہت عظیم ہیں کس واسطے کہ وہ خدا صرف بڑا ہی نہیں بلکہ خالق اور مالک بھی ہی اور جو روحانیّت یا جسمانیّت ہم لوگوں میں پائی جاتی ہی سب اُسی کی ہی اور وہی بنانیوالا ہی جس نے یہہ چیزیں صرف اپنی اِطاعت اور فرماں برداری کے لئے اِنسان کو بخشی ہیں پھر اِن سب کو اُس کی خدمت اور اطاعت میں نہ صرف کرنا کمال حق تلفی ہی اور ایسے عظیم الشّان خدا کی حق تلفی کا سبب جو گناہ ہی اُس کے لئے سزا واجب۔ یہہ عذر کوئی گنہگار نہیں کر سکتا کہ میں خدا کے برخلاف بنظر گستاخی یا حقارت کے گناہ نہیں کرتا بلکہ اپنے نفس کی شامت سے اُسی کی خوشی کے واسطے کرتا ہوں کیونکہ اگر وہ ذرّہ بھی غور کرے تو معلوم کر سکتا ہی کہ ہر ایک گناہ کے ابتدا میں قانونِ شریعت خدا کی حقارت پائی جاتی ہی۔ یہہ ہیبتناک کوری اور جہل اور نسیان وغیرہ جو بیان ہوئے اِنسان کو بے سزا نہ چھوڑینگے گو وہ سزا کے دن روویں اور پیٹیں خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ تمنے میری شریعت اور روح کے برعکس اور اُس روشنی کے جو تم کو بخشی تھی برخلاف سرکش ہو کے نہایت گردن کشی سے میری نافرمانی اور

حقارت کی میں بطریق وعظ اپنے ہاتھ پھیلا کے تم کو اپنی طرف بلاتا رہا اور تم شنوا نہ ہوئے میری نصیحتوں کو ناچیز جانا میری برکتوں کو پامال کیا اور جو بلائیں واسطے عبرت کے بھیجی گئیں اُنسے نصیحت پذیر نہ ہوئے جب تمہیں ڈرایا تو کچھ نہ ڈرے جب محبّت دکھلائی تو شکر گذار نہ ہوئے تم کو غارت کرنا عین واجبی ہی تب سب ملایکہ اور نیک روحیں کہینگی آمین +

اگرچہ ہم اِنسان کی ذاتی نابینائی اور دلی کدورت اور غفلت اور خدا کی بھول اور اُنکے انجام بیان کرچکے تسپر بھی ایک بات باقی ہی جس کا ذکر کرنا تقاضائے وفاداری ہی اگرچہ دنیا کا دستور چاہتا ہی کہ ہم اِس کلام کے بیان سے باز رہیں کیونکہ اُس کے سُننے سے کسی کے دل میں خوشی نہیں پیدا ہوگی بلکہ کمال رنج حاصل ہوگا اِسبات کو نہ کوئی سُننا چاہتا ہی اور نہ سُنانیوالوں کا شکر گذار ہوتا ہی پر احکام اِلٰہی کے مطیعوں کو اُس کا سُنانا ضروری ہی اِس واسطے لکھی جاتی ہی سو وہ یہہ ہی کہ آدمی دل سے خدا کے ساتھہ دشمنی رکھتا ہی اگر کوئی کہے کہ گناہ اور نافرمانی سے دشمنی نہیں ثابت ہوتی وہ دشمنی کیسی ہی تو کہنا چاہیئے کہ تامل سے معلوم ہوسکتا ہی کہ فی الحقیقت اِنسان کے دل میں خدا کی دشمنی موجود ہی اگر نہ ہوتی تو دوستی کی شرایط جو دشمنی کے برخلاف ہیں کیوں ادا نہ ہوسکتیں۔ دیکھو تو جب کسی نیک اطوار دل عزیز شخص کی صورت سے کوئی آدمی بیزار نظر آتا ہی یا کسی طرح کی نفرت کرتا ہی تو لوگ یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ کسی نہ کسی بات میں اُس کے ساتھہ دشمنی ہوگی نہیں تو ایسے اچھے آدمی کی صورت اور صحبت سے کیوں بیزار اور متنفّر ہوتا اِسی طرح اگر انسان کے دل میں دشمنی نہیں تو پھر خدا کی صحبت اور اُس کی عبادت اور اُس کے کلام کی تلاوت اور اُس سے دعا مانگنے اور اُس کے مقبولوں پر اِلتفات کرنے اور اُس کے ذکر میں عجز بجالانے سے متنفّر کیوں ہی اور اُس کے مسایل سے دل کا ہٹنا اور اُن کے تذکرہ میں تھک جانا اور خداوند یسوع مسیح کے ساتھہ دشمنی کا رکھنا بلکہ مسیح کے مطیعوں کو ہر وقت اور ہر زمانہ میں ستانا کس واسطے ہی۔ تم جانتے ہو کہ وہ آدمی جس کا دل خدا کے فضل سے متغیر نہ ہوا ہو اُس کے کلام سے کیسے بھاگتا ہی دینداروں کے ساتھہ عبادت گاہ میں جاکے

دعا مانگنا اُس کو کیسا بھاری بوجھ معلوم ہوتا ہی شریعت کا نام اور اُس کی اطاعت کا خیال کڑوا جانتا ہی اِن سب باتوں سے اُسکے دل کی دشمنی اِن چیزوں کے ساتھ صاف معلوم ہوتی ہی آدمی باہم کسی محفل میں ہنستے بولتے کھیلتے رہتے ہیں اِسی اثنا میں اگر کسی مسئلہ کا بیان یا خدا کا ذکر یا عاقبت کا احوال کوئی کہہ بیٹھے تو تمام عیش اُن کے منغّص ہو جاتے ہیں اور شراب فرحت تلخ اور ناگوار معلوم ہوتی ہی بلکہ وہاں سے اُٹھ جاتے ہیں۔ تواریخ میں دیکھو کہ ہر زمانہ میں بے دین آدمیوں نے دینداروں کو کس قدر ستایا ہی بلکہ نبیوں کو بھی معمولی موت سے مرنے نہیں دیا اور طرح طرح کی تکلیفوں اور اذیّتوں کے ساتھ مارا۔ ہر ایک امر میں آدمی دانائی اور اُلفت دکھاتے ہیں لیکن خدا اور عاقبت کے معاملات میں بے وقوفی اور عداوت ظاہر کرتے ہیں اِس دشمنی کا سبب آج تک کسی نے اپنی ذاتی عقل سے دریافت نہیں کیا بلکہ عقل سے بعید معلوم ہوتا ہی کہ آدمی اپنے خالق اور تمام خوشیوں کے چشمہ کے ساتھ دشمنی رکھے صرف اُن شخصوں نے جن کا دل فضلِ الٰہی نے تبدیل کیا ہی اپنے ہی تجربہ سے معلوم فرمایا ہی کہ خدا کی دشمنی اُن کے دلوں میں متمکن ہی جس سے وے یہہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہم خدا کی اطاعت کرنی چاہتے ہیں نہیں کر سکتے بلکہ نیک کاموں سے دل بھاگتا ہی اور روحانی طبیعت پر شہوت غالب آتی ہی۔ پس بجز اُس کے کہ موروثی گناہ کے قایل اور اِنسان کو فی نفسہ بگڑا ہوا کہنے کے مقر ہوں اِن باتوں کا اور کوئی سبب معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور مسیحی مذہب کا کلیّۃً ایسے بگڑے ہوئے اِنسان کو سنوارنے کے لئے مرتب ہوا ہی یہہ سنوارنا اُس کی اِنسانی خاصیتوں کے واسطے نہیں جن میں وہ بجائے خود نیکنام نیک نیّت خوش خلقی دیانت دار غریب پرور لین دین میں کھرا علم و فہم میں اچھا ہی بلکہ نسبت خدا اور عاقبت اور اپنی روح دایم القیام کے جن میں وہ خراب اور نافرمان اور اندھا اور خدا کا دشمن ہی *

۳- فصل

شریعتِ الٰہی کے بیان میں

پچھلی فصلوں میں ہم ذات وصفاتِ خدا کا اور ابتری اِنسان کا بموجب کلام الٰہی کے بیان کر چکے اب ارادہ ہی کہ خدا کی شریعت کا تذکرہ کریں کیونکہ بغیر آنے سچے خیال شریعت کے آدمی اِنجیل کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا بلکہ شریعت ہی کی پہچان انجیل کی رہنمائی اور اِسی واسطے اُس کا واقف ہونا بہت ضروری ہی- خدا کی شریعت میں ایک طرف تو ادائے شرایط سے راستباز ہو کے حصول زندگی جاودانی اور دوسری طرف بغاوت اور نافرمانی سے موتِ ابدی کی پشیمانی ہی- اور یہہ پہلی بات ہی جو خدا نے اِنسان کے سمجھنے کو عطا فرمائی تاکہ ایسا نہ ہو کہ اِنجیل جو گنہگار آدمی کو شریعت کے بچانے کا سبب ہی بالکل سمجھ میں نہ آوے اور جو مطابقت شریعت اور اِنجیل میں ہی پاک کتابوں کے ہر ہر صفحہ میں مذکور ہی لیکن اِنسان بباعث اپنی سخت دلی کے یہہ سمجھتے رہے کہ وہ شریعت صرف یہودیوں کے لئے تھی بلکہ بعضے مسیحی لوگ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اِس کج فہمی کو زایل کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ اخلاقی شریعت روحانی ہی جس کی اطاعت کے فواید ہر فرقے اور ہر عہد کے لوگ یکساں اُٹھا سکتے ہوں اور اُس کی نافرمانی کے نقصان بھی ہر ایک جگہہ میں مشہور رہوں- اور شرایع جو دنیا کے مختلف مذاہب میں مروّج ہیں اور اُن کے بانی انسان ہیں اِسی بات میں قاصر ہیں کہ وے ہر ایک شخص کی حاجت برار نہیں ہیں اور نہ اندرونی خطا اور دلی نیّت تک پہنچتی ہیں وے صرف اُن ظاہری کاموں کو منع بتلاتی ہیں جن میں عام لوگوں کا نقصان ہو یا جماعت میں تفرقہ پیدا کرتی ہوں لیکن خدا کی شریعت میں برعکس اِسکے اُن گناہوں کی سزا بھی جو صرف دل ہی میں ہوتے ہیں اور ابھی ظہور میں نہیں آنے ہوتے معیّن ہی- اگر کوئی کہے کہ شریعت عقلی کا بھی ویسا ہی بندوبست ہی جیسا کہ روحانی شریعت کا اُس کے جواب میں ہم کہہ

سکتے ہیں کہ نہیں کیونکہ عقلی شریعت کے بانی بہت باتیں موافق اُن دستورات اور تعلیمات کے مقرر کرتے ہیں جن سے وے واقف ہوتے ہیں جب کہ وہ دستور اور تعلیم اصل میں بگڑے ہوئے انسان کے ہی ہیں تو ہرگز کامل متصور نہیں ہوسکتے بلکہ اکثر اوقات نقصان پذیر ہوتے ہیں۔ خدا کی شریعت میں ایسی مشکلات ہرگز نہیں پائی جاتیں اور جو قانون قوموں میں واسطے امن اور خوبی سلطنت کے مقرر ہوئے ہیں اکثر سخت اور خاص لوگوں کے لئے تکلیف رساں ہوتے ہیں کیونکہ وہ اور طرح کے بنا ہی نہیں سکتے اس واسطے جس میں قلت نقصان کی دیکھتے ہیں اُسی کو عمدہ سمجھکے مان لیتے ہیں۔ پر خدا کی شریعت ہر زمان اور ہر مکان میں عوام اور خواص کے لئے مفید ہی جس طرح اُس کو لوگ مانتے ہیں اُسی طرح خوشی حاصل ہوتی ہی۔ کوئی آدمی یہہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس کے ماننے سے ہمارا کچھ ہرج ہوا نہ دولتمند نہ غریب جہاں تک لوگ اپنا فایدہ ڈھونڈھتے ہیں اُس کا نقصان ہرگز نہیں پاوینگے۔ اگلے زمانہ کے حکیموں نے انسان کے چال سنوارنے کے لئے چند قواعد مقرر کئے تھے چنانچہ اِس زمانہ میں بھی اکثر مذاہب کی کتابوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتے ہیں لیکن کُلیّہ اُن سب کا ایک طور پر ہی یعنے اُنہوں نے شہوتوں کے مارنے کے واسطے جسمانی زہد مقرر کئے ہیں اور شجاعت کی تقویت کے واسطے گوناگون انتقام اور تکبّر کو پُشتی دی ہی۔ پر خدا کے کلام میں ایسی باتیں نہیں پائی جاتی ہیں بلکہ ہر ایک قسم کے گناہ کی جڑ پر اُس کا تبر ہی اگر کسی بدی کا انجام نیکی بھی ہو تو اُس کو نیکی نہیں کہا ہی +

ایک قسم کا قانون جو خدا کے کلام میں مندرج ہی یہودیوں کی رسوم کا قانون ہی۔ ایسی شریعتوں کو جب روحانی شریعت کے ساتھ مقابلہ کریں تو کئی درجہ کم پائی جاوینگی۔ اور سبب اِس کا معقول ہی۔ کیونکہ وہ رسمی شریعت خاص اُسی قوم اور اُسی زمانہ اور اُسی مُلک کے لئے ہوتی ہی پر روحانی شریعت رسم اور مُلک اور زمانہ سے متعلق نہیں ہوتی بلکہ اُس کی نسبت خدا کے ساتھ ہوتی ہی جو سب کا خالق ہی اور اُس کا قیام بھی مثل قیام خداوند علی الدّوام سو لئے اِس کے وہ رسمی شریعت یسوع مسیح کے آنے

دلالت کرتی تھی جیسے کسی شی کا سایہ ہوتا ہی ویسے ہی وہ شریعت یسوع مسیح کے آنیکا سایہ تھی جب کہ اُس سورج نے طلوع کیا تو سایہ معدوم ہو گیا +

جب دِس حکموں کا خلاصہ جو پتھر کی دو تختیوں پر کھودے ہوئے موسیٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو خدا نے عنایت کئے تھے معلوم ہووے تب روحانی شریعت کا حال اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہی اُن کے حدود اور روحانی مطالب بہت ہی بیشمار ہیں کچھ اُنھیں دس باتوں پر انحصار نہیں بلکہ تمام توریت اور ساری انجیل میں انھیں کی تشریح ہے۔ چنانچہ پہلے حکم میں خدا یہہ چاہتا ہی کہ انسان کے دل میں بدون شریک کے ایسی حکمرانی کرے جس سے جسمانی خوشی عزت دولت آرام اُس کی نظر میں خوار معلوم ہوویں۔ دوسرے حکم میں خدا ہم پر اِس فرض کو واجب کرتا ہی کہ اُس کے اوصاف سوائے اُس طرح کے جو اُس نے اپنی زبانِ مبارک سے اپنے کلام میں فرمائے دوسری طرح تصوّر نہ کریں نہ اُس میں ایک لفظ بڑھاویں اور نہ گھٹاویں اور اُس کی عبادت بھی جس طرح اُس نے مقرر کی ہی اُسی طرح کریں اپنی طبیعت سے کوئی تعریف یا ایسی دعائیں جن میں بُت پرستی کی بو پائی جاوے نہ کریں تیسرے حکم میں چاہتا ہی کہ ہم اُس کے جلال کو اپنے دل میں جگہہ دیکر کلام اور چال اور خیال میں ایسے رہیں جس میں غفلت اور بےعزّتی اُس کے نام لینے میں نہ پائی جاوے۔ چوتھے حکم میں فرمان ہی کہ ایک دن دنیاوی خیالات اور دنیا کے کاموں کو چھوڑ کے روحانی مقدّمات کی طرف متوجہ ہوویں پانچویں بغور شناخت فرایض اپنے والدین کی ایسی تعظیم کریں جو اُن کی اُس محنت کو جو ہماری پرورش میں پائی ہو اور اُس فایدہ کو جو اُن کی تکلیف سے ہم نے اُٹھایا ہو لایق ہووے اور خدا کے حکم سے ہم اپنے آپ کو اُن کا قرضدار سمجھیں۔ اِسی حکم میں یہہ بھی آ گیا کہ بادشاہ اور حاکم اور خادمِ دین اور آقا کی بلکہ ہر ایک بوڑھے اور بزرگ کی جو ہم کو جائے ادب ہی تعظیم میں ہرگز غفلت نہ کریں۔ چھٹے حکم میں صرف ہمارے ہاتھوں کو قتل سے خون آلودہ کرنے کی ممانعت نہیں بلکہ ہر ایک قسم کی غفلت اور رشک اور حسد اور کینہ کی دل سے بیخ کنی کرنیکا فرمان ہی کیونکہ اُنھیں گناہوں

کی نوبت خون تک پہنچتی ہی۔ ساتویں حکم میں چاہتا ہی کہ ناپاک شہوتوں سے جو دل کو آلودہ کرتی ہیں باز رہیں اور ہر ایک صورت کے حسن سے شہوت کی نظر کو جیسے صرف خدا ہی دیکھ سکتا ہی محفوظ رکھیں آٹھواں حکم لالچ اور طمع دنیاوی کو جس سے ہمارے دل اپنے پڑوسیوں کے حق پر دست اندازی کرنی چاہتے ہیں منع فرماتا ہی اور ہر ایک قسم کی حق تلفی اور ٹھگی اور بے انصافی سے جو الٰہی حکم میں ممنوع ہو چکیں باز رہیں۔ نویں کا یہہ مضمون ہی کہ راستی کا خیال ہمارے دلوں میں اسقدر جڑ پکڑے کہ اپنے کلام میں کسی کے نقصان کی نیت سے ہرگز جھوٹھ کو استعمال نہ کریں۔ آور آخری حکم لالچ سے باز رکھتا ہی تاکہ صبر کو ہر ایک مقدمہ میں استعمال کریں +

اِس مختصر بیانِ احکام سے جو بیبل میں مندرج ہیں سارے فرایض جن کا ماننا اور جن سے بھاگنا اِنسان کو واجب ہی معلوم ہوتے ہیں۔ یے حکم دو تختیوں پر اِس واسطے لکھے گئے کہ ایک پر وے فرایض جو منسوب بخدا تھے ثبت ہوئے۔ اور دوسرے پر وے جو اپنے ہمسایوں کی نسبت مرعی ہوں مسیح نے اِن دو تختوں کا خلاصہ دو حکموں میں حصر کر دیا۔ اوّل تختے کا اِس میں کہ تو اپنے خداوند کو اپنے سارے دل اور ساری روح اور ساری قوّت سے پیار کر یعنے جب اِنسان نے سارے دل یعنے عقل وخیال وغیرہ سے اور ساری روح یعنے روحانی اخلاق مثل محبّت وخوف وغیرہ سے ایک شیٔ کو پیار کیا تو کوئی جگہہ اُس کے دل میں ایسی نہ رہی جس میں غیر کی سمائی ہو اور ساری قوّت سے یہہ مراد ہی کہ جس قدر جسمانی اشیا ہم میں ہیں اُسی کی خدمت میں مصروف رہیں یعنے جس قدر آلات اِنسانی ہیں خواہ روحانی خواہ جسمانی سب خدمت ربّانی میں مصروف ہوں۔ دوسرے تختے کا خلاصہ جو پڑوسیوں کے حق میں تھا اِس طرح پر کیا کہ اپنے پڑوسیوں کو ایسا پیار کر جیسے اپنے آپ کو یعنے جیسا تو چاہتا ہی کہ لوگ تجھ سے سلوک کریں تو بھی اُن سے ویسا کر جن معاملات سے تیرا دل نفرت کرتا ہی اور نہیں چاہتا ہی کہ تیرے ساتھ کوئی کرے تو بھی ہرگز اُن کے ساتھ کر کے اُن کو نہ ستا اور جن معاملات کو تو چاہتا ہی کہ تیرے ساتھ لوگ کریں اُنھیں کو اُنکے ساتھ کر کے اُن

کوخوش کرے۔ اِن باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب شریعت لایق اُس خدا کے ہے جس کی شان تمام
عالم میں مشہور ہے۔ جہاں کہیں کسی نے اِن احکام کو پایا اور مانا بہت عمدہ نتیجہ ظاہر ہوا۔ جس حالت
میں آدم بے گناہ اور اپنے خالق کے ساتھ متکلّم تھا اُس حالت میں پتھر کے تختوں پر احکام کھود کے
دینے کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ لیکن جب اِنسان گنہگار ہوگیا اور اُس کی طبیعت نے گناہ کی طرف
رغبت کی اور کوئی شعشہ اُس راستبازی کا جو آدم کو ابتدا میں حاصل تھی باقی نہ رہا تب ضرورت
ہوئی۔ آدمی اگر چاہے بھی کہ سوچکے اپنے فرایض کو ذہنی علموں سے معلوم کرے تو ہرگز نہیں کرسکتا
کیونکہ اُس کی عقل اور اِدراک میں ایسا فتور واقع ہوا ہے کہ بھلے بُرے کی پہچان جو خدا کی شریعت
کے پرتو سے اب ہم کو معلوم ہے پچھلے قوموں کے کاروبار سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو ہرگز نہیں تھی۔
واسطے جبر اِس نقصان کے خدا تعالیٰ نے کوہ سینا میں وے تختے موسیٰ کو دیئے اب حاجت نہیں
کہ آدمی اپنے فرایض کو معلوم کرنے کے واسطے عقل کو دخل دیوے کیونکہ خدا کے احکام صاف اور
ظاہر ہیں۔ اگرچہ وے تھوڑے ہیں پر سب قوموں پر اُن کا اِنتشار ہے۔ دوسرا فایدہ اِس شریعت کا
یہہ ہے کہ اُن آدمیوں کو جن کو ترغیب دیکے گناہ سے باز لاسکتی ڈراتی ہے کلام مقدّس فرماتا ہے کہ غضب
اِلٰہی کی گھٹا اُن سب پر جو اِس شریعت کے نافرمان ہیں جھوم رہی ہے بلکہ نافرمان شخص کی
پُشتہا پُشت سے خدا نفرت رکھتا ہے اور جب اُس کو استعمال میں لاویں تو ہزار در ہزار پشت
تک رحم بھی دکھلاسکتا ہے۔ سوائے اِس کے اِنسان کو گنہگار قایل کرنے کے واسطے یہی شریعت
کافی ہے۔ آدمی بغیر شریعت کے غافل اور عاقبت کے خوف سے بالکل بے پروا رہتا ہے جب شریعت
کی آواز اُس کے کانوں میں پہنچتی ہے تو اُس کو اُس کے گناہوں کا قایل کرتی ہے بلکہ شریعت کی
روحانی سمجھ آنے پر آدمی اپنے آپ کو گنہگار جان کے شریعت کی واجبی سزا کا مستحق سمجھتا ہے گناہ
میں مُردہ جان کے زندگی کی راہ ڈھونڈھتا ہے۔ اِسی مقدمہ میں پولوس حواری کا کلام جو اُس
کے خطوط میں مندرج ہے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِنسان بدون شریعت کے اپنے آپ کو

جیتا جاتا ہی پر جب شریعت کی پہچان اور خلاصہ اُس کو معلوم ہوتا ہی تو اپنے آپ کو مُردہ اور خدا کے غضب میں مُبتلا دوزخ کے لایق سمجھتا ہی ؛

پس اِن باتوں سے وہی کلام جو ہم نے آگے کہا ہی کہ شریعت حقیقت میں اِنجیل کی رہنما ہی ثابت ہوتی ہی کیونکہ جس وقت ہم اپنے آپ کو خدا کے فضل سے محروم پاتے ہیں اور یہہ بھی معلوم کر لیتے ہیں کہ اپنی جانفشانی سے وہ راستبازی جو شریعت کے ماننے سے حاصل ہوتی ہی ہم کو ہرگز میسر نہیں تا کہ خدا کے حضور میں راستباز شمار ہو کر مقبول ہوویں تو خواہ مخواہ دل میں یہہ اِلتجا پیدا ہوتی ہی کہ خدا کی رحمت جو مسیح کے وسیلے سے ظہور میں آئی ہی تو سیلہ ایمان کے حاصل کریں تا کہ غضب سے بچ جاویں - غرض شریعت کی پہچان ہم کو گناہ کی غفلت سے جگاتی ہی اور رشتی امن کی خواب سے بیدار کرتی ہی اور اُس کا خوف ہمارے کانوں کو اُس دعوت کی سماعت کے لئے جو مسیح کی معرفت ملاپ کے لئے مقرر ہی کھولتا ہی اور ہمارے دلوں کو نومیدی سے بچا کر امید بلند عطا کر کے اُس بچانیوالے کی طرف جو شریعت کی لعنت سے بچا سکتا ہی متوجہ کرتا ہی - یہہ بھی کام شریعت کا ہی کہ ہماری ناپاکی اپنی پاکی کے ذریعہ سے ہم کو معلوم کراتی ہی - اِسی سبب سے ہمارے دلوں میں وہ لڑائیاں جن کا ذکر پولوس نے رومیوں کے خط کے ساتویں باب کے اٹھارھویں آیت سے آخر باب تک تذکرہ کیا ہی اثر کرتیں ہیں جس میں اُس نے شوقِ الٰہی اور اِرتکاب گناہ کا مجادلہ باہم بیان کیا ہی - اور وہ یہہ ہی - کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنے میرے جسم میں خوبی نہیں بستی کہ خواہش تو مجھ میں موجود ہی پر جو اچھا ہی کرنے نہیں پاتا کہ خوبی جو چاہتا ہوں نہیں کرتا بلکہ بدی کہ جس سے میں نہیں چاہتا وہی کرتا ہوں - پر اگر میں جسے نہیں چاہتا وہی کرتا ہوں تو پھر میں ہی اُس کا مرتکب نہیں ہوں بلکہ گناہ جو مجھ میں بستا ہی - غرض میں یہہ شریعت پاتا ہوں کہ جب خوبی کیا چاہتا ہوں بدی میرے پاس موجود ہی کیونکہ میں باطنی اِنسان کی نسبت خدا کی شریعت سے خوش ہوں مگر دوسری شریعت اپنے عضوں میں دیکھتا ہوں جو میری عقل کی

شریعت سے لڑتی اور مجھے گناہ کی شریعت کا جو میرے عضووں میں ہے گرفتار کرتی ہے آہ لاچار آدمی
جو ہوں اِس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائیگا خدا کا شکر کرتا ہوں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے
وسیلے سے غرض میں تو اپنی عقل سے خدا کی شریعت کا پر جسم سے گناہ کی شریعت کا بندہ ہوں فقط۔
غرض کہ اِنسان کے دل میں دو طبیعت ہوتی ہیں ایک شوقِ الٰہی کی دوسری پرورش نفس کی
شریعت کی پہچان میں نفس کی پرورش سے تو ہٹتا ہے لیکن تِس پر بھی فرایضِ شوقِ الٰہی کو ادا
نہیں کر سکتا کیونکہ طبیعت ابتر ہوتی ہے باہم اِن دونوں طبیعتوں کے ایمانداروں کے دل میں
جنگ رہتا ہے اور اِس جنگ کی آغاز شریعت کی شناخت ہے جس قدر آدمی اپنے آپ کو کمزور پاتا
ہے اُسی قدر خدا کے فضل اور خداوند مسیح کی راستبازی کا محتاج سمجھتا ہے۔ پس اِس سے معلوم ہوتا ہے
کہ شریعت کچھ قہر کے لئے خدا نے نہیں ظاہر کی بلکہ رحم کا شروع ہے تا کہ شریعت کے ذریعہ سے جگا کے
فضل کا امیدوار کرے۔ کوہ سیناکی بجلی اور رعد کی آواز سے یہہ مطلب نہ تھا کہ صرف ہم کو ڈرا دے
اور نا اُمید کرے بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس میں یہہ اِرادہ تھا کہ ہم کو کوہ ز ایں یعنے
صیہون کی رہبری کرے جہاں سارے جہان کی خوشی ہے اور جو شہر الٰہی کہلاتا ہے اور جہاں
رحمتِ خدا جلوہ گر ہے اور فضل کی خوبیوں سے معمور ہے اُس سے خوش ہونا ہم پر واجب
ہے یے مسایل اِنسانی نہیں ہیں بلکہ وے سچّی باتیں ہیں جو خدا کے پاک کلام سے ظاہر ہوئی ہیں
موافق آیت ۱ تا ۴ باب ۸ خط رومیوں کے۔ پس اب اُن کے لئے جو مسیح یسوع میں ہیں اور جسم
کے طور پر نہیں بلکہ روح کے طور چلتے ہیں ہلاکت کا حکم نہیں کیونکہ روح زندگی کی شریعت نے جو مسیح
یسوع میں ہے مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کیا کیونکہ جو شریعت سے محال تھا اِس لئے
کہ وہ جسم کے سبب کمزور رہا سو خدا نے کیا کہ اُس نے اپنے بیٹے کو گنہگار جسم کی صورت میں اور
گناہ کے سبب بھیجکر گناہ جسم میں ہلاک کیا فقط اِن آیات میں جسم سے یہہ جسم مراد نہیں جو ہلاک
ہوتا ہے بلکہ گناہ کی طبیعت سے مراد ہے۔ اب میں نے تمہارے سامھنے یہہ دونوں چیزیں بیان کردیں

یعنے مطلب شریعت کا صرف انجیل کی طرف رغبت ہی اگر آدمی غرور سے پُر نہ ہو تو ادائے احکام
شریعت سے اپنے آپ کو لاچار جان کے مسیح کی فرمان برداری اپنی راستبازی کی جگہہ قبول کر کے
نجات کا اُمیدوار ہو کے تسلّی پا کے بڑائی خدا کی بخوبی کر سکتا ہی۔ اِس میں پاکیزگی شریعت کی
بھی بڑھتی ہی اور خداوند یسوع مسیح کی راستی خدا کی محبّت سے پُر معلوم ہوتی ہی بلکہ سارے مسایل پر
بھی مسئلہ جو نیا عہد کہلاتا ہی فایق ہی۔ بعضے کہتے ہیں کہ اگر شریعت کا ماننا بسبب کمزوری انسان محال
سمجھا جاوے اور خداوند مسیح کی راستبازی نجات کے لئے کافی متصور ہو تو اِس میں گناہوں
اور خرابیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایسا سمجھا جاتا ہی کہ یہہ خدا کا فضل ضرور انسان
کو گناہ کی ترغیب دیتا ہی بلکہ خراب آدمیوں نے اِسی طرح سمجھا ہی اور عمل میں لاتے ہیں۔ اِس کے
جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی نظر میں راستبار ٹھہرنا اپنی راستباری سے محال ہی لیکن یسوع
مسیح کے وسیلے سے راستباز ٹھہر کے محبّت کے رو سے ساری شریعت کی فرماں برداری فرض ہی۔
اور کونسا مسئلہ پاک بیبل میں مندرج ہی جس کو اِنسان کے خراب دل نے نہیں بگاڑا کیا تم اِنسان
کے بگاڑنے کے سبب ایسے ایک سچّے مسئلہ سے اِنکار کروگے جس سے ہزاروں نے تسلّی پا کر ایمانداری
اور فرماں برداری میں زندگی بسر کر کے ایک نمونہ چھوڑا ہی۔ اگر اِس مسئلہ کا اِنکار
کرو تو اُس کی جگہہ اور کِس کو تصوّر کر سکتے ہو اِنسان کی ناتوانی تو ظاہر ہی اور شریعت کے رو سے
راستباز ہونا غیر ممکن۔ اگر ایمان اور فضل سے نجات نہ ہو تو پھر نجات کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ چاہیے
کہ ایماندار لوگ خدا کی مدد پا کر اپنی چال سے شریعت کو ایسی توقیر دیویں کہ منکروں کا مُنھہ بند ہو جاوے
فضل اور ایمان پر نجات مقرر ہونے سے شریعت باطل نہیں ٹھہرتی بلکہ فضل کی حمد اور رحم کا شکر
زیادہ ہوتا ہی اِس باب میں بھی پولوس رسول کا کلام بجا ہی آیت ا تا ۴ ا باب ۶ خط رومیوں
کے۔ پس ہم کیا کہیں کیا گناہ میں رہیں تا کہ فضل زیادہ ہو ہرگز نہیں ہم تو گناہ کی نسبت
موئے ہیں پھر کیونکر اُس میں جئیں یا کیا نہیں جانتے ہو کہ ہم میں سے جتنوں نے مسیح یسوع کا بپتسما

پایا اُس کی موت کا بپتسما پایا سو ہم موت کے بپتسما کے سبب اُسکے ساتھ گاڑے گئے تاکہ جیسے مسیح باپ کے
جلال کے وسیلے مُردوں میں سے اُٹھایا گیا ویسے ہی ہم بھی نئی زندگی میں قدم ماریں کیونکہ جو ہم اُسکی موت
کی مشابہت کے شریک ہوئے تو البتہ اُسکی قیامت کے بھی ہونگے کہ ہم یہہ جانتے ہیں کہ ہمارا پرانا انسان
اُس کے ساتھ مصلوب ہوا تاکہ گناہ کا بدن نیست ہو جاوے کہ ہم آگے کو گناہ کے غلام نرہیں کیونکہ جو موا
سو گناہ سے چھوٹا ہے پس اگر ہم مسیح کے ساتھ موئے تو ہمیں یقین ہے کہ اُسکے ساتھ بھی جئینگے یہہ جانکے کہ
مسیح مُردوں میں سے اُٹھکے پھر نہ مریگا اور موت اُس پر تسلط نہیں رکھتی کیونکہ جو موا سو گناہ کی نسبت
ایکبار موا پر جو جیتا ہے سو خدا کی نسبت جیتا ہے اسی طرح تم بھی آپ کو گناہ کی نسبت مُردہ پر خدا کی نسبت
ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے زندہ سمجھو پس گناہ تمھارے فناپذیر بدن میں سلطنت نہ کرے کہ
تم اُس کی خواہشوں میں اُسکے تابعدار رہو اور نہ اپنے عضو گناہ کے حوالہ کرو کہ ناراستی کے ہتھیار بنیں
بلکہ اپنے تئیں خدا کو ایسے سونپو جیسے مر کے جی اُٹھے ہو اور اپنے عضو خدا کے سپرد کرو تاکہ راستی کے ہتھیار
بنیں کیونکہ گناہ تم پر حکومت نہ کریگا اسلئے کہ تم شریعت کے تحت نہیں بلکہ فضل کے تحت ہو فقط ۔

پہلے ہم شریعت کی علت غائی بیان کر چکے جس سے معلوم ہوا کہ آدمی اُن احکام کو جن کی تابعت
واجبی ہے بے تامل دل سے قبول کرے ورنہ ہمیشہ کی سزا کے لایق ٹھہریگا واسطے اپنے بچاؤ کے
یسوع مسیح کی راستبازی پر بھروسا کرے جہاں کہیں لوگ شریعت کی پاکیزگی کا خیال کم کرتے ہیں
اور اُسکی علت غائی سے ناواقف ہیں وہاں انواع انواع کی غلطیئں اور اقسام اقسام کی بدعتیں
واقع ہوتی ہیں جن کا بیان کرنا اس وقت لازم ہے۔ شریعت کی ناواقفی سے تم اپنی اصلی
حالت سے بالکل ناواقف رہوگے کیونکہ تم اپنے دل میں ضرور خیال کروگے کہ تم خدا کی نظر میں نیک
ہو اور اُسکی مہربانی کے لایق اگر کبھی کسی امر میں اپنے آپ کو قاصر بھی پاؤگے تو پچھلی نیکوکاریوں
پر نگاہ کر کے اپنے تئیں واجب الرحم تصور کروگے اور یہہ نہیں سمجھوگے کہ بغیر کامل فرمانبرداری
کے ہرگز کوئی شخص راستباز نہیں گنا جا سکتا۔ اور گناہ آلودہ طاعت قہر کے لایق ہوتی ہے

خصوصًا اگر تم اوایل عمر سے دینداری کا لباس رکھتے آئے ہو گے تو ضرور ہی اپنے دل میں خیال کروگے کہ تم ویسی توبہ کرنے کی حاجت نہیں رکھتے جیسے اور لوگ جو برملا گناہ میں مبتلا ہیں بلکہ اپنے آپ کو اور گنہگاروں سے یہاں تک اچھا خیال کروگے کہ اگر کوئی گنہگار بہشت کے لایق نکلا تو تم ضرور ہی داخل جنّت ہو گے۔ اِس حالت میں اگر کوئی تم کو توبہ کرنے یا نجات کے لئے یسوع مسیح پر بھروسا رکھنے کی ترغیب دیوے تو تم اُسکی فہمایش کو ہرگز قبول نہ کروگے کیونکہ تم نے اپنے دل میں اپنے آپ کو راستباز تصوّر کر رکھا ہوگا اور اسی نیکی کے لباس کو جس کے وسیلے سے تم نے دنیا میں عزّت پائی اور لوگوں نے تم کو دیندار سمجھا اپنی نجات کے واسطے کافی سمجھوگے حلم اور ندامت کو جو گناہ کی یاد سے اِنسان کے دل میں پیدا ہوتی ہی ہرگز اپنے دل میں جگہہ نہ دوگے جیسے فریسی اور کاتب اپنی نظروں میں اپنے آپ کو راستباز سمجھتے تھے تم بھی ویسا ہی سمجھوگے اور رحم کی تمنّا کر کے دعا میں ہرگز نہ روؤگے اور خدا کے غضب سے کسی قسم کا خوف تمھارے دل میں کبھی پیدا نہ ہوگا اور توبہ اور فضل کی حاجت نہ رکھوگے۔ جب تک تم شریعت کی پاکیزگی اور روحانی مطالب سے بیخبر رہوگے تب تک یہہ سب غارت کرنیوالی حالتیں تمھارے دل میں موجود رہینگی خطا کے مبارک اِقرار کی آواز کو جو اِن دنوں یحیی اِصطباغی کی طرح گنہگاروں کو مسیح کی طرف رہنمائی کرتی ہی اپنے کانوں میں جگہہ نہ دوگے اور نجات کی دعوت تمھارے مذاق میں ویسی شیریں معلوم نہ ہوگی جیسے کہ کھوئے ہوئے بندوں کے دلوں کو لذّت بخشتی ہی +

شریعت کی ناواقفی متابعت کی بنیاد میں نامعقول خیالات پیدا کرتی ہی وہ خدا جس نے اِنسان کو پیدا کیا اپنی متابعت کا حق رکھتا ہی بندہ کو بندگی واجب ہی اور بندہ کے یہی معنے ہیں کہ مانند بندوں کے متابعت کرے یہہ حق خدا نے اپنے کلام میں صاف صاف ظاہر کر دیا ہی اور تابعین کے لئے ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ کیا ہی اور نافرمانوں کو ذلّت کا مستحق۔ لیکن جہاں پر شریعت کی پاکیزگی کے خیالات معدوم ہیں وہاں پر متابعت بھی معلوم بلکہ جو متابعت آدمی بغیر

حکم کے ادا کی چاہتے ہیں وہ خدا کے حضور میں گستاخی سے خالی نہیں اور جو متابعت خدا کی پاک شریعت کے برخلاف ہی وہ خدا کی نظر میں مکروہ ہی۔ جیسے بعضے لوگ سخاوت کی برکت کا لحاظ کر کے بہت سا مال غریبوں کو اِس نظر سے دیتے ہیں کہ اُن کے گناہوں کا کفارہ ہووے اور بعضے لوگ اپنے وعدے اور لین دین کی کھرائی پر فخر کر کے یہہ کہتے ہیں کہ سچا خدا سچائی ہی چاہتا ہی اور اِسی قسم کی راستی میں نجات تصور کرتے ہیں۔ اور ایک قسم کے گنہگار اپنی بے انصافی اور بددیانتی اور کینہ پروری کے کفارہ کے لئے نماز اور روزے اور دعا میں مشغول ہو کے گناہوں کو چھپانا چاہتے ہیں پر ایسی ایسی نفرت انگیز نیکوکاریوں پر خدا بہلایا نہیں جا سکتا۔ جس کام میں نیت گناہ کی ہو وہ نیک نہیں گنا جا سکتا ایسا نیک کام صرف ہمارے تکبر پنہانی پر پردہ ڈالتا ہی یہہ سب خیال خدا کی شریعت کی ناواقفی سے پیدا ہوتے ہیں شریعت کی علت غائی یہی ہی جو ہم نے بیان کی کہ آدمی اپنی ناتوانی کا قایل ہووے اور فضل کا اُمیدوار رہے۔ لیکن جب آدمی بخیال بجا آوری احکام کے گناہ کرے تو وہ خیالی نیکی اِنسان کو حقیقی نیکی بتانے کے لئے مفید نہیں۔ اِسی نادانی سے ایک یہہ خرابی بھی نکلی ہی کہ بہت آدمی مسیح کی راستبازی کو صرف جبر نقصان اپنی نیکوکاری کا سمجھتے ہیں اور جب تک کہ وہ اپنے آپ کو ایسے ایسے گناہوں میں مُبتلا نہ دیکھیں جس سے گرفتاری اُن کی یا ہتک عزت یا گھبراہٹ دل کی پیدا ہو تب تک مسیح کی حاجت نہیں جانتے مسیح کی راستبازی کو صرف لگن شمع نیکوکاری اپنی کا جانتے ہیں۔ اور کوئی غلطی اور بدعت اِس سے بدتر دنیا میں پیدا نہیں ہوئی کہ باوجودیکہ اپنے آپ کو گنہگار اور معافی کے لایق ضرور سمجھتے ہیں تس پر بھی اپنی نیکی کی توقیر ہرگز فراموش نہیں کرتے اور خدا کی اِلتفات نسبت اپنے واجب سمجھتے ہیں۔ غرض کہ اپنی اور مسیح کی نیکی کو شامل کر کے ایک کامل نیکی پیدا کرنی چاہتے ہیں سو یہہ خیال محض باطل ہی جب کہ تمہاری دریافت نے خود تم کو مُتہم کیا اور خدا کی شریعت نے تم پر لعنت بھیجی پھر اپنی نیکی کی بضاعت خدا کے ساتھ ملاپ کرنے کے لئے کافی سمجھنی عین حماقت

ہی۔ جب گناہ تمھارے اِس قدر ہیں جس سے تم واقف بھی نہیں تو کس طرح عفو کے خیال سے تسلّی پاتے ہو یقیناً معافی مانگنی اُس شخص کے لئے واجب ہی جو اپنے آپ کو کھویا ہوا اور لاچار سمجھکر رحمت کے قدم پر گر کے مُفت مغفرت مانگتا ہو۔ لیکن مسیح کا شریک ہو کر اپنی متابعت کا جھنڈا بلند کر کے اور راستبازی کا سر آسمان تک پہنچا کے کرسے معافی مانگنی حماقت اور گناہ عظیم ہی اِس میں خدا کی کمال بے عزّتی پائی جاتی ہی اور مسیح کی نسبت بے ادبی۔ اُس کی بے گناہ زندگی اور بے بہا موت اور ذریعت کا منصب تم اَور کسی کام میں نہیں لاتے صرف اِتنا سمجھتے ہو کہ اپنے گناہ اور خرابیوں کے گھاٹے میں اُس کو ملا کے پورا کریں اور سرکش گنہگاروں کی نجات اور اُن کا خدا کے حضور میں دخل اور ہمیشہ کی زندگی کا آرام صرف اپنے ہی ہاتھ کے کاموں سے چاہتے ہو پس اِس سے زیادہ اور کیا بے عزّتی ہوسکتی ہی۔ کیا تم نجات اور بخشش کی عزّت میں مسیح کے ساتھ شمول چاہتے ہو اور خدا کی رحمت اپنی نیکوکاری کے عوض مول لینی چاہتے ہو اِس میں پاک کلام کا اِنکار بھی پایا جاتا ہی جس میں صاف بیان کیا گیا ہی کہ نجات کے مقدمہ میں اوّل سے لیکر آخر تک جلال خدا ہی کو ہی جس کا فضل یسوع مسیح کے وسیلے سے گنہگاروں کو بخشتا ہی۔ اگر یہہ مسایل ایک یا دو یا چار جگہہ میں مرقوم ہوتے تو میں اُن کا ذکر اِس جگہہ میں کرتا لیکن ساری بیبل میں اِنھیں مسائل کا بیان ہی کہ اِنسان میں کچھ نیکی نہیں اور نجات بالکل فضل سے ہی۔ ایسا ہی سمجھنا اور ایسا ہی جینا مسیحی لوگوں کے لئے متابعت ہی اور یہی اُن کی زندگی اور اُسی کا نام شریعت کی سمجھ ہی جس کے آنے سے آدمی اپنے آپ کو گناہ کے سبب مردہ جانتے ہیں اور یسوع مسیح کے وسیلے سے نئی زندگی کے اُمیدوار ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو کچھ جاننا اور اپنے نیک کاموں کو راستبازی سمجھنا دینداروں کے لئے گناہ عظیم ہی اور اُس کی جڑ تکبّر ہی سو اِنسان کے دل میں اور اخلاقی خاصیتوں سے تکبّر ہی زورآور ہی اور ایسا روپوش رہتا ہی کہ اکثر آدمی ڈھونڈھکے بھی نہیں پاسکتے اور پہچان اُس کی اُس سے ہوسکتی ہی کہ اپنی بڑائی کا لالچ کسی نہ کسی صورت سے ظاہر ہو ہی

جاتا ہی صرف حسنِ صورت اور کثرتِ مال اور تحصیلِ علم اور شرافتِ نسب پر ہی نہیں بلکہ روحانی
حاصلات پر بھی تکبر ہو سکتا ہی۔ اِسی واسطے کیا یہودیوں اور کیا غیر قوموں میں اکثر ایسی جماعتیں
ہوئی ہیں کہ اپنی دینداری اور تقویٰ کے تعصب میں اوروں کو حقیر جانکر یوں کہتی رہیں کہ تم
ہمارے لایق نہیں ہو ہم کو مت چھوؤ ہم پاک ہیں مسیح نے فریسیوں اور صدوقیوں کے ساتھ
اِسی مقدمہ میں کیا کیا مباحثے کئے کیونکہ وہ بھی اپنے آپ کو اوروں سے نیک سمجھتے تھے حتی کہ اُوروں
کو لایق مغفرت کے بھی نہیں جانتے تھے۔ اِس روحانی تکبر کا تنقیہ نہ ہونا شریعت کی نادانی سے ہی اور
تنقیہ تب ہی ہوتا ہی جب روح قدس اُنکے اُس پر اثر کرتی ہی جو اپنے آپ کو دینداری میں
بزرگ اور بڑا جانتے ہیں اگر اُن کو کوئی کہے کہ یہہ سب اِستعداد اُنکی خدا کی بخشش ہی تو فریسیوں
کی طرح مان لیوینگے تس پر بھی اِس تصور سے باز نہ آوینگے کہ ہم ہی اِس بخشش کے لایق ہیں اگر بتلایا
جاوے کہ اُن کی دینداری کا لباس بہت عیبوں کی چرک سے بھی آلودہ ہی اور اِس واسطے
وے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے لایق نہیں تو سارے نقصان اِنسانی ناتوانی کے ذمہ ڈالینگے اور
غرور سے یہہ خیال کرینگے کہ شکر ہم پھر بھی اوروں سے اچھے ہیں۔ پس ایسے شخص جو اپنی دینداری
پر فخر کرتے ہیں اور بڑے بڑے خیال اپنی نیکوکاری کے دل میں رکھتے ہیں شریعت کے قہر میں
پڑے ہیں اور خدا کا غضب اُن پر جھوم رہا ہی اور اُنکی جڑ پر غارت کی کُلھاڑی رکھی گئی ہی
اگر اِن خیالات کو اپنے دل سے دور نہ کریں تو ہلاک ہو وینگے۔ سواے رحمت اور راستبازی مسیح
کے خدا کی نظر میں راستباز ٹھہرنے کی اور کوئی وجہ نہیں اور اپنی تعریف کی کوئی جگہہ نہیں اگرچہ
ایک گنہگار کسی دوسرے گنہگار پر کسی ظاہری پاکیزگی میں سبقت رکھتا ہو پر خدا کی نظر میں کوئی
بشر اپنی طاعت سے مقبول ہونے کے لایق نہیں۔ نجات کی راہ اور برکت کا طریقہ صرف فضل ہی
فخر اور خود پرستی کی قوّت صرف شریعت کی پہچان پر ہی موقوف ہی ہماری نظر میں آج تک
ایسا کوئی آدمی نہیں آیا جو گناہ سے بالکل بری ہو اگر شریعت کے پیمانہ سے ناپے جاویں تو نیکی

میں پورا ایک بھی نہیں نکلیگا بلکہ نیکوکاری تو ایک طرف سب کے سب بنی آدم گناہ کے نیچے دبے ہوئے ہیں اِن باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اگر تم نجات کے خواہاں ہو تو شریعت کی تلاوت کرو تاکہ گناہ کے قایل ہو جاؤ اور مسیح کی پیروی کرو تاکہ نجات حاصل کر سکو یہی ساری بیبل کا خلاصہ ہی*

۴ - فصل

مسیح پر ایمان رکھنے کے بیان میں

ایمان کی خاصیت اور اُس کی حد - پاک کلام کے ہر ایک ورق میں عمدہ علامات ایمان کی بیان کی گئی ہیں اور جو تاثیرات اُس کی گروہا گروہ خلقت نے بیان کی ہیں وے سب بجا ہیں - لیکن جب بیان بیبل کے جب تک مسیح پر ایمان نہ ہو تب تک فی الحقیقت اِنسان خدا کے غضب میں مبتلا رہتا ہی اِسی واسطے ہر ایک آدمی کو مناسب ہی کہ پاک کلام میں تلاش کرے کہ ایمان کی خاصیت کیا ہی اور حد اُس کی کہاں تک ہی اُس کی خاصیّت کا بیان اِس طرح پر ہی کہ اِنجیل مقدّس میں خداوند مسیح نے بعضے شخصوں کے ایمان کی تعریف کی اور بعضوں کو بے ایمانی پر تنبیہ جب یے دونوں باتیں اِنسان کی سمجھ میں بخوبی آجاویں تو ایمان کی خاصیّت اور بے ایمانیوں کی غلطیوں سے بخوبی آگاہ ہو جاویگا اور بہت سے تردد اور بدعات جن کی بابت جھگڑے واقع ہوتے ہیں بالکل دفع ہو جاوینگے پہلی مثل جو ہم اِس وقت اِنجیل میں سے تمھارے فایدے کے لئے ذکر کرتے ہیں وہ صوبہ دار کی حکایت متی کے آٹھویں باب میں سے ہی - اِس صوبہ دار کے گھر میں اُس کے نوکروں میں سے ایک شخص بیمار تھا اُس نے اُس کی بیماری پر رحم کر کے بطور غمخواری مسیح کی خدمت میں آکے اِلتجا کی کہ آپ میرے نوکر پر رحم کریں اور میں اُس کو ادھرنگ کی بیماری میں تڑپتا چھوڑ کر آیا ہوں اِس صوبہ دار کے دل میں مسیح کی قوّتِ شفابخشی اور رحم پر ایسا ایمان تھا جس سے محروم ہونے کی شک بالکل دل میں نہیں تھی اور مسیح کے ہمنشین بالکل اِن باتوں سے ناواقف

تھے خداوند مسیح نے اُس کو فرمایا کہ چل میں آکر اُسے آرام دیتا ہوں اِس ایماندار کے لحاظ نے منظور
نہ کیا کہ ایسا بڑا آدمی اُس کے غریبخانہ میں آوے اور ایسی تکلیف فضول اپنے آپ پر اُٹھاوے
اِس واسطے عرض کی کہ ای خداوند یہیں پر ذرہ زبان سے کہہ دے کہ میرا نوکر اچھا ہو جاوے اور مجھ
کو تیری قوّتِ شفا بخشی پر اِس قدر یقین ہی جس قدر اپنے سپاہیوں پر حکم کرکے اپنے کام بے روک
ٹوک لینے کا اختیار ہی۔ جب یسوع نے اُسکی یہہ باتیں سُنیں تو متعجب ہو کر اُس رومی صوبہ دار
کے ایمان کی تعریف کی باوجودیکہ وہ یہودیوں کی نظر میں نہایت حقیر تھا اُس کے ایمان کی بڑائی
سب لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے اور نجات کے مقدّمہ میں اُس فضل کو قیام بخشنے کے لئے یسوع نے
اپنے شاگردوں کی طرف متوجّہ ہو کے کہا کہ میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسا بڑا ایمان میں نے
اِسرائیلیوں میں بھی نہیں پایا میں نہیں کہتا ہوں کہ بہت لوگ پورب اور پچھم سے ایسے ہی
ایمان کے ذریعہ سے آوینگے اور ابرہام اور اِسحاق اور یعقوب کی گود میں آسمانی بادشاہت میں
بیٹھینگے۔ اب خیال کرو کہ اِس صوبہ دار کے ایمان کی خاصیت کیا تھی اصل میں اِتنی ہی بات ہی کہ
اُس نے اپنے دل میں یقین کیا کہ قوّت اور بھلائی مسیح کی ایسی بےحد ہی جس پر توکّل کرنے سے
ہر کام میں امداد اور ہر بلا سے رہائی حاصل ہوتی ہی۔ پس سچّے ایمان کے یہی معنے ہیں کہ مسیح کی
قدرت اور اُس کے منصب پر واسطے مدد اور نجات روحانی موت کے بھروسا رکھے یہی مسئلہ
ایک دوسری مثل سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ ایک عورت ذات کی کنعانی اپنے گرد نواح میں مسیح
کے آنے کی خبر سُنکر دوڑ کر اُس کے پاس آئی اور چلاّ کے بولی کہ ای خداوند داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم
کر میری بیٹی دیو کے آسیب سے تکلیف شدید میں پڑی ہی مسیح نے اُس کے چلاّنے پر جواب نہ دیا
بلکہ کہا کہ مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی چھینکر کتّوں کو ڈالوں کیونکہ سارے یہودی لوگ
بُت پرستوں کو خدا کی نظر میں ناپاک جانکر کُتّے سے بھی حقیر سمجھتے تھے۔ اُس عورت نے تس پر بھی
مسیح کا کہنا قبول کیا اور کہا کہ ہاں خداوند سچ ہی لیکن کتا بھی جو اُس کے مالک کے دسترخوان

سے ٹکڑے گرتے ہیں کھاتا ہی مجھ پر تو ویسا ہی رحم کر جیسے کُتّے اپنے مالک کے ہاتھ سے دیکھتے ہیں۔
فیاضی کے ہزاروں مُعجزے تو یہودیوں میں دکھلائے ہیں اُسی میں سے مجھ کمترین پر بھی ذرہ عنایت
فرما۔ تب مسیح نے جواب دیا کہ ای عورت تیرا ایمان بڑا ہی جیسا تو چاہتی ہی تیرے لئے ویسا ہی ہوگا
یہہ حال متی کے پندرھویں باب میں لکھا ہی اِس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہی کہ توکّل میں پایداری
اور مدد رہائی کے واسطے مسیح پر سچّا بھروسا ہی کامیاب ہی۔ دیکھئے کس قدر یاس اور ناامیدی
کی حالت اُس عورت پر گذری لیکن پر بھی صبر کرکے اپنی درخواست سے باز نہ آئی بلکہ رہائی کی
اُمید کو قایم رکھا کیونکہ اپنے دل میں جانتی تھی کہ مسیح میں قوّت اور رحم کثرت سے ہی غرض جیسے
پہلی حکایت سے مسیح پر ایمان رکھنے کی خاصیت معلوم ہوئی ایسے ہی اِس ماجرا سے ظاہر ہوتا ہی
کہ واسطے مدد اور رہائی کے اُسی پر توکّل بھی ہو یہی ایمان اور یہی سچّائی اچھی طرح اُن نقصوں سے
ثابت ہوتی ہی جو مسیح نے اُن لوگوں کو جن کے ایمان میں قصور پایا دکھلائے اور تنبیہ دی +

۲ پہلے ایمان کی تعریف بیان ہوئی تھی اب بے ایمانی کی تنبیہ کا ذکر ہی۔ لوقا کے آٹھویں باب میں
مرقوم ہی کہ ایک وقت خداوند مسیح کشتی روان میں سو گئے اِسی عرصہ میں یکایک آندھی آئی
شاگرد حتی المقدور حکمتیں اِستعمال میں لائے تا کہ کشتی کو سنبھالیں پر کچھ فایدہ نہ ہوا موج کا پانی
کشتی میں آنے لگا اور ڈوبنے لگی وہ سب بحالتِ ناامیدی چلاتے ہوئے مسیح کے پاس آئے کہ اُستاد
اُستاد ہم ہلاک ہوتے ہیں اُن کی آہٹ نے اُس کو جگا دیا اُسی وقت آندھی کو ڈانٹا اور دریا میں
چین ہو گئی۔ مسیح نے شاگردوں کی طرف متوجہ ہوکے اُن کو تنبیہ کی کہ کیوں تم ایسے ڈرے اور
کس واسطے تم میں ایمان نہیں۔ اِس مقدمہ سے تم کو معلوم ہوگا کہ اُن کے دلوں میں قلّت اُس
توکّل کی تھی جس کی تعریف وہ آگے کر چکا تھا ایمانداروں کو چاہئے کہ جب کوئی صدمہ یا بلائے
عظیم یہاں تک بھی غلبہ پاوے کہ اپنے بچنے کی اُمید باقی نہ دیکھیں تو بھی خدا کی قدرت اور رحم
سے ہرگز ناامید نہ ہوویں ایسی ناامیدی بے ایمانی کا پھل ہی۔ حقیقت میں یہہ بے ایمانی اُن

شاگردوں میں تھی کیونکہ اُنھوں نے مسیح کے معجزے بھی بہت دیکھے تھے اور اُس کی قوّت اور
بھلائی سے بھی واقف تھے یہہ کونسی بڑی بلا تھی جس سے باوجود ہونے مسیح کے اُسی کشتی پر
اُنھوں نے اِعتماد بچاؤ کا نہ کیا۔ تمھاری ملالت کے خوف سے میں صرف ایک ہی اور مثال لاتا ہوں
جو مرقس کے نویں باب میں لکھی ہے۔ کسی لڑکے کا باپ اپنے بیٹے کو بیماری کی شدت میں لیکر مسیح
کے شاگردوں کے پاس آیا اور وے اُس کو اچھا نہ کر سکے تب وہ دل میں ناامید ہوکر بحالت شک
کے مسیح کے پاس آکر یوں کہنے لگا کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو ہمپر رحم کر۔ مسیح نے کہا کہ اگر تو ایمان
لا سکے تو کامل ایمان سے سب کچھ ہو سکتا ہے یعنے اگر تیرے دل میں میری قدرت اور رحم پر مستقل
توکّل ہو تو تیرا بیٹا اچھا ہو سکتا ہے اُسی وقت اُس شخص نے چلاّ کر کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں
میری بے ایمانی کو معاف کر۔ بہت مثالیں اِس قسم کی اِنجیل میں موجود ہیں لیکن جن چار کو ہمنے
دونوں باتوں میں بیان کیا ہے اُن سے صاف معلوم ہوگا کہ مسیح کی قوّت پر توکّل کرنا ایمان ہے۔
اگر کوئی کہے کہ وہ صوبہ دار اور کنعانی عورت واسطے دنیاوی فواید کے ایمان رکھتے تھے اور نجات
روحانی چیز ہے اِن دونوں کا مقابلہ ہرگز نہیں ہو سکتا تو غور سے معلوم کرے کہ اگرچہ فواید
روحانی اور جسمانی الگ الگ ہیں پر دونوں کے لئے ایمان کی حدّ اور خاصیّت ایک ہی ہے۔ اِسی
قسم کے ایمان سے نوح نے کشتی بنائی ابراہیم اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوا اور موسیٰ نے
مصر کی دولت اور حشمت سے خدا کے لوگوں کے ساتھ مفلس رہنا بہتر سمجھا اگرچہ نتیجے اُن کے الگ
الگ ہیں پر اصل ایمان ایک ہی ہے خواہ مسیح پر اِس نیّت سے توکّل رکھیں کہ دنیاوی بلیّات
سے مخلصی بخشے خواہ بدیں مراد کہ روحانی اعدا یعنے شیطان دنیا نفس دوزخ غضب الٰہی سے
نجات دیوے۔ فی الحقیقت حد ایمان کی ہماری حاجت پر موقوف ہے جس قدر ہماری حاجات
ہوں اُسی قدر ایمان کی کثرت ہمارے دلوں میں ہونی چاہیئے۔ پہلے ہم اپنے اعمال کو ساتھ
قانون فرض کے معلوم کریں اور ہر ایک حکم کو جو روحانی طرح پر ہے سمجھ لیں جیسے کہ مسیح نے

متی کے پانچویں باب اور چھٹے اور ساتویں باب میں تشریح کی ہی۔ خدا ہمارے دلوں میں یہہ خیال ڈالتا ہی کہ گناہ صرف نسیان سے ہی نہیں بلکہ بہتیرے گناہ ہم جان بوجھکے اور بہتیرے روشنی باطن کے برخلاف مغرور ہوکے از روئے سرکشی کے برعکس خدا کے کرتے ہیں اِن گناہوں سے رہائی پانے کی اُمید میں مسیح پر توکّل واجب ہی جیسے کہ پہلے بیان ہوا اُسکے کفارہ کے خون پر جسے خدا نے ہماری مغفرت کے واسطے معیّن کیا بالکل بھروسا کرنا اور ایسی استعمال توکّل کفارہ کی عدل کی گرفتاری اور قادر مطلق کے غضب سے ہم کو چھڑا سکتی ہی جب کبھی ہمارا دل گناہوں کے ڈر سے گھبراوے تو مسیح کے کفارہ پر غمگینی کے ساتھ توکّل کرنا واجب ہی۔ اپنی نیکی سے آنکھیں بند کرکے اُسی کی راستبازی سے مدد کا خواہاں ہونا چاہیئے ✣

ہماری سمجھ بھی بگڑ گئی جس سے شریعت کا سمجھنا ہمارے لئے مشکل ہی کیونکہ دل تاریک ہی اُس تاریکی کو ہٹانے اور سخت دل کو نادانی اور سرکشی سے باز لانے کے واسطے روشنی الٰہی درکار ہی اِس کے لئے بھی خداوند مسیح پر اُسی طرح توکّل ضرور ہی کیونکہ اُسمیں طاقت ہی اور وہ چاہتا بھی ہی کہ ایمانداروں کے دلوں کو روشن کرے اور اُن کو روحانی سمجھ بخشے اور اُن غلطیوں کو جو خیالی ہیں اور بنیاد اُن کی خدا کے کلام میں نہیں اور صرف انسان نے اپنے خام خیالوں سے پیدا کی ہیں صحیح کرے۔ تمھیں چاہیئے کہ اِسی طرح متوکّل ہوکر اُس سے درخواست کرو کہ موت کی ملالت اور گناہ کی جہالت سے تمھیں رہائی عطا کرے لڑکے کی طرح اُس کے قدموں کے تلے بیٹھکر سیکھنے کی التجا رکھو اور اُس کی پروردگاری اور بندوبست سے بیدل نہ ہو نجات کے واسطے جو کچھ مسیح نے سکھلایا اور جو روح قدّس کی ہدایت سے تمھیں معلوم ہوا بالکل اُسی پر بھروسا رکھکے یہہ دعا کرو کہ تم کو قوّت اور استعداد سیکھنے کی بخشے جیسا اچھا طالب علم اپنے اُستاد کی نصیحتوں کو سیکھتا ہی اعتراض نہیں کرتا تم بھی ویسا ہی کرو تم اپنے دل سے جانتے ہو کہ تم کمزور ہو فرمانبرداری کی طاقت تم میں بالکل نہیں تمھاری جسمانی خاصیت ہمیشہ بُرائی

کی طرف راغب اور دل کی خواہش ہمیشہ گناہ اور دنیا کی طرف متوجہ ہی ہزاروں امتحان اِس دُنیا میں موجود ہیں جو تمھیں خدا کی طرف سے ہٹانے پر مستعد ہیں اور مایوس کرنیکو ہمیشہ آمادہ۔ اِس حالت میں اُسی کی اِمداد کے شایق ہوکے روحانی احکام کے ماننے میں توکّل رکھو۔ حقیقی اخلاقی اور روحانی خوبیاں تم میں تھیں اور جس قدر خدا اور عاقبت سے جدا ہوکر دنیا اور نفس اور شیطان کی طرف پھر گئی ہیں اُن سب کو پھر لوٹا کے خدا کی راہ پر لانا اپنی خوشی اور بہبودی کے لئے نہایت مطلوب ہی پر اپنی طاقت سے تم یہہ کام نہیں کرسکتے اور گناہوں سے پاکیزگی کی طرف وہ دلی بازگشت جو خدا چاہتا ہی تمھاری طاقت سے بعید اور خدا کے فضل سے ممکن اِس نعمت کے واسطے بھی توکّل ہی درکار ہی۔ غرض ایمان لانا مسیح پر یہی ہی کہ سب روحانی برکتوں کے لئے جیسا کہ خدا نے مقرر کیا ہی اُسی پر مدار چاہیئے اور ہر وقت اُس کی عادت ڈالنی واجب ہی یعنے ہر دم اپنے نفس کا اِنکار کرنا اور اپنی طبیعت کے برخلاف چلنا اور خدا کے فرمان کے مطابق عمل کرنا اور اِمداد صرف مسیح کی کامل تصوّر کرنی لازم ہی اُن کے اِستعمال میں سُست ہونا نہ چاہیئے کیونکہ فوج دشمنوں کی غالب ہی اور تم میں جرات نہیں اگر ثابت قدم رہوگے تو وہ قادرِ مطلق تمھیں طاقت اور فتح دونوں بخشیگا +

۱۳ میں نے خاصیّت اور حد ایمان کی بیان کردی کہ واسطے بخشش گناہ کے توکّل مسیح اور اُس کی اِمداد پر ہی جس سے تم گناہ کی پابندی سے چھوٹو لیکن ایک امر باقی ہی کہ سکونت ہماری اِس دنیا میں چندروزہ ہی یہہ زندگی جلدی سے ختم ہونیوالی ہی اور ایک نئی فی الفور شروع ہونیکو جس کا اِنتہا کوئی نہیں جانتا اُس میں نامعاف گناہوں کی سزا ہمیشہ کے لئے سہنی پڑیگی اور ضروری خوشیوں اور خدا کی محبّت کو دل میں دخل نہ ہوگا۔ پس حد ایمان کی گویا یہاں تک پہنچتی ہی اور بڑا درجہ رکھتی ہی کیونکہ ابد تک پہنچتی ہی اور ہمیشہ کی خوشی اِسی ایمان اور توکّل پر موقوف ہی یہہ ہمیشہ کی خوشی اور قوّت اور خدا کی محبّت اُسوقت میں بھی تمھیں تسلّی اور

تشفی بخشیگی جس وقت اِس دُنیا کی چیزیں اور اِس جہان کی مدد تمھارے لئے کام نہ آویگی۔
جو کہ صاحبِ ایمان خدا کے کلام پر بھی توکّل رکھتا ہی اور یقین جانتا ہی کہ ارواح ہرگز مجرّد نہیں چھوٹی
جاویگی اور اعضا اگرچہ قبر میں مٹّی ہو جاتے ہیں لیکن وہ بھی پھر کسی وقت دوبارہ قایم کئے
جاوینگے اور جلالی بدن میں جی اُٹھینگے اور اُس مبارک بادشاہت میں جو حکیم برحق اور قادر
مطلق نے خوشی دوام خواص اپنی کے لئے مہیّا کی ہی دخل پاوینگے۔ اِس دائمی زندگی کی اُمید
پر بھی توکّل کرنا اسی ایمان کا پھل ہی جس سے ہم جانتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح آپ آسمان
پر عروج کرکے ہمارے لئے رہنما ہوا ہی اور ہم بھی اُس کے پیچھے پیچھے جانے والے ہیں۔ یہہ تشریح
ایمان کی جو ہمنے اِس وقت بیان کی اور جس کا منشا توکّل ہی واسطے نجات اور افضال
متعلقہ اُس کے کافی ہی۔ اُس کا سمجھنا بہت آسان ہی بلکہ اِس قدر آسان ہی کہ جاہل مطلق
جن کو ذرہ بھی علم نہ ہو سمجھ لیوینگے کیونکہ ایمان کی بابت علما میں بہت تکرار پہلے بھی ہوتے
آئے ہیں اور اب بھی ہوتے ہیں لیکن یہہ ایسا صاف اور سیدھا مسئلہ ہی کہ ایمانداروں کو اچھی
طرح معلوم ہی اور ساری تسلّی اسی پر موقوف ہی اور لازم ہی کہ یہہ مسئلہ سب مسائل میں
سے صاف ہووے کیونکہ جس پر روح کی نجات موقوف ہو اُس کا سمجھنا عام اور خاص کو
ضروری ہوتا ہی۔ بھلا اُس کو کون نہیں سمجھتا کہ ایمان اِن چیزوں پر توکّل ہی یعنے دانائی
و راستبازی یسوع مسیح کی نجات۔ کیا اِس دنیا میں مفلس اور جاہل مدد مال اور علم کے لئے اُن
تونگروں اور عالموں پر توکّل نہیں کرتے جن کی دولت اور علم پر اُن کو اعتبار ہی۔ یہہ کسی
آدمی کی سمجھ یا دانائی اُس سے کیا کم ہو گی کہ وہ اپنے اُستاد کے کہنے پر ایمان نہ رکھے خصوصًا
جب اُستاد سب طرح کی دانائی اور راستی میں مشہور ہو اگر ایسا اعتقاد نہ رکھیں تو استفادہ کب
ہو سکتا ہی اور بڑوں سے اِمداد کب مل سکتی ہی۔ قرضدار جب اداے قرض کی اپنے آپ میں طاقت
نہیں دیکھتا تو ضرور ضامن کا آسرا تکتا ہی پھر یہہ کیا مشکل ہی کہ آدمی جو جاہل اور لاچار اور

گناہوں کے قرض میں دباہوا ہی شیطان سے دشمن کے ظلم اور اپنی بدطبعی کیسے معنوی کے
اغوا سے رہائی پانے کے لئے مسیح پر توکّل رکھے۔ پس اگر اِن باتوں کو جو روزمرّہ اِنسان کے
جسم میں ہورہی ہیں فواید روحانی کے لئے ایک مسیح پرہی ڈالیں تو نہایت آسانی ہی اور اِس
سے روزبروز اعتبار واسطے مدد کے اور شکر واسطے فواید کے بڑھتا ہی +

۴ ہم ایمان کی خاصیّت اور اُس کی حد مطابق مثالہائے مندرجہ کُتبِ مقدّس جن میں
کثرتِ ایمان کی تعریف اور قلّت کی سرزنش ہوئی ہی بیان کرچکے کہ اُس کی مراد واسطے دانائی
اور راستبازی اور پاکیزگی اور نجات کے مسیح پر پختہ توکّل ہی۔ اب ہم اُس کے فواید کا ذکر
کرتے ہیں بسبب ناواقفی تاثیرات ایمان کے کئی بدعات اور خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور اِنسان
نے بباعث خودپسندی کے جھوٹھے ایمان کا لباس پہنکر اپنے آپ کو ایماندار تصور کرلیا اور اپنے
آپ کو فریب دیا اور دوسروں کو بھی غلطی میں ڈالا۔ مثلاً خواندہ آدمیوں نے اُن پیشین گوئیاں
کو جو نبیوں کی کتابوں میں بحقِ مسیح مندرج ہیں پڑھکے اور جیسے کہ وہ ہو بہو وقوع میں
آئی ہیں اُن پر لحاظ کرکے اور اُن معجزات کو جو مسیح نے دکھلائے بطور دلیل کافی کے سمجھکے
واسطے ہرانے بے ایمانوں کے ایک ہتھیار جانا اور جو لوگ کہ اِنجیل کے مُنکر تھے اُن کے ساتھ
بحث کرنے کے لایق ہوئے اور ایسے علم کو ایمان کی جگہہ تصوّر کرکے اپنے آپ کو ایماندار مشہور کیا
اور اپنے ایمان کو کامل جانکر کسی بات کا قصور نہ سمجھے باوجودیکہ اُن کے عمل اچھی طرح ظاہر کرتے
ہیں کہ اُن کے دلوں میں بالکل ایمان کی تاثیر نہیں ایسے لوگوں کو اِس بات کا قایل کرنا نہایت
مشکل ہی کہ وے ایماندار نہیں ہیں اور جو ایمان برائے نام رکھتے ہیں سو صرف ایک خیالی امر
ہی کیونکہ مسیحی مذہب کے مسایل سے واقف ہونا اور مسیح کی تواریخ سے بخوبی آگاہی حاصل کرنی
اور قواعد نجات کو جو مسیح کی موت کے ذریعہ سے اِنجیل میں ظاہر ہوئے ہیں اِستعمال میں لانا ایمان
نہیں ہی نرا امور صرف بحث اور مجلسی گفتگو کے لایق ہیں روح کو اِنسے کچھ فایدہ نہیں پہنچتا

اور اِس قسم کا علم نہ گناہوں سے نفرت دیتا ہی اور نہ اُن کا قایل کرتا ہی اور نہ اُن کو ترک
کرا سکتا ہی اور نہ دل میں پاک ہونے کا شوق پیدا کرتا ہی۔ پہلے پہل غیر قوموں میں بھی جہاں
مسیح کی منادی اوّل ہوئی تھی اِسی خیال نے رواج پایا اور اُنھوں نے سمجھا کہ مسیحی مذہب
میں راستبازی کی کچھ ضرورت نہیں۔ نجات صرف ایمان ہی سے ہی دل کی تبدیل اور فرمان
برداری اور توکّل جو ایمان کے ساتھ متعلق ہیں اُنھوں نے کچھ چیز نہ سمجھی اور وے اپنے
باطل بھروسے پر یہہ کہتے رہے کہ مسیح کی راستبازی ہماری راستبازی اور مسیح کی پاکیزگی ہماری پاکیزگی ہی
اُنھوں نے اعمال کی پیروی کرنی چھوڑ دی اور حکموں کو متروک کر دیا جہاں کہیں سچّے
ایمان کی خاصیّت اور حد نہ پہچانی جاوے وہاں ایسی ایسی بدعات ضرور ظہور پکڑ لیتی ہیں۔
اِس مقدمہ میں پولوس پطرس یوحنا یعقوب رسولوں کے مکتوبات پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہی
کہ ایمان بے عمل نکمّا ہی بلکہ ایمان کا ہونا ایمانداروں کے نیک عملوں سے ثابت ہوتا ہی۔ انگلستان
اور جرمن میں اگلے زمانے کے بہت لوگ یہی خیال رکھتے تھے کہ نجات صرف ایمان ہی سے ہی۔
اور حقیقت میں ایسا ہی ہی پر عمل کو بالکل ناچیز جاننا بڑی غلطی ہی۔ ایمان ضرور مسیح پر توکّل
ہی جیسے کہ بیان ہوا ہی اور یہہ توکّل واسطے نجات روح کے آخرت میں دوزخ سے ہی۔ لیکن
ویسا ہی توکّل واسطے نجات کے شوق گناہ اور شہوت اور نفس کی سرکشی سے بھی ضروری
ہی یہہ کیسا ہو سکتا ہی کہ آدمی گناہ کے نتیجے سے نجات چاہے اور گناہ کی پلیدی سے نہ بچے اور
تمنّا کرے کہ پاک فرشتوں کی صحبت اور زندگی دوام کے آرام سے حصّہ پاوٴں پر جو دلی پاکیزگی
اُس صحبت کے لایق ہی اور جس پر سب فرحتیں عاقبت کی موقوف ہیں زندگی میں حاصل نہ کرے۔
توکّل خود چاہتی ہی کہ شب و روز اُس خداوند کا خیال دل میں رہے تاکہ مدد اور نجات اُس سے
ملے۔ لیکن جب گناہ کے خیال اور شوق دل میں بھرے رہیں تو خدا اور خداوند مسیح کے خیال
نے کب دخل پایا۔ آدمی جس گناہ سے بچنے کے لئے مسیح کے پاس آیا اُسی گناہ کو کس طرح دل

سے پیار کریگا غرض ایسا مُردہ ایمان جس میں پاکیزگی کی زندگی نہ ہو ایمان نہیں ہوتا +

۵ ایک خرابی اور بھی پھیلی ہی اور وہ یہہ ہی کہ لوگ بہ سبب تعلیم خورد سالی کے چند عاداتِ مذہبی اختیار کر لیتے ہیں اور اُنھیں کو ایمان کی جگہہ میں نجات کے لئے کافی سمجھکر اوقات بسر کرتے ہیں مثلاً گرجا میں جاکے دعائیں مانگنے اور مذہبی کتابوں کے پڑھنے اور مفلسوں پر سخاوت کرنے اور اپنے مذہب کے مقدمہ میں کمک دینے اور اپنا نام مذہبی لوگوں کے ساتھہ لینے اور جہاں کہیں مذہب کے تذکرہ کے لئے جماعت اکٹھی ہو وہاں پر حاضر ہونے کو ایمان تصور کرتے ہیں۔ لیکن سچّے ایمان سے جو توکّل مسیح پر واسطے راستبازی اور پاکیزگی اور نجات کے ہی محض بے بہرہ ہیں ایسے ظاہر پرستوں کو مناسب ہی کہ اپنے خیالات اور سچّے ایمان سے بے بہرگی کو سمجھکے معلوم کریں کہ اُن کا ایمان اُس بنیاد پر قایم ہی کہ نہیں جو مواخذہ میں ہرگز جنبش نہ کرے اور ثابت کریں کہ ایمان صرف خیالی ہی تو نہیں بلکہ تیقّن واسطے نجات کے ہی۔ اگر آدمی ایسی نیک چال بھی رکھیں کہ لوگوں کی نظر میں کبھی بُرے معلوم نہ دیویں اور خدا کی رحمت پر بھی ایسا تکیہ ہو کہ وہ کمزوریوں کی حالت میں مدد کرے تِس پر اگر ایمان انجیل کے مطابق نہ ہو تو وہ ایمان کسی کام کا نہیں ہاں باتوں سے تصوّر اقسام ایمان کے بخوبی آسکتے ہیں کہ بجا کونسا ہی اور غلط کون +

۶ ایک اَور غلطی یہہ ہی کہ بعضے آدمی بغیر تلاوت کلامِ ربّانی اور بدون صحت خیال ایمانی کے کہتے ہیں کہ ایمان نے ہمارے دلوں میں ایسا غلبہ کیا ہی کہ سب امور مذہبی ہمارے دل پر کھُل گئے ہیں اور وجد کی حالت میں آکر اپنے آپ کو سچّا ایماندار گنتے ہیں اور گناہ کی مغفرت اور پاکیزگی کی بنیاد اِسی اندرونی خیال سے تصدیق کر لیتے ہیں ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ اُنہوں نے گناہ سے توبہ اور مسیح پر توکّل جس پر عفو گناہ کے وعدے کئے گئے ہیں اپنے دل کے تجربہ میں پائی ہی یا نہیں کیونکہ اگرچہ خدا نے بعض اوقات اپنی کمال رحمت سے بعض

اشخاص پر اپنی محبّت کا پر تو آسمانی طریقہ سے روشن کیا ہی لیکن نجات اور فضلِ ربّانی واسطے عفو گناہ عوام کے اِس طریق پر ظاہر نہیں ہوئے۔ انبیا اور شہدا نے بحالتِ وجد آگ کے شعلوں میں بھی شکر گذاری کے راگ گائے ہیں اور بہت تکلیف کی موت میں بھی انتقام کی طبع پر غالب آکے اپنے دشمنوں کے لئے دعائیں مانگی ہیں لیکن عوام کو یہہ برکات میسّر نہیں ہیں ہر ایک انسان کو نہیں چاہیئے کہ ایسی آسمانی ناگہانی برکت حاصل کرنے کی گمانی التجا رکھے۔ وجد میں آکر خدا کی رحمت پر اِس قدر خوش ہونا کہ اپنے ظاہری کاموں سے بالکل بیخود ہو جائے اور شی ہی اور مسیح پر واسطے نجاتِ دوزخ اور رہائی گناہ اور مخلصی شیطانی اِمتحان کے توکّل رکھنا اور شی۔ اِن دونوں میں زمین اور آسمان کا تفاوت ہی بخشش کی گواہی اپنی طبیعت کے وجد سے سمجھ لینی ایک جدی بات ہی اور خداوند یسوع مسیح کی موت پر توکّل کرکے گناہ سے توبہ اور پاکیزگی میں ترقی کرنی جدی بات ہی +

سچّے ایمان سے ایمانداروں کو تسلّی کی پایداری ہی اور یہی پایداری گواہی کامل اِس امر کی ہی کہ ایمان کتاب مقدّس کے مطابق ہی کیونکہ حکیم مطلق نے نسخہ انجیل کا واسطے صحت بخشی امراضِ معاصی کے بطور دوائے مجرّب کے بھیجا ہی اور انواع اِمتحانوں کے ضعف اور دنیاوی شہوتوں کے نقاہت سے بچانے کے لئے معجون شافی ہر ایک ایماندار کو یہہ تسلّی بخشتا ہی کہ اُس کے گناہ معاف ہوئے اور اُس کو یسوع مسیح کے وسیلے سے خدا کا ملاپ حاصل ہوا اور خدا ہر روز اُس کی محافظت کرتا ہی اور وہ ایمانی بادشاہت کا وارث ہوتا ہی۔ جب تک سچّا ایمان اُس کے دل میں پیدا نہ ہو یہہ تسلّیاں ہرگز اُس کو حاصل نہیں ہوتی ہیں اگر ایمان میں کچھ شک ہو تو دلی امن میسّر نہیں ہوتا خدا کے اُن وعدوں پر جو بیبل میں موجود ہیں تشفّی نہیں پاسکتا کیونکہ وہ توکّل مسیح پر موقوف ہی اور اُمید بہبودی عاقبت کی اُسی کے ایمان پر قایم ہی جو کوئی ایسی تسلّی ڈھونڈھے اُس کو چاہیئے کہ اپنے ایمان کی بنیاد صحیح

کرے ہر ایک ایماندار واسطے اِمدادِ حال اور نجات استقبال کے مسیح پر توکّل کرتا ہی اور ایسی ہی توکّل واسطے اذیت اور رفع حاجت کے بھی ہی اُسے چاہئیے کہ اپنے آپ کو غریب لاچار پریشان تصوّر کرکے عرضداشت کی طرح مسیح کے قدموں تلے ڈال دیوے کیونکہ بدون مدد اُس کے ہرگز بچ نہیں سکتا اور نہ تسلّی حاصل کر سکتا ہی اور نہ وہ خوشی جو خدا کے وعدہ سے حاصل ہوگی اُس کو مل سکتی ہی۔ اِسی واسطے تم لوگ مسیح پر واسطے دانائی کے توکّل کرتے ہو کیونکہ وہ تمھارا نجات دہندہ ہی اور نجات دہندہ ہو کر تمکو دانائی بخشتا ہی جو ایمان کے ساتھ متعلق ہی اور وہ سمجھ جو زندگی کی باتونکو بتلاتی ہی اور اُس کی روشنی کے حاصل ہونے سے دنیا اور گناہ اور دل کی خرابیاں صاف تم پر ظاہر ہوسکتی ہیں اور بدون حصول اِس روشنی کے تم ہرگز اُن کو نہیں دیکھ سکتے پھر انجیل کی خوبیوں کو بھی جو بابت نجات کے ہیں ایسی سمجھوگے جو پہلے نہیں سمجھ سکتے تھے اور اپنی نادانی کو ایسا پہچان لوگے جیسے آگے نہیں پہچان سکتے تھے۔ غرض کہ اپنے دلوں سے ہی گواہی پاؤگے کہ تمھاری توکّل بے فایدہ نہیں بلکہ اُس کے پھل تمھارے دلوں میں ہی پیدا ہوئے اگر گناہ کا خوف تمھارے دلوں میں کبھی پیدا ہوگا تو مسیح بطور کاہن کے اپنا خون لیکر تمھارے کفارہ کے لئے خدا کے اور تمھارے درمیان موجود ہوگا تمھیں گناہ اور شریعت کی ہلاکی سے مخلصی بخشیگا اور خدا کے حضور میں آنے اور بچے کی طرح بخشش کا اُمیدوار ہونے کے لئے دلیری بخشیگا۔ اِسی طرح روح قدس تمھارے دلوں میں آکر سخت دل کو نرم کریگا حلم کی متابعت سکھلا دیگا گناہ پر غالب ہو جاؤگے اور پاکیزگی کا شوق پیدا کروگے اور وہ تسلّی جو دنیاوی لوگ نہ پہچانتے ہیں اور نہ چکھتے ہیں تمھیں حاصل ہوگی پس اِن کاموں سے تم اپنے دل میں ہی معلوم کرلوگے کہ سچّا ایمان جو کتاب مقدّس کے مطابق ہی اور وہم اور بطلان اُن میں نہیں اور نہ رسمی اور عقلی ہی بلکہ نہایت کامل اور توکّل کا خلاصہ ہی تم نے پایا سارے پاک کتابوں میں اِسی قسم کے ایمان کا تذکرہ ہوا ہی اور اُن کے پڑھنے سے تمھیں معلوم ہوگا کہ پُرانا وثیقہ اور نیا وثیقہ ایمانکے مقدمہ میں

یکساں ہی صرف اتنا تفاوت ہی کہ مسیح کے آنے سے پہلے زمانہ کے لوگ آنیوالے مسیح پر توکّل کرکے نجات حاصل کرتے تھے اور مسیح کے پیچھے آئے ہوئے مسیح پر ایمان رکھکے مدد اور نجات حاصل کرتے ہیں مسیحی ایماندار نجات کے لئے اسطرح مسیح پر توکّل کرتے ہیں جیسے کوئی بڑی عمارت پایداری کے لئے اپنی بنیاد پر بوجھ ڈالتی ہی۔ پس اگر بنیاد مضبوط ہو تو ساری عمارت قایم رہیگی اور جیسے عمارت کی اِستقامت پختگی بنیاد پر موقوف ہی ایسے ہی ایمانداروں کا بھروسا مسیح پر ہوتا ہی اگر ایسی پکی بنیاد پر تمہاری نجات کی توکّل ہو جس پر نبیوں اور حواریوں نے بھی اپنے ایمان کے محل اور قصر تعمیر کئے کیونکہ تم اپنے آپ میں ناتوان اور کمزور ہو پر خداوند مسیح کے طفیل تمہیں سب طرح کی قوّت حاصل ہی خصوصًا دانائی راستبازی پاکیزگی پس مبارک ہو تم اور اُمید تمہاری نجات کی +

واسطے عفو گناہ کے مسیح پر توکّل کرنیکا سبب ۔ اُس خدا نے جس نے اِبتدا میں طریقہ مغفرت کا مسیح پر ایمان لانے سے ظاہر کیا خواص اور جلال اُس بچانیوالے کے بھی پاک کتاب میں مندرج کئے جس سے ایمانداروں کے دل میں بنیاد توکّل کے سبب قوی پیدا ہوں یہی خدا کی گواہی مسیح کے جلال اور عظمت پر یسوعی ایمان کی بنیاد ہی۔ اور نجات کی باتیں ایسی صاف اور باقاعدہ معلوم ہوتی ہیں کہ کسی جگہہ اُن میں اشتباہ کی گنجایش نہیں جس دِن سے گناہ نے دنیا میں دخل پایا اور اِنسان اپنے خالق کی نظر میں خطاکار اور غضب کا سزاوار ٹھہرا اُسی دن سے نجات کا وسیلہ بھی خدا نے ایسا ظاہر کیا جس سے آدم اور اُس کی اولاد اُس کی رحمت سے ناامید اور ہراساں نہ ہووے بیبل کے مضمون سے معلوم ہوتا ہی کہ خداوند یسوع مسیح صرف اِنسان ہی نہ تھا بلکہ الوہیت بھی اُس میں تھی جو کلام ابتدا میں تھا وہ کلام خدا تھا اور ساری چیزیں اُس سے بنیں اور جو بنیں بغیر اُسکے ذریعہ کے نہیں بنیں بسبب اِس اصلی الوہیت کے جب خداوند یسوع مسیح زمین پر واسطے فدیہ گنہگاروں کے پیدا ہوا اگرچہ وہ

اُور طفلوں کی طرح صرف ایک طفل تھا اور مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا اور بعد پیدایش طویلہ
میں رکھا گیا لیکن اُسوقت خدا باپ نے فرشتوں کو فرمایا کہ اُس کی پرستش کریں اور
سارے فرشتوں نے یوں پکارا کہ خدا کو آسمان پر جلال اور زمین پر امن اور انسان کو
رضامندی۔ پھر پیدایش خداوند مسیح کی خبر چرواہوں کو دی کہ خدا ہمارے ساتھ ہوا اسی
واسطے عمنوئیل نام رکھا گیا۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح میں الوہیت بھی تھی اور
اسی واسطے نجات کے لئے اُس پر توکّل سارے تایب ایمانداروں کے دلوں میں مستقیم ہے اور
سب نبیوں نے مثل اشعیا اور دانیال کی بابت الوہیت مسیح کے خبر دی اور اُس کے کفارہ
میں جان دینے پر یہہ بڑائی کی کہ اُس نے گناہ کو ختم کیا اور انسان کو رہائی بخشی۔ اور یسوع
مسیح کی الوہیت واسطے کفارہ گناہ کے توکّل کی پکی بنیاد ہے کیونکہ اگر وہ خدا نہ ہوتا تو گناہ بخشنے
کا اقتدار ہرگز نہ رکھتا۔ اِس مقدمہ میں خدا نے خود فرمایا ہے کہ خدا نے دنیا پر ایسا پیار کیا کہ اپنا
اکلوتا پیارا بیٹا بخشا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہمیشہ کی زندگی پاوے فقط وہ خدا کا
برّہ ہے جو جہان کے گناہ لئے جاتا ہے اُس نے ہمارے گناہ اُٹھا لئے۔ کیونکہ وہ خدا بھی اور انسان
بھی تھا غور کرو کہ اگر خدا ایسے شخص کو جیسا مسیح ہے مقرر کر کے صرف آسمان پر رکھ کے
گنہگاروں کو اطلاع دیتا کہ اُس پر ایمان لاؤ گے تو تمہارا شفیع ہوگا اور اُس کی شفاعت گناہ
کی مغفرت کے لئے مقبول ہوگی تو بھی ہر ایک کو لازم ہوتا کہ اُس پر ایمان لاوے۔ خدا نے
اُسے صرف مقرر ہی نہیں کیا بلکہ زمین پر بھیجا اور اپنا رحم اور عدل دونوں ایک جگہہ میں ظاہر
کئے۔ اگر مسیح صرف انسان ہی ہوتا اُس کا کفارہ معافی کل جہان کے لئے کافی نہ ہوتا اور اگر وہ
صرف الوہیت میں لوگوں پر خدا کی رحمت ظاہر کرتا تو عدل پورا نہ ہو سکتا اسی واسطے خدا
اور انسان کا متوسط ہوا جیسا کلام میں تذکرہ ہوا ہے کہ خداوند مسیح میں الوہیت بھی جیسے آسمان
کے فرشتے پرستش کرتے تھے یہہ بھی لکھا ہے کہ انسان گمراہ کے بچانیکے لئے اُس نے آکے

جان دی۔ مسیح کی پیدایش سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُس میں ضرور الوہیت تھی کیونکہ اُس
میں لکھا ہی کہ اُس نے فرشتہ کی صورت نہ پکڑی بلکہ ابراہیم کی اولاد میں پیدا ہوا تاکہ گنہگاروں
کا نجات دہندہ ہووے۔ اِن دونوں خاصیت کا ہونا مسیح میں ضرور تھا تاکہ وہ خدا ہو کے
خدا کا حق پہچانے اور اِنسان ہو کے اِنسان کی کمزوری پر رحم لاوے۔ اور یہی دونوں
خاصیّت واسطے تقویتِ بنیادِ توکّل کے پاک کتابوں میں ذکر ہوئی ہیں اِس جگہہ میں لکھنا اُن
کا ضروری نہیں۔ کلام کے پڑھنیوالوں کو آپ ہی معلوم ہوگا کہ مسیح میں یہہ دونوں خاصیّت
موجود تھیں اور اِسی واسطے وہ ہمارے لئے نجات دہندہ کامل اور واسطے عفوِ گناہ کے توکّل
اُس پر بخوبی ہو سکتا ہی۔ یہودیوں نے مسیح کے حق میں یہہ غلطی کی کہ وے اُس کو بادشاہ صاحبِ
جلال اُلوہیت سے پُر اُن کو دشمنوں سے چھڑانیوالا شجاعت میں بہادر انتظار کرتے تھے اور
مسیح برعکس خیال اُن کے کے مفلس آدمیوں کی صورت میں پیدا ہوا اور ہر ایک قسم کی تکلیف
میں اُس نے اپنے آپ کو ڈالا۔ سامھنے پلاطوس کے حاضر ہوا گویا ساری دُنیا کا منصف یعنے مسیح
اُس بُت پرست حاکم کے سامھنے اِنصاف کے لئے لایا گیا کیونکہ خدا نے ہمارے گناہ اُس پر ڈالے
تھے۔ جب دوسرے گنہگار واجب القتل نے پلاطوس کے ہاتھ سے رہائی پائی تو اُس نے مسیح
کے حق میں صلیب کا فتویٰ دیا یہہ سخت سزا جو مسیح پر وارد ہوئی ہمارے گناہوں کے سبب تھی۔
فی الحقیقت عدول حکمی ایسی ہی سزا کا تقاضا کرتی ہی جس سے ساری دنیا غارت ہووے اور
یقیناً مسیح نے ایسی ہی سزا اُٹھائی جس سے ساری دنیا کو نجات ملے سزا کا بوجھ جو مسیح نے اُٹھایا
ایسا سبک نہیں تھا کہ صرف اِنسانیت اُسے اُٹھا سکتی عدول حکمی کی سزا اُن فرشتوں سے
بھی اُٹھائی نہیں گئی جو اِنسان سے طاقت اور لیاقت کئی درجہ زیادہ رکھتے تھے اُسی سزا
میں وہ فرشتے عمدہ آرامِ آسمانی سے شیطان کی طرح دوزخ کے لایق ہوئے۔ پر خداوند مسیح نے
اپنے جسم میں بہ سبب سنبھالنے اور تھامنے اُلوہیت کے وہ آسمانی غضب اُٹھایا اور خوشی سے

اُس کو سہا لیکن تو بھی بوجھ اِس غضب کا اُسکے اِنسانی جسم پر بخوبی معلوم ہوا اور ایک
بات سے جو ساری تکلیفوں سے زیادہ تر قوی تھی وہ گھبرایا۔ دیکھو اُس نے پلاطوس کے آگے واسطے
رحم کے کچھ درخواست نہ کی اور جب یروسلم کی عورتیں اُسپر رونے لگیں تو اُس نے حلم سے
اُن کو کہا کہ اپنے فرزندوں کے لئے رؤ مجھ پر نہ رؤ اور پھر بخوشی خود صلیب کو قبول کیا اور
جیسے بھیڑی بال کترنیوالوں کے آگے چپ رہتی ہی ویسے ہی سارے دُکھ سہتا رہا۔ لیکن جب خدا کا
غضب اُس پر نازل ہوا اور خدا نے اپنی الوہیت کا چہرہ اُس سے جدا کر لیا تب مسیح چلایا کہ ای میرے
خدا ای میرے خدا تونے مجھے کیوں ترک کیا۔ اِس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہی کہ مسیح گنہگاروں
کی نجات دینے میں کامل اور توکّل اُس پر بجا۔ اِس قدر صاحب جلال ہو کے ایسا پست بنا اور
خدا کی رحمت سے یہہ بھی آشکارا ہی کہ اُس خدا نے ہمپر ایسا پیار کیا کہ اپنے اکلوتے اور پیارے
بیٹے کو بھیجا تاکہ گنہگار اُس کے وسیلے سے نجات پاویں پس اُس کلام پر تکیہ نہ کرنا نہایت گناہ ہی۔
اگرچہ تمہارے گناہ شمار میں بے حدّ ہیں تو بھی مسیح سے بخشش کے اُمیدوار ہو سکتے ہو کیونکہ کوئی
گناہ ایسا نہیں جس کو اُس کا خون صاف نہ کر سکے اور کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا بدلہ اُس
نے نہ دیا ہو اور کوئی سزا گناہ کی ایسی نہیں جو اُس نے نہ اُٹھائی ہو اور اُس کی نجات خدا کی
مقرر کی ہوئی ہی۔ پس توکّل کرو کہ اُسنے عدل کو پورا کیا اور شریعت کو عزّت دی اور رحم کو
ظہور میں لایا اور گناہوں کی سزا اپنے آپ پر اُٹھائی اور خدا کے داد کی داد دی اور انسان
ہو کے تمہاری کمزوریوں کو پہچانا اور خدا ہو کے تمہارے گناہ بخشنے پر قادر ہی۔ ایسا ہی ایمان
اور ایسا ہی توکّل دل شکستوں کو تسلّی بخشتے ہیں اور گرے ہوئے اِنسان کو کھڑا کرتے ہیں +

ایک جگہہ توکّل کی اَور بھی ہی یعنے جب تم خیال کرو کہ اُسنے کس طرح ہم کو اِس نجات
میں بُلایا تو اُس کے کلام سے یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ تمہارے لئے کچھ تیاری کی ضرورت ہی۔
گنہگاروں سے راستبازی اُس نے طلب نہیں کی اور بگڑے ہوئے دلوں سے فرمانبرداری

اور نہ ایسی پاکیزگی اور نیکی جس کے کرنیکی طاقت تم میں نہیں واسطے حصول فایدہ نجات مسیح کے طلب ہوئی ہی دعوت سب کو ہی وہ کہتا ہی جو کوئی پیاسا ہووے آوے اور اس پانی کو بے قیمت مفت لیوے۔ ابن آدم دنیا میں اسی واسطے آیا ہی کہ جو بھولے ہوئے ہیں اُنکو ڈھونڈھے اور بچاوے اور سرکشوں کے لئے بخشش خرید کر دشمنوں کو خدا کی رحمت میں شامل کرے۔ پس تم اگر اپنے آپ کو صرف بھولے ہوئے بندہ جانتے ہو اور کچھ طاقت بچنے کی نہیں رکھتے ہو تو مسیح کے پاس چلے آؤ اور اُس پر توکّل کرو جس کو خدا نے تمہاری مغفرت کے لئے معیّن کیا ہی۔ یہہ دعوت صرف یہودیوں کے لئے نہیں بلکہ ساری قوموں کیلئے جو آدم کی اولاد سے ہیں تمہیں معلوم ہوگا کہ یہودیوں میں ایک عہدہ دار سردار کاہن ہوتا تھا جس کا یہہ کام تھا کہ اُس جانور کا خون جس کو لوگ اپنے گناہوں کے عوض قربان کرتے تھے لیکر ایک پاکترین جگہہ میں جو یہودیوں کی ہیکل میں تھی چھڑکا کرتا تھا اور شفیع ہو کے اُن گنہگاروں کی مغفرت کے لئے خدا سے دعا مانگتا تھا اِسی طرح خداوند مسیح ہمارا سردار کاہن ہوا جو بجاے خون جانور کے اپنا خون لیکر خاص اُس جگہہ میں جہاں خدا موجود ہی ہمارا شفیع بنکر ہمیشہ موجود ہی۔ اب ہمیں چاہئیے کہ اُسکے خون پر توکّل کریں اور سمجھیں کہ ہماری شفاعت خدا کے حضور میں ہمیشہ کرتا ہی یہودیوں کا سردار کاہن صرف سال بھر میں ایک روز جو کفارہ کا دِن تھا ہیکل میں جاتا تھا لیکن خداوند یسوع مسیح بعد مرگ جی کے ہمیشہ کے لئے اُس پاک جگہہ میں جہاں خدا ہی موجود ہی۔ نبیوں نے اِس مقدمہ کی پیشین خبریوں میں اکثر مقابلہ دونوں امر کا کیا ہی کہ مسیح ہمارا سردار کاہن ہی اور ہمیشہ کے لئے شفیع ہی جب ہم دعا مانگتے ہیں تو وہ قبول کرواتا ہی اور جو برکات خدا کی طرف سے عنایت ہوتی ہیں بسبب اُس کی شفاعت کے ہیں ✤

اور مسیح سوائے کاہن کے ہمارا نبی بھی ہی جس کی تعلیم سے ہمارا دل روشن ہوتا ہی۔ گناہ کے سبب خدا کا علم ہمارے دلوں سے جاتا رہا اور ابتدا میں آدم نے خدا بننے کی نیّت پر گناہ

کیا بلیس سزا اُسکی یہہ ہوئی کہ علم خدا کا بھی اُس کے دل سے جاتا رہا اب دوبارہ ساری
باتیں جو خدا کی نسبت اِنسان کو جاننی لازم ہیں اور نجات کے لئے اُن سے واقف ہونا ضروری
ہی اور توکل کے لئے بنیاد قوی ہوسکتی ہیں بوسیلۂ کلامِ مسیح ہمیں حاصل ہوئیں۔ مسیح کا ایک
نام کلام بھی ہی یعنے خدا کا کلام جس سے اُس نے اپنی مرضی اِنسان پر ظاہر کی اور جو پُرانی
کتابوں کے لکھنیوالے نبیوں نے اِلہام سے لکھا اور جو انجیلِ مقدّس میں مسیح کے حواریوں
نے ہماری ہدایت کے لئے تحریر فرمایا یہہ دونوں ہی مسیح کے روسے ہیں بلکہ جب کبھی کسی اِنسان
کو خدا نے ہدایت کی یا خود خدا کسی آدمی کے ساتھ متکلّم ہوا تو مسیح سے ہی تصور کرنا چاہئیے مسیح
نے اپنے آپ کو دنیا کا نور بھی کہا ہی اور فرمایا ہی کہ جو کوئی میری پیروی کریگا تاریکی میں نہ چلیگا اور
فی الحقیقت جو لوگ دل وجان سے مسیح کی پیروی کرتے ہیں وہ تاریکی میں نہیں چلتے اِن باتوں
پر اگر خدا کا کلام بطورِ گواہی کے لکھا جاوے تو کتاب بڑھ جاویگی اِسواسطے ہم نہیں لکھتے پڑھنیوالے
آپ ہی مقابلہ کرکے دیکھ لیویں کہ مسیح بموجب کتاب کے ہماری دانائی اور راستبازی اور پاکیزگی
ہی اور توکل اُس پر واجب بدون کلامِ مسیح کے خدا کا علم اَور کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ
علّت غائی مسیح کے آنیکی یہی ہی کہ گناہ کا کفارہ ہووے اور خدا کی مرضی ظاہر کرے اور نجات
کی راہ گنہگار آدمیوں کے واسطے ایسی صاف بیان کرے جس سے تیقّن اور توکل ایسا ہوجاوے
کہ ہرگز جنبش نہ کھاسکے حقیقت میں ہم اِنہیں باتوں کے محتاج بھی ہیں اور اگر احتیاج کے واقف
بھی ہوویں تو سوائے مسیح کے اَور کسی دوسری طرح تسلی پذیر نہیں ہوسکتے*

اب ہم وہ مدد جو مسیح سے حاصل ہوتی ہی اور وہ چھٹکارا جو مسیح بخشتا ہی اور وہ قہر اور غضب
شریعت کا جو اُس نے ہمارے لئے اُٹھایا اور وہ روشنی فہم کی جو اپنے کلام کے ذریعہ سے ہم کو عطا
کی ہی بیان کرچکے لیکن ایک اَور بات باقی ہی جس کا ذکر اب کرنا چاہتے ہیں اور وہ نجات کے
لئے لازم ہی۔ یعنے آدمی بذاتہ دنیا کا غلام ہی اور دنیاوی شہوتوں کا لالچ اور عاداتِ طفلانہ

اور حسد اور تکبر اُس کے دل میں موجود ہیں یہی نہیں کہ اُن چیزوں کو صرف رغبت سے استعمال ہی میں لاتا ہو بلکہ اُسکے کاموں سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اِن شہوتوں کے قبضہ میں ایسا آرہا ہی جس سے چھوٹنے کی طاقت نہیں رکھتا اور جب تک اپنی طاقت سے چھوٹنے کا ارادہ رکھتا ہی تب تک ہرگز چھوٹ بھی نہیں سکتا ہر ایک امتحان میں جس کا وہ مغلوب ہوتا ہی یہی بات اُس کو بیچ معلوم ہوتی ہی۔ اگرچہ اپنی ناتوانی کا اِقرار کرنے میں ظاہرًا ندامت ہی لیکن بچنے کی راہ کی تلاش نہ کرنی عین حماقت ہی بعضوں کو بذاتہ اور بعضوں کو تعلیم سے کچھ کچھ نیک عادتیں حاصل بھی ہیں مگر اندرونی بداخلاقی تس پر بھی وقتًا فوقتًا اُنکے علم کے برخلاف غالب ہو جاتی ہی اور طبیعت کو بالکل پراگندہ اور تلخ بناتی ہی یہہ غلامی زیادہ تر غم افزا اور برداشت سے باہر ہوتی ہی جس قدر خدا کے اِنصاف اور گناہ کی حالات سے اِنسان واقف ہوتا ہی اُسی قدر اُس کو اِس غلامی سے چھڑانے پر مسیح قادر ہی اِس مخلصی کے لئے بھی خدا کا یہہ حکم ہی کہ مسیح پر توکّل کرو اور اُسی کی قوّت پر بھروسا رکھو اگلے زمانے کے نبیوں نے بھی مسیح کی خاصیت کو اِسی طرح بیان کیا ہی کہ وہ گناہ سے چھڑانے پر قادر اور شیطان کی جنگ میں بہادر ہی اور اُس کے قبضہ سے پھر کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ مسیح کی ظاہری پست حالی پر خیال کر کے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ گناہ کی غلامی سے چھڑانے پر اُس کو قوّت کم ہی کیونکہ انجیل کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس نے گنگے کو زبان دی اور بہرے کو کان اور لنگڑے کو پانوں عطا کئے اور اندھے کو آنکھیں اور مُردہ کو زندگی بخشی اور آندھی اور دریا نے اُس کا حکم مانا اور دریا کی موجیں اُسکے خوف سے تھم گئیں آندھی میں اگرچہ دوزخ کی قوت ہی اور اِنسان پر وہ غالب ہی لیکن مسیح پر غالب نہیں اُس کی قدرت اِن سب چیزوں پر فایق ہی۔ ہمارے ایمان اور توکّل اور اُمید کی تقویت کے واسطے پاک کلام میں بارہا مذکور ہوا ہی کہ مسیح ہم کو گناہ کی غلامی سے آزاد کرانیوالا ہی خراج لینیوالوں کو جو گنہگاروں میں بڑے شمار ہوتے تھے اور زناکار فاحشہ عورت کو جو قحبہ گنی جاتی تھی

مسیح کی قوّت نے شہوتوں سے رہائی دی۔ غرض گنہگاروں کو گناہ سے رہائی بخشنے کی قوّت جو مسیح میں ہی اُسکا تذکرہ میں کہاں تک کروں سب کلام ربّانی انہیں باتوں کی تواریخ ہی اور سارے مسیحی لوگ اِس کلام کے گواہ ہیں دیکھو اُس خونی کو جو مسیح کے ساتھہ مصلوب ہوا تھا مسیح نے کہا کہ تو آج ہمارے ساتھہ فردوس میں ہوگا یعنے میں تجھے بہشت میں اِس امر کی علامت کر کے لیجاؤنگا کہ ہم شیطان پر غالب ہوئے ایسا ہی جو لوگ کہ مسیح پر ایمان لاتے ہیں اور دنیا اور نفس اور گناہ پر غالب ہوتے ہیں قوّت مسیح کی علامت ہیں گویا کہ اُس نے اُن کو شیطان کے ہاتھوں سے چھڑا دیا اور جلتے تنکے کو آگ سے بچالیا ہر ایک دل جو مسیح کی قوّت سے صاف ہوتا ہی اور ہر ایک طبع جو گناہ سے پھر کے خدا کی طرف رجوع ہوتی ہی اور ہر ایک گنہگار جو گناہ سے توبہ کر کے شیطان کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہی اور مسیح کا سپاہی کہلاتا ہی مسیح کی قوّت کا نشان ہی۔ یہہ خاصیت مسیح کے بھی بیبل میں اُسکے لقب کے مطابق ہی کیونکہ لکھا ہی کہ وہ فتحمند اور دشمن پر غالب ہوگا جھوٹھہ کو کچلیگا اور راستی کو قایم کریگا اگر کوئی کہے کہ مسیح کی موت اور قبر اُس کی کمزوری پر دلالت کرتی ہی تو یہہ پاک کتابوں کی ناواقفی سے ہی کیونکہ مسیح قبر میں اِس واسطے نہیں گیا کہ قبر کا پابند ہو بلکہ فتحمند کی مانند تھا اِس واسطے قبر کی بند کو اور موت کی سلطنت کو توڑ کے اُن دونوں پر غالب آیا اور مر کے تیسرے دِن جی اُٹھا پس اُس پر توکل کرنا ہمیشہ کی موت سے چھٹکارا ہی یہہ مر کے جی اُٹھنا اُسکا قوّت الٰہی ہی۔ جس نے نبیوں کے کلام کو پورا کیا اور تمام آدمیوں کی اُمید کا پہلا سبب ہوا اور ظاہر کر دیا کہ ساری خلق مر کے پھر جی اُٹھیگی جیسے کہ لکھا ہی کہ جاگ اور گا ای تو جو خاک میں بستی ہی تیری شبنم اور تیری سبزیاں قایم ہیں کہ زمین اپنے مردوں کو نکال دیویگی۔ باب ۲۶ آیت ۱۹ اشعیا نبی کی۔ پس ان کاموں سے مسیح کی قوّت صاف ظاہر ہی اور ہماری توکل کی بنیاد وہ ہم کو صرف گناہ کی سزا ہی سے نہیں چھڑاتا بلکہ گناہ کی قوّت سے بھی چھڑاتا ہی پولوس حواری نے بھی لکھا ہی کہ

وہ صاحبِ نجات جو اپنے نام پر توکل رکھنیوالوں کو نجات کے دشمنوں سے رہائی دیتا ہی
ہمارے میانجی منصب میں یہہ اِقتدار رکھتا ہی اور ہمارے سارے دشمنوں پر ایسی حکومت
کرتا ہی کہ جب تک مخالفت گناہ اور شیطان اور خدا کی موقوف نہ ہووے تب تک اسی میانجی
کے تخت پر بیٹھیگا اور وہ خدا کے دہنے ہاتھ پر بیٹھا تاکہ تمام قوتیں اور ساری ریاستیں نہ صرف
دنیاوی جو موجود ہیں بلکہ عقبیٰ کی بھی اُس کے قدم تلے کی جاویں اور کلیسیا کی ساری چیزوں
پر مختار رہیگا۔ امتحان کی تعداد اور قوّت کتنی ہی تصوّر کرو اور اِنسان کی کمزوریوں اور بد
عادتوں اور شیطانی فریبوں کو کتنا ہی خیال کرو سب مسیح کی قوّت کے نیچے ہیں وہ اپنے لوگوں
کو پاک کریگا اور خاص قوم بناکر خدا کے حضور میں پہنچائیگا مسیح ایمانداروں کا بادشاہ ہی کہ سب
روحانی ظلموں اور ناپاک شہوتوں سے رہائی بخشتا ہی اگر کوئی شخص حلم اور پایداری سے مسیح
کی قوّت پر توکّل کرے تو تجربہ سے معلوم کریگا کہ یہہ سدا ہی خوبیاں اُس میں ہیں اور گناہ کی بلا
میں ہرگز گرفتار نہ رہیگا مسیح پر توکّل کرنیوالے گناہ پر ضرور فتح پاوینگے ورنہ اُن کو خدا کے کلام
میں شک ہوگا۔ جس قدر اِس باب میں کہا گیا اِسی قدر ایمان میں تقویت پیدا کرنے اور
مسیح پر توکّل کی بنیاد مضبوط کرنے کو کفایت کرتا ہی کہ وہ بچانیوالا واسطے دانائی اور راستبازی
اور پاکیزگی کے کافی ہی +

۵۔ فصل

روح قدس کی اُلوہیت اور تاثیر اور عہدہ کے بیان میں

اِنسان کی نجات کے کام حسب بیان پاک کتابوں کے باپ بیٹے روح قدس پر مشتمل ہیں یعنے
خدا باپ نے نہایت دانائی سے یہہ بڑے قواعد نجات کے بوسیلہ کفارۂ مسیح کے جس میں عدل
اور رحم اُس کا آشکارا ہو تجویز کئے اور خدا بیٹے نے اپنی ہی ذات پر وے سب بندوبست

جس سے راستبازی اور سزائے گناہ کی پوری ہوا ٹھا لئے اور خدا روح قدس اپنی قوت سے
اِنسانوں کے دلوں میں اُن کاموں کی جو مسیح نے کئے تاثیر بخش کر ایمان اور توبہ اور توکّل کرواتا
ہی۔ غرض واحد خدا انسان کی نجات کے کام میں اسطرح سے مذکور ہوا کہ یہہ تینوں ہی بلکہ ایک خدا
ہی اور کام اِن تینوں کا بھی یعنے نجات ایک ہی ہی خدا کے سوا یہہ طاقت کِس میں ہی کہ ایک
بیگناہ ضامن کا فدیہ قبول کر لیوے جس سے شریعت کا دعویٰ پورا ہو اور بجز خداوند مسیح کے
کِس شخص پر جرات اور رتبہ ہی کہ سارے جہان کے گناہوں کا جو برخلاف مرضی خدا کے ہیں کفارہ
کرے اور بغیر روحِ قدس کے کِس میں یہہ تاثیر اور قدرت ہی کہ بگڑے ہوئے انسانوں کے دلوں
میں اثر بخشکے ان کو توبہ اور پاکیزگی اور قبولیت مسیح کی طرف متوجہ کر سکے یہہ مسئلہ پاک کتابوں میں
ہمیشہ سے چلا آیا ہی اور یسوعی لوگوں کے دلوں کو تسلی بخشنیوالا ہی۔ روح قدس ایسا ازلی اور
ابدی خدا ہی جیسے باپ اور بیٹا خدا ہی اسی کا کام ہی کہ آدمیوں کے دلوں میں وہ توکّل مسیح پر اور وہ
علم نجات کا جو نہایت باریک اور عجیب بھید ہی پیدا کرے۔ خدا کی خاصیت ہم پہلے ہی بیان
کر چکے ہیں اور مسیح کی الوہیت کا تذکرہ اُسکے کفارہ کے باب میں ہو چکا جس الوہیت کے سبب
وہ خدا اور ایمانداروں کے مابین واسطے ملاپ کے میانجی ہوا اور اب روح قدس کا ذکر کرتے ہیں۔
اوّل جو ذاتی اوصاف اور کام کہ خدا باپ کی نسبت لکھے گئے ہیں وہی روحِ قدس کی نسبت پاک
کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں اور اسی سبب سے اُن کو ایک ہی جاننا چاہیئے اور پرستش بھی ویسی
ہی کرنی چاہیئے چوں کہ وہ انسان کو پاکیزگی بخشتا ہی اس واسطے پاک کتابوں میں اُس کا
نام روحِ قدس رکھا گیا اور خداوند یسوع مسیح کی پیدائش اور اُس کے خون کا بہانا بھی روحِ
قدس ہی کے اثر سے ہوا جیسے پیدائش کی بابت روحِ قدس کے اثر مقدّم ہیں ویسے ہی نجات
کی بابت بھی روحِ قدس اوّل ہی۔ غرض جو کام خدا نے کیا سو روحِ قدس نے کیا اور جو کام
مسیح نے گنہگاروں کے واسطے کیا وہ بھی روحِ قدس کے اثر سے کیا اِس سے روحِ قدس کی

الوہیت اچھی طرح ثابت ہی۔ حواریوں کو جو قوّتِ معجزے کی واسطے ڈالنے بنیاد یسوعی جماعت کے بخشی گئی روحِ قدس کے اثر سے تھی اور ہزاروں گنہگار جو توبہ کرکے مسیح پر ایمان لائے وہ بھی روحِ قدس کا اثر ہی اور قیامت کے دن جو مٹی ہوئے بدن ایمانداروں کے واسطے پہنانے لباس حیاتِ دوام کے دوبارہ درست کئے جاویں گے وہ بھی روحِ قدس ہی کریگا اور جب مسیح مرکے جی اُٹھا اُس کو بھی روحِ قدس نے جلایا۔ غرض کہ ایمان ہمارا واسطے اُمید اور متابعت کے جیسا کہ خدا پر ہو ویسا ہی خداوند مسیح پر اور ویسا ہی روحِ قدس پر ہونا چاہیئے (کیونکہ ہم باپ بیٹے روحِ قدس کے نام پر بپتسما پاتے ہیں) خدا کے فضل اور محبّت نے نجات کی بنیاد ڈالی اور خداوند مسیح نے اُسکو جاری کیا اور روحِ قدس نے اِنسانوں کے دلوں میں اُس کو موثر کیا +

عہدہ روحِ قدس کا صاف تب معلوم ہو سکتا ہی جب ایماندار لوگ اچھی طرح سمجھ لیویں کہ نجات کے مقدمہ میں روحِ قدس کیا کام کرتا ہی جب تک یہہ بات صاف سمجھ میں نہ آوے تو جو جلال اور بزرگی روحِ قدس کو چاہیئے ہرگز کسی سے ادا نہیں ہو سکتی اور جب تک خود وہ خدا جس نے ابتدا میں اِنسان کو پیدا کیا اپنی قدرت سے روشنی ظاہر نہ کرے تب تک اِنسانوں کے تاریک دلوں کا روشن ہونا محال ہی۔ مثلاً جب خداوند یسوع یا اُس کے حواریوں نے یہودیوں اور غیر قوموں میں جا کر بیان کیا کہ مسیح پر ایمان لاؤ اور اپنی نجات مسیح کی صلیبی موت پر موقوف سمجھو تب فریسیوں اور صدوقیوں کو جن کی سمجھ اور عادت اور مسیح اور اُسکی ذات کے ساتھ عداوت سب کو معلوم ہی اور رومیوں کو جن کی بُت پرستی کی خصلت اور گناہ کی طبیعت تمام لوگوں میں مشہور ہی گناہ سے توبہ اور غضب سے نفرت کی وعظ کرنی مشکل تھی اور ایسے نجات دینیوالے پر جو نہایت شرمناک موت سے موا ایمان لانا اُن کو نہایت شرم کا باعث تھا۔ اور ہرگز متصوّر نہیں ہو سکتا تھا کہ یہودی اپنی شریعت کے تعصب کو یکبیک ترک کرکے مسیح پر ایمان لاویں اور مغرور رومی اور یونانی اپنے پیارے خیالوں کو ترک کرکے اور ایسے

حقیر مسیح پر نجات کے لئے توکّل کریں بلکہ اسبات کے منادیوں کی اُنہوں نے نہایت حقارت
کی اور قسم قسم کی اذیت اور تکلیف دی اور کلام پاک کو نہ مانا۔ اور جو لوگ ایّام خوردسالی سے
کسی مذہب کے مقیّد رہے تھے خواہ سچّے خدا کی پرستش یا بتوں کی پوجا میں جس وقت اُنہوں نے
سُنا کہ یسوع ناصری وہی جلال رکھتا تھا جو خدا ہی اور اُس کی موت میں گناہوں کا کفارہ
ہی تو اُن کے دلوں میں نفرت زیادہ ہوئی اور جہاں تک انسانی عقل تقاضا کرتی ہی اُنہوں
نے نہ مانا سوائے اِس کے مسیح کا مذہب ماننے میں دولت اور دوست اور نام اور ریگانگت ترک
کرنے پڑتی تھی اِن سب کو چھوڑ کے مسیح پر ایمان لانا آسان نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی یہہ سب
عداوت اور سارے دنیاوی خیال لوگوں نے ترک کئے اور مسیح پر ایمان لائے نہ صرف ایک
یا دو یا چار بلکہ اکٹھے ہزار در ہزار اور نہ صرف ایک بستی یا مشہور لوگوں میں یہہ ایمان مشہور ہوا
بلکہ بڑے بڑے شہروں میں مثل یروسلم اور روم اور یونان کے شہروں اتھینی اور کارنتھ میں
شہرت پکڑی اِس کام کا ایسا ظہور ضرور روح قدس کی تاثیر تھی جس کو بہتوں نے ردّ کیا اُنہوں
نے اُسی کو نجات کی بنیاد سمجھا حکیموں نے اُس کو نادانی اور بیوقوفی جانا اُنہوں نے خدا کی
حکمت اور قدرت سمجھ کر مان لیا۔ حواریوں کو بھی خداوند مسیح نے کہا کہ وے یروسلم سے باہر نہ
جاویں جب تک کہ روح قدس اُن پر نازل نہ ہووے اور عین وقت معیّن پر ظاہری طرز سے
وعدے کے موافق اُن پر روح قدس نازل ہوا اور اُنہوں نے رنگارنگ معجزات کی طاقت
پائی اور لوگوں کے وہم اور بطالت کو دور کرنیکے واسطے ایک سنگین ہتھیار حاصل کیا اور ایمان
کی بنیاد قوم میں قایم کی۔ اور جیسا خداوند مسیح نے وعدہ کیا تھا کہ روح قدس آ کے دنیا
کو گناہ اور راستبازی اور عدالت سے قایل کریگا صحت اِس کلام کی انجیل یوحنّا کے ۱۶
باب ۸ آیت سے بخوبی ہوتی ہی جس میں لکھا ہی کہ خداوند مسیح نے فرمایا ہی کہ جب تسلّی دینیوالا
آویگا وہ دنیا کو گناہ اور صداقت اور عدالت سے ملزم کریگا گناہ سے اِس لئے کہ وہ مجھ پر

ایمان نہ لائے اور صداقت سے اِسلئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں تم مجھے پھر نہ دیکھوگے اور عدالت سے اِس لئے کہ اِس دنیا کے سردار کی عدالت کی گئی فقط گناہ یہی ہے کہ خدا کے بیٹے پر توکّل نہ کرے اور راستبازی اور طاقت کو جو روح کے اثر سے پیدا ہوتی ہے معلوم نکرے اگرچہ مسیحی مذہب کی راستی کو عقلاً معلوم کر لے مگر فریب اور حسد اور بغض وغیرہ خطاؤں میں جو دنیا میں مشہور رہیں مبتلا رہکر مسیح کو صرف نبی یا معلّم جانکر مان رکھے روحِ قدس اِسی گناہ کا انسان کو قایل کریگا تب وہ اُس پاک خدا کے حضور میں جو اپنی ذات میں غیوّر ہے دعا کے وسیلے سے ڈرتا ڈرتا بطفیل مسیح قبولیت کی نیت پر آ سکیگا یے کام خاص روحِ قدس کے ہیں اور کسی انسان سے نہیں ہو سکتے - اور جو فرمایا کہ وہ صداقت سے قایل کریگا کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اُس کے یہہ معنے ہیں کہ مسیح کے کفارہ اور راستبازی کو جنکو لیکر وہ خدا کے حضور میں شفیع بنکر موجود ہے اور ساری برکاتِ دنیاوی اور روحانی کو جو اُسی سے حاصل ہوتی ہیں اور اُس پر توکّل رکھنے کو کہ جس سے ہمیشہ کی زندگی اور خوشی ملتی ہے لوگوں کے مغرور دل ہرگز نہیں قبول کرتے صرف روحِ قدس اُن کے دل میں اثر کر کے اِن باتوں کا قایل کرتا ہے تب اُن کے دل خود گواہی دیتے ہیں کہ ہم لاچار اور ناتواں بدون صداقت مسیح کے خدا کے حضور میں ہرگز صادق نہیں ٹھہر سکتے اور پھر اِس اُمید پر کہ صادق ٹھہریں اور غضب سے بچیں مسیح پر توکّل کرتے ہیں پھر فرمایا کہ وہ دنیا کو عدالت سے بھی قایل کریگا کیونکہ اِس دنیا کے سردار کی عدالت کی گئی اِس کے یہہ معنے ہیں کہ مسیح نے گناہ اور شیطان اور دنیا پر فتح پائی اور جو لوگ اُس پر ایمان لاتے ہیں گناہ اور دنیا اور شیطان میں سے کسی کے قبضہ میں نہ رہینگے بلکہ اُن پر فتح پاوینگے لوگ انہیں بلاؤں سے ڈرتے ہیں سو خداوند مسیح نے اُنکے دلوں کو تسلّی دی کہ ہمنے اُن پر فتح پائی ہے اور تمہیں بھی فتح بخشوں گا - غرض کہ روحِ قدس اِس نجات کے کام میں بڑا بھاری وسیلہ ہے کہ تمام غلطیوں سے رہائی بخشتا ہے اور تمام خوفوں سے نجات دیتا ہے مسیح پر توکّل اور نجات کی

اُمید پیدا کرتا ہی اور ہمیشہ یہی کام کرتا ہی اور ہمیشہ کریگا بدون اِس اثر کے مسیحی مذہب کی بنیاد
کچھ نہیں حل کی تبدیلی ہی خدا پرستی کی جڑ ہی اور اُس جڑ کا لگانیوالا روحِ قدس ہی۔ اِسی
روحِ قدس کے وسیلے سے اُنہوں نے دنیا کو قایل کیا اور بت پرستوں کے مندروں کو خود بخود
بند کر دیا اور اُن کی پرستش ہٹگئی اور لوگوں کو بتوں سے نفرت پیدا ہوئی اور ہزاروں
آدمیوں نے جو شیطان کے زنجیر سے پابند تھے آزادگی حاصل کی یہہ کام صرف اُنکے معجزوں سے
نہیں ہوا کیونکہ ہزاروں لوگ باوجود معاوینہ معجزات اُنکے کے ایمان نہ لائے بلکہ جنکے دلوں میں
روحِ قدس نے اثر کیا وہی ایمان لائے اور جنکے دل معجزات کو دیکھکر زیادہ تر سخت ہوئے تھے اُنہوں
نے اندرونی اثر پاکر برملا ایمان کو قبول نکیا غرض یہہ دونوں قوت روحِ قدس کی جُدی جُدی
ہیں ایک وہ جس سے حواریوں کو طاقت معجزہ کی بخشی دوسری وہ جس سے ایمانداروں کے دلونکو
نجات قبول کرنیکی رغبت دی۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ ان دِنوں اگرچہ معجزہ کی احتیاج کسی
کو نہیں کیونکہ مسیحی مذہب نے جڑ پکڑی اور جماعتیں بنگئیں اور عقاید مشہور ہوئے لیکن دلوں
کو تیار کرنیکی حاجت جیسے اگلے دنوں میں تھی ویسے ہی اب بھی ہی۔ اگر میں اُن خاص آدمیوں
کا تذکرہ کروں جنہوں کو روحِ قدس نے دل تبدیل کر کے مسیح پر ایمان لانیکی قدرت بخشی تو بیشمار
مثالیں پاک کتابوں سے دے سکتا ہوں کہ جو آگے گناہ میں گرفتار تھے روح کے وسیلے سے سچے ایماندار
بنیں پر کچھ حاجت نہیں پڑھنیوالے آپ ہی پاک کلام میں پڑھ لیویں گے۔ غرض خداوند مسیح اپنا
کفارہ ایک دفعہ کر چکا اور اب آسمان پر موجود ہی پر روحِ قدس اُس کی جماعت میں دنیا کے
اِنتہا تک ہمیشہ موجود رہیگا تاکہ اُس کی تاثیر سے لوگوں کے دِلوں میں پاکیزگی پیدا ہووے جیسا
زمین میں تخم ڈالکے اُس کو پانی دینا اور نکمے گھاس پات سے بچانا ضرور ہی تاکہ اُگے اور برومند
ہووے ویسا ہی کلیسیا کا تخم روحِ قدس کی تاثیر سے بڑھتا ہی تب راستبازی اور پاکیزگی کا میوہ

لاتا ہی دعا کو بھی وہی مستجاب کرواتا ہی اور کمزوریوں میں ہم کو مدد بھی وہی دیتا ہی اور امتحان سے
چھٹکارا بھی وہی بخشتا ہی اور اُس کے کام ہمیشہ جاری ہیں +

روح قدس کی تاثیر ایمانداروں کے دلوں میں اُسکے پھلوں سے ظاہر ہوتی ہی جیسے کہ تخم
سے روئیدگی کے وقت مزہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ درخت کی تلخی اور شیرینی صرف پھلوں سے شناخت
ہوتی ہی ویسے ہی روح قدس بروقت آنے کے نظر نہیں آتی لیکن دل کی تبدیلی اور پاکیزگی کے
بڑھنے سے آشکارا ہوتا ہی اور یہہ ظہور اُس کا ایسا صاف ہی کہ کوئی غلطی نہیں کھا سکتا بلکہ اُس
کے اثر سے لوگ خود اطلاع پاتے ہیں اور اُس کی قوّت کے قایل ہوتے ہیں اور جس قدر اُس کا
اثر زیادہ ہوتا ہی اُسی قدر محبّت اور اخلاقی خوبیوں میں ایماندار ترقی پاتے ہیں اور خراب شہوتوں
پر غالب آتے ہیں اور فرضوں کا ادا کرنا اُن کو آسان معلوم ہوتا ہی اور نئی زندگی اُسی کی قوّت
سے ایمانداروں کو ملتی ہی اور نجات کامل حاصل ہوتی ہی۔ روح قدس کچھ نیا الہام ایمانداروں کے
دلوں میں نہیں کرتا بلکہ جو الہام پاک کتابوں میں مندرج ہیں اُنہیں کے عمل کی توفیق دیتا ہی۔
اُس کا اثر سب ایمانداروں کے دلوں میں یکساں نہیں ہوتا بلکہ کسی کے دل میں بہت ہی اور کسی
کے دل میں کم نظر آتا ہی۔ جو لوگ روح کی ہدایت نہ مانیں اُن سے روح کا اثر موقوف ہو جاتا ہی اور
جو لوگ اُس کی ہدایت کو مانتے ہیں اور استعمال میں لاتے ہیں اُنپر روز بروز زیادہ ہوتا ہی۔ اب
میں روح کی اُلوہیت اور عہدہ اور اثر کا بیان کر چکا ایماندار آپ ہی اپنے دل میں بہ تجربہ اُسکی تاثیر کا
اثر معلوم کرینگے اور سچ اور جھوٹھ اُس کا اُن پر خود عیاں ہوگا +

۶ - فصل

توبہ کی تعریف اور فرضیّت اور غرض کے بیان میں

پاک کتابوں میں ایک یہہ مسئلہ مذکور ہوا ہی کہ بدون توبہ کے کوئی شخص زندگی دوام

میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ توبہ کی ضرورت سے تو واقف ہوتے ہیں
لیکن اُسکی غرض اصلی سے رہکے اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ایسی توبہ سے جو فی الحقیقت جھوٹھی ہے
اور ظاہری مشابہت سچ سے رکھتی ہے تسلّی حاصل کی چاہتے ہیں۔ اور اُس خدا کی برکت کے
جو سچّے تایبوں کے لئے وعدہ کی گئی ہے اسی توبہ کے طفیل اُمیدوار رہوتے ہیں۔ اِسی واسطے جھوٹھی
اور سچّی توبہ میں تمیز کرنیکے لیے یہہ چند سطر تحریر ہوتی ہیں تاکہ بدپرہیز اور گمراہ آدمی اس کی حقیقت
سے واقف ہو کر اپنے دل کا اِمتحان کریں کہ حقیقت میں تایب ہوئے ہیں یا نہیں۔ اول یہہ دریافت
کیا چاہیئے کہ توبہ کا اِرادہ کس نیّت سے ہے آیا خوف سے یا محبّت سے جب گنہگاروں کے
دل خطا کے نتیجہ سے جو غضب اِلٰہی ہے ڈرتے ہیں اور خدا کی شریعت کو جو ہر ایک گنہگار کو
دایمی عذاب سے ڈراتی ہے دیکھتے ہیں تب ڈر سے گھبرا کے دوزخ کے عذاب سے بچنے کیلئے اپنی
چال سنوارنے کا قصد کرتے ہیں۔ اور جب گناہوں کی یاد سے دل میں پشیمانی پیدا ہوتی ہے اور
خدا کا غضب مانند تیز تلوار کے اپنے اوپر پڑتا دیکھتے ہیں تو زبان سے توبہ کی چاہتے ہیں لیکن
ایسے دل میں سے اگر کسی نہ کسی طرح گناہ کا خیال فراموش ہو جاوے اور غضب کا ڈر جاتا
رہے تو جیسے کتّا اپنی قے پر دوڑتا ہے ویسے ہی اپنے ترک کردہ گناہوں میں پھر آتے ہیں اسی طرح
بہت آدمی گناہ سے توبہ کرتے ہیں لیکن پھر توبہ سے توبہ کرکے گناہ کی طرف چلے جاتے ہیں بعضے
اوقات البتہ گنہگاروں کے دل میں اِس خوف کی تلوار سے زخم کاری ہوتا ہے اور اعمال میں
تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور کئی دنوں تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنے اخلاق سنوارے
اگرچہ یہہ ساز و سامان توبہ کے لئے اچھا ہے لیکن ایسی توبہ میں قیام نہیں ہوتا توبہ کی ابتدا
میں خوف ضرور پیدا ہوتا ہے اور غضب سے بھاگنے کا اِرادہ بھی کامل لیکن جب تک کہ گنہگار
حلم سے اپنے آپ کو خدا کی رحمت پر نہیں چھوڑتا اور اپنے اِرادہ سے اپنے چال کے تبدل کا
قصد کرتا ہے تو توبہ اُس کی سچّی نہیں ہوتی سچّی توبہ کا اصل گناہ کی سزا سے بچنا نہیں بلکہ گناہ

اور گناہ کی پلیدی سے رہائی ڈھونڈھتی ہی سچے تایب کے دل میں گناہ کا بوجھ بھاری معلوم دیتا ہی اور اُس بوجھ سے وہ گھبراتا ہی کچھ سزا سے نہیں ڈرتا۔ اِس شناخت سے پہلے جو خیال گنہگار کے دل میں آتا ہی یہہ ہی کہ وہ سوچتا ہی کہ میں نے خدا کو بے عزت کیا اور اُس کی شریعت کی بے حرمتی کی قطع نظر سزا یا نقصان سے خدا ہی کے خیال میں اُسکے رحم پر اپنے آپ کو ڈالتا ہی اور سمجھتا ہی کہ میں نے اپنی بدشہوتی کو انواع اور اقسام عدول حکمی کی ترغیب دی اور ایک سخت طبیعت گناہ کی میرے دل میں موجود ہی۔ اِسی واسطے تائبین مندرجہ کتب کی طرح اپنے دل میں دعا کے طور یہہ کہتا ہی کہ میں اپنے خطاؤں کا اقرار کرتا ہوں اور میرا گناہ ہمیشہ میرے سامھنے ہی اور میری خطایں سر پر بوجھ کی مانند ایسی بھاری ہی کہ مجھ سے اُٹھائی نہیں جاتی اِس بلا سے مجھے رہائی دے اور میرے گناہوں کو مجھ پر سلطنت نہ کرنے دے میری بُرائیوں نے مجھ کو محاصرہ کیا اور خطاؤں نے مجھ کو ایسا گھیر لیا کہ تیری طرف دیکھ نہیں سکتا گناہوں کی تعداد میرے سر کے بالوں سے زیادہ ہی اِسی واسطے میرا دل گھبراتا ہی ای خداوند رحم سے مجھے رہائی بخش ای خداوند جلدی میری مدد کر۔ اور سچا تایب جب اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہی تو اپنے سے اور اپنی بدشہوتوں سے نفرت کرتا ہی۔ وہ یہہ نہیں چاہتا کہ خدا میرے گناہوں کو معاف کر کے اور مجھے سزا سے محفوظ رکھ کے اجازت گناہ کی دیوے اگرچہ وہ ایسا پیارا ہو جیسے دہنی آنکھ یا دہنا ہاتھ۔ اب تفاوت اِن دونوں قسم کے تائبوں میں صرف اتنا ہی ہی کہ ایک تو گناہ کی سزا سے ڈرتا ہی دوسرا خود گناہ سے اعراض کرتا ہی۔ پہلی جھوٹھی توبہ خود پرستی سے نکلتی ہی کیونکہ شایق اُس کا گناہ کے نتیجہ سے ڈرتا ہی اور دوسری سچی توبہ کا خواہاں اپنی روح کو گناہ سے بچانا چاہتا ہی جھوٹھا تایب خوف کے سبب خدا کی رحمت پر توکّل نہیں کر سکتا کیونکہ اُس کے دل میں بے ایمانی ہوتی ہی اگرچہ انجیل میں نہایت عمدہ طریقہ مغفرت کا بیان ہوا ہی اور غارت شدہ گنہگاروں کے بچانے کے لئے دروازہ اُمید کا کھولا گیا ہی گو اُن کے گناہ بے حدّ ہوں تو بھی

بخشش اور نجات کی نعمت پا سکتے ہیں اور اگرچہ مسیح کے خون میں ایسی فضیلت ہے کہ سب گناہوں
سے پاک کر سکتا ہے تو بھی افسوس کی بات ہے کہ جھوٹھے تایب کا دل اُس میں پناہ نہیں دیکھتا وہ
شخص گناہ کے عوض متابعت اور شریعت کو کفارہ سمجھکر عمل میں لاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُنہیں
سے دل میں تسلّی حاصل کرے - لیکن کہاں تک آخر کو جب خوف دور ہوتا ہے بسبب اپنی خیالی نیکو
کاری کے پھر گناہ میں پڑتا ہے برعکس اسکے سچے تایب اپنے آپ کو نالایق جانکے خدا کی رحمت
پر محبت سے توکّل کرتے ہیں اور مسیح کے خون کو ایمان سے قبول کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ
ای خداوند اُس خون سے ہمیں دھو اور ہمارے گناہوں کو صاف کر کیونکہ ہم ناپاک ہیں خدا کی
رحمت سے ہرگز نومید نہیں ہوتے بلکہ توکّل کرتے ہیں اور اپنی نیکوکاری پر بھروسا نہیں رکھتے
وے آدم کی طرح گناہ کے تصوّر میں خدا کے سامھنے سے بھاگنا نہیں چاہتے بلکہ صلح سے آپ ہی اپنے
آپ کو سزاوار سزا کا ٹھہرا کے مغفرت کے لئے رحم پر چھوڑتے ہیں چنانچہ ایک فضول خرچ لڑکے
کی مثال میں خداوند مسیح نے انجیل میں ذکر کیا ہے کہ جھوٹھا تایب خدا اور خدا کی شریعت سے پچھلے
دم تک دشمنی جایز رکھتا ہے اور سچّا تایب دشمنی کو دور کر کے توکّل سے خدا کی محبّت کے بازوؤں
پر اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے پھر چاہیے بچاوے چاہیے دوزخ میں ڈالے یہہ اپنے گناہوں کو چھپانا
نہیں چاہتا بلکہ اپنے دل سے ڈھونڈھتا ہے اور خدا سے دعا مانگتا ہے کہ اُس کے گناہ اُس کو نظر
آویں تاکہ اُن سے توبہ کر سکے عدل کے خیال میں حقیقتاً ڈر پیدا ہوتا ہے پھر بھی عادل سے نفرت
رکھتا ہے لیکن محبّت کے آنے سے پاکیزگی پیدا ہوتی ہے رحیم خدا کی اُلفت بڑھتی ہے - جھوٹھے
تایب کے دل میں اگر یہہ خیال پیدا ہو کہ خدا اپنی شریعت کی سزا سے باز بھی آ سکتا ہے
تو گناہ کرنے سے کبھی باز نہیں آئیگا اور جہاں توبہ محبت سے پیدا ہوتی ہے وہاں گناہ سے اِس
قدر نفرت ہوتی ہے کہ اگر ایسا الہام بھی ہو جاوے کہ تم کو اختیار ہے چاہو گناہ کرو چاہو نہ کرو
تو بھی گناہ سے باز رہے - اس کا تجربہ روزمرّہ ہوتا ہے کہ کتنی دفعہ آدمی ایسی توبہ کر کے پھر گناہ میں

پڑتے ہیں۔ لیکن جہاں سچّی توبہ ہے وہاں پاکیزگی کی خوبی یہاں تک دل میں غلبہ کرتی ہے کہ ہر ایک اوقات
میں آدمی پاکیزگی چاہتا ہے اور اُسی کو اپنی زندگی کا مقدم کام سمجھتا ہے اور اُسی کو عاقبت کی ساری
خوشیوں کی بنیاد جانتا ہے وہ شریعت کو سخت جانکر افسوس نہیں کرتا بلکہ شریعت کی پاکیزگی کو نہایت
عمدہ سمجھتا ہے اور اپنی جسمانی خاصیت سے جو کام شریعت کے برخلاف کرتا ہے اور اُس پر غم کھاتا ہے
اِس بات کا افسوس کرتا ہے کہ بار ہا مجھ سے عدول حکمی ہوتی ہے اور روحانی کاموں میں بہت قاصر ہوں
اور جسم کی پرورش کا شوق نہایت زیادہ ہے۔ سچّے تایب کے دم بھی پاکیزگی کے شوق میں آتے ہیں
اور گناہ سے طبع چھٹکارا مانگتی ہے وہ نہیں چاہتا کہ خدا شریعت کے تقاضا کو کم کر دیوے بلکہ یہہ چاہتا
ہے کہ خدا اُس کے دل کو بدل دیوے تاکہ شریعت کو ماننے لگجاوے جب گناہ اُس پر غالب ہوتا ہے یا
کسی امتحان میں گرفتار آتا ہے تو بھی التجا کرتا ہے کہ خدا اُس کے ایمان کو بڑھاوے اور رحمت زیادہ
کرے اور گناہ کے نتیجہ سے رہائی بخشے جب اپنے آپ میں گناہ دیکھتا ہے تو اپنے آپ کو کمبخت سمجھتا ہے اور جو
دم فرماں برداری میں گذرتا ہے اُسکو غنیمت جانتا ہے اور حصول لیاقت پاکیزگی کے واسطے شب
روز دعا میں مشغول رہتا ہے۔ غرض اِنسان کو چاہئے کہ پہلے جھوٹھی اور سچّی توبہ میں تمیز کرے
جھوٹھی توبہ صرف بے ایمانی ہے اور سچّی توبہ ایمان اور توکل پیدا کرتی ہے اور جس قدر وعدے
خدا نے مسیح کے ذریعہ سے کئے اُن کو منا کر شکر گذار بناتی ہے جھوٹھی توبہ جاتی رہتی ہے اور سچّی توبہ قایم
رہتی ہے جھوٹھی توبہ سے ایک ذرہ بھی دل کو تسلّی نہیں ہوتی سچّی توبہ سے آرام اور خوشی اور
توکل اور پاکیزگی بڑھتی ہے جھوٹھی توبہ میں صرف چند فرایض کو ماننے کا قصد پیدا ہوتا ہے سچّی توبہ سارے
دل کو تبدیل کرتی ہے اور ایک دفعہ خدا کی فرماں برداری میں مغلوب کر دیتی ہے جھوٹھی توبہ سے
اِنسان کے دل میں ایسا خوف پیدا ہوتا ہے جس سے بخیال بدنامی چھپکر گناہ کر سکتا ہے لیکن
سچّی توبہ سے دل میں ایسی دلیری اور تقویت پیدا ہوتی ہے جس سے خدا کے حضور میں پہنچے
جھوٹھا تایب دعا مانگنے سے خوشی نہیں حاصل کر سکتا اور نہ خلوت میں خدا کا ملنا اُس کو پسند

ہوتا ہی کیونکہ وہ جانتا ہی کہ خدا اُس سے راضی نہیں سچّا تایب خلوت میں خدا سے دعا مانگتا ہی
اور نہایت خوشی اور تسلّی پاتا ہی سچّا تایب ہر ایک صورت میں امتحان اور دنیا اور شیطان سے
بچتا ہی بلکہ ڈرتا ہی کہ کہیں اُنکے فریب میں نہ آجاوے۔ اور دنیاوی لوگونکی صحبت سے بھی پرہیز
کرتا ہی کیونکہ اُنکی عیش اور عشرت اور راگ اور رنگ میں گناہوں کے خیال پیدا ہوتے
ہیں اور اسی لحاظ سے بہت دنیاوی فواید کو جو دنیا داروں کی صحبت اور دوستی سے حاصل ہوتے
ہیں ترک کر دیتا ہی اور دیکھ بھال کے چلتا ہی اور ہر ایک کام اور خیال کو جو اُس سے سرزد ہوتا ہی تولتا ہی
اور آزماتا ہی کہ کسی میں گناہ واقعہ نہ ہوا ہو اور جب گناہ کو دل کی طرف آتے دیکھتا ہی تو کہتا ہی
کہ ای ناپاک مجھسے دور ہو میں نے خدا کی فرماں برداری قبول کر لی ہی۔ اِن باتونسے صاف ظاہر ہوتا
ہی کہ جھوٹھا تایب امورِ مذہبی کو اُسی قدر قبول کرتا ہی جس سے خوف سزا کی تکلیف کا زایل ہووے
اور دل کو تسلّی آجاوے اور سچّا تایب ساری فرماں برداری اختیار کرتا ہی اور خدا کے کلام پر
توکّل کر کے ایسی پاکیزگی کو ترقی دیتا ہی جس میں جلال اور بزرگی خدا کی ہو اور دنیا کی نیکنامی
یا بدنامی اور منظوری یا نامنظوری کی ذرّہ بھی پروا نہیں رکھتا اپنے دل کی دغابازی سے واقف
ہوتا ہی اور اُس کے فریب کو نہیں مانتا بلکہ اُسے مغلوب کرنا چاہتا ہی۔ خدا کیطرفسے اِسی توبہ کا
سب لوگوں کو فرمان ہی اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ سب پر فرض ہی اور کوئی اِس سے مستغنی نہیں
پر افسوس دنیا میں سچّے تایب بہت ہی کم ہیں اور بدپرہیزی اور عدول حکمی شریعت کی بہت
ہی بڑھ گئی ہی۔ جوان مرد دنیا میں اپنے نام اور ناموس بڑھانے کے لئے اُن کاموں کو نیکی
کی جگہہ استعمال میں لاتے ہیں جن کو دنیاوی لوگوں نے نیک تصور کر رکھا ہی خواہ خدا کے کلام
سے برخلاف ہوں۔ اور جوان عورات جن کی تعلیم اور پیدائش ایسے بزرگوں کے خاندان
مین ہوئی ہی جنھوں نے آپس میں ایک قسم کی شائستگی کو نیکی تصور کر رکھا ہی اُسی طریق پر
چلتی ہیں جس سے دنیا کی نیکنامی مراد ہی پر دونوں یہہ خیال نہیں کرتے کہ اکثر کام جو انسان

کی نظر میں اچھے ہیں خدا کے نزدیک بُرے ہوتے ہیں۔ اُسی طرح اُن کی چال جو دنیا کی نظر میں شائستہ ہی خدا کی نظر میں بُری ہو سکتی ہی اور گناہ کے لئے شرمساری اور پشیمانی واجب ہی پر جب کہ دل غرور سے پُر ہو تو گناہ کے سبب شکستہ دلی آسان معلوم نہیں ہوتی پس جرم اگرچہ خدا کی نظر میں بُرا ہی تو بھی وہ توبہ کی ترغیب نہیں کرتا۔ خدا کے کلام کی تلاوت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ انسان سب کے سب گناہ میں مشغول ہیں اُن میں سے ایک بھی اچھا نہیں کیا بڑے کیا چھوٹے کیا عالم کیا جاہل سب گناہ کے تسلّط سے مغلوب ہیں اگرچہ کوئی لڑکا اپنے والدین کی نظر میں نیک معلوم ہو اور کوئی جوان اپنے پڑوسیوں اور دوستوں میں نیک متصوّر ہو پر جب تک کہ روح کے فضل سے روحانی تبدیل جو توبہ سے ہو سکتی ہی حاصل نہ ہو تب تک دلی امن ممکن نہیں اور توبہ کی حاجت ہمیشہ رہتی ہی۔ تم آپ ہی اپنے دل میں خیال کر سکتے ہو کہ جیسا لوگ تم کو گمان کرتے ہیں حقیقت میں تم ویسے نہیں ہو اگرچہ دنیا کی نظر میں تمہارے چلن اچھے ہیں پر دل خدا کی نسبت کیسا ہی۔ جس خدا نے تمکو پیدا کیا اور ہمیشہ پالتا اور محافظت کرتا ہی اور گوناگون نعمتوں سے کامران رکھتا ہی تم کبھی اُس کے قہر سے ڈرتے اور مہر سے اُسکو پیار بھی کرتے ہو جس طرح کلام میں لکھا ہی اور اپنے وقت کس طرح صرف کرتے ہو تمہارے اخلاقی اور جسمانی استعداد کن کاموں میں مصروف ہیں دنیا کی عیش و عشرت کے ہم آغوش رہتے ہو اور خدا کے ساتھ دشمنی رکھتے ہو یا کلام الٰہی کے مطابق اپنے سارے چلن درست رکھتے ہو اور اُس کی عبادت دل اور راستی سے کرتے ہو اور اپنی شہوتوں کی ہدایت پر چلتے ہو یا روح قدس کی رہنمائی پر اور اپنے دلی شوق سے خدا کے تابع ہوا چاہتے ہو یا اُس کے احکام سے منحرف ہو کر انواع اور اقسام گناہ کرتے ہو اور تمہاری توکّل ہمیشہ اُس خداوند یسوع مسیح پر ہی جس کی راستبازی سے تم خدا کی نظر میں راستباز گنے جا سکتے ہو یا اپنی راستبازی کا برقع پہنکر خدا کے حضور میں پہنچنے کی التجا رکھتے ہو اور واسطے مغلوب کرنے شیطان اور دنیا اور گناہ کے اپنی قوّت پر بھروسا رکھتے ہو یا روحِ قدس کے فیضان پر توکّل۔ اِن باتوں کو بخوبی دریافت

کرنے سے معلوم کرسکوگے کہ تم توبہ کے حاجتمند ہو یا نہیں سوائے اِس کے یہہ بھی معلوم کرنا لازم
ہی کہ جو نیکی تم سے کبھی سرزد ہوتی ہی وہ بھی بالکل پاک نہیں بلکہ گناہ آلودہ ہی کسی سبب سے
خدا کی نظر میں قبولیت کے لایق نہیں عاصی دل سے جو کام سرزد ہوتے ہیں وے سب گناہ آلودہ
ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو خوش کرنے کے لئے یا دنیا میں خوشنام ہونے کی خاطر یا پڑوسیوں کی نظر
میں عزیز ہونے کے واسطے جو کام کرتے ہو وے خدا کی عزت اور جلال کو نہیں بڑھاتے اِسی سبب
سے اُن نیکوکاریوں سے بھی توبہ واجب ہی۔ تم نے دنیا میں ہر ایک کا حق ادا کیا اور ہر ایک بزرگ
کی تعظیم موافق اُسکی بزرگی کے کی اور جس کو پیار کرنا چاہئیے تھا اُس کو پیار اور جس کی
نسبت التفات کی ضرورت تھی التفات کیا لیکن خدا کا حق تمنے کچھ ادا نہ کیا اور اُس کے
لایق کچھ عزت اور بزرگی نہ کی اور اُس کو اپنے سارے دل میں جگہہ نہ دی تاکہ وہ تم پر سلطنت کرے
یے سب باعث توبہ کے ہیں۔ اب سچی اور جھوٹھی توبہ کی علامات سے واقف ہوئے اور موقع ضرورت
توبہ کے بھی معلوم کئے اور اُس کی تاثیر کو آزمانے کے طریق بتلائے گئے اب اُمید ہی کہ تم تمنا کروگے
کہ کس طرح ایسی عظیم تبدیل تمہارے دل میں پیدا ہو اور اگر شوق تمہارے دل میں پیدا ہوا ہو
تو میں چند طریقے واسطے حصول اُس توبہ کے بیان کرتا ہوں۔ اُن میں سے اول یہہ ہی کہ خدا کے
کلام کی تلاوت کرو اور اُس میں جتنی باتیں توبہ کی بابت لکھی ہیں اپنے آپ پر لگاؤ اور جو علامات
سچے تائبوں کی لکھی ہیں اُن کو اپنے ساتھہ مقابلہ کرو اور دیکھو کہ نیت توبہ کی اور خاصیت اُس کی
تمہارے دل میں پیدا ہوئی یا نہیں۔ زبور ۵۱ کہ جس میں داؤد نے اپنی توبہ کا تذکرہ کیا ہی پڑھکے
دیکھو اور لوقا کے پندرھویں باب کو جس میں تایب لڑکے نے اپنے آزردہ باپ کو ملنے کی خواہش
کی ہی اپنے ساتھہ ملاؤ اور اُسی کے ساتھہ پانچواں باب خط پلوس رسول کا جو افسیوں کو لکھا ہی
پڑھو اور رسولوں کے پاک کتابوں میں اور بہت سی باتیں مندرج ہیں جو اُس خط کے مطالعہ
سے تمہارے دل کو روشن کرسکتی ہیں۔ دوسرا اپنی بدخاصیتی اور اُن گناہوں پر جو تم کرچکے

اور اُن فرایض پر جن کو تم نے نہیں ادا کیا غور کرو اور اپنے دل ہی سے پوچھو کہ تم اُن خیالات میں حلیم ہو کر توبہ کے خواہشمند ہو یا نہیں۔ تیسرا واسطے طلب فضل کے دعا کرو کہ تمہیں توبہ کی طرف ہدایت کرے کیونکہ توبہ بھی خدا کی بخشش ہی اور اُسی کے فضل سے گناہ کی جڑ اور اُسی کی پلیدی پر اطلاع حاصل ہوتی ہی اور وہی ناامیدی سے بچاتی ہی بلکہ رحمت اور بخشش کا اُمیدوار کرکے فضل الٰہی پر توکّل دلاتی ہی پس مسیح کو نہایت عزیز اور پیارے معلوم دیتے ہیں اور نیا دل جس کے بدون کوئی ہمیشہ کی زندگی میں دخل نہ پاویگا حاصل ہوتا ہی اُسی کے فضل سے خود داری اور مغروری اور شوقِ گناہ دور ہوتے ہیں اور حلم اور پاکیزگی اور خدا کی صحبت حاصل ہوتے ہیں۔ پس تحقیقاً یہہ سب نعمتیں دعا کے وسیلے سے اور دعا میں مشغول رہنے سے ملتی ہیں +

۷۔ فصل

قیامت اور عدالت وغیرہ کے بیانمیں

سوا اِن مسایل کے جن کا ذکر ہمنے کیا اور کئی مسایل بھی اعتقادی ہیں جن کو ماننا واجب ہی اور سارے مسایل عملی جن کا بیان اِس کتاب میں مفصّل آویگا بجا لانے انہیں پر موقوف ہیں اور وے یہ ہیں یعنے قیامت اور عدالت اور دوزخ اور بہشت و شیطان و فرشتے وغیرہ لیکن اُن میں سے قیامت اور عدالت کا بیان سب سے مقدم ہی جب ہم کہتے ہیں کہ خدا کے کلام پر ایمان لائے تو اُس سے یہہ مراد نہیں ہوتی کہ اُس کتاب کی جلد کو خدا کی طرف سے ہونا مان لیویں بلکہ یہہ مطلب ہوتا ہی کہ جو مسایل اُس میں درج ہیں اور جو وعدے اور وعید اُس میں کئے گئے ہیں خواہ واسطے ماضی کے ہوں یا حال کے یا استقبال کے اُن سب کو عین ویسے ہی تسلیم کریں مثلاً پیدایش کا تذکرہ جو موسیٰ نے توریت کے اوّل میں لکھا ہی اگرچہ وہ مسئلہ عملی نہیں تو بھی ماننا اُس کا لازم ہی علیٰ ہذا القیاس آدم کے گناہ سے سارے آدمیوں کا گنہگار ہو جانا اگرچہ اُس گناہ سے توبہ کرنی ممکن نہیں

اور نہ ہم پر فرض ہی تو بھی اُس کے ماننے میں کئی فواید ہیں ویسا ہی تقدیر کے مسایل جنمیں یہہ مندرج
ہی کہ سب واردات اِس دنیا کی کیا بادشاہت اور کیا حکومت خدا کی مرضی کے موافق ہوتی ہیں
یہہ امر توکّل کو بڑھاتا ہی اور تسلّی بخشتا ہی۔ ایسا ہی واسطے آیندہ کے قیامت اور عدالت کے مسایل
کو ماننا ضروری ہی قیامت سے مُراد مُردوں کا از سرِ نو جسم میں جی اُٹھنا تا کہ آخری عدالت ہر ایک
فعل کی خواہ بھلا ہو یا بُرا کی جاوے یہہ مسئلہ مسیح کے جی اُٹھنے سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ وہ مُردوں
کے لئے شاخِ قیامت کا پہلا پھل ہوا اور قبر کی بند کو اُسنے سب سے پہلے کھولا اور جسم میں دوبارہ قایم
ہوا اگر مُردے جی نہ اُٹھیں تو عدالت نہیں ہو سکتی کیونکہ ابتدائے آدم سے لیکے آخر تک جس قدر
آدمی پیدا ہوئے اور ہووینگے سب کے سب مرینگے اگر بعضے نہ مرے ہونگے تو وے بدل جاوینگے اور جن لوگوں
نے گناہ کئے ہیں اور اُنکی عدالت مطلوب ہی اُن کا خدائے عادل کے سامھنے حاضر ہونا ضروری ہی نہیں تو خدا کا
اِنصاف سارے جہان کے آگے نمایاں نہیں ہو سکتا اور جب مدعی مدعا علیہ دونوں حاضر نہ ہوویں تو عدالت
نہیں ہو سکتی مثلاً جب اِس جہان میں ایک شخص ظالم جسکے ہاتھوں سے ہزاروں نے ظلم اُٹھایا ہو یا
کوئی دغاباز جس نے اپنے فریب سے بہت لوگوں کے مال اور نام میں خلل ڈالا یا کوئی زانی جسنے صدہا
آدمیوں کی عزّت و آبرو کو آلودہ کیا ہو مر جاوے تو جب تک وے سارے مدعی منصف کے سامھنے
جمع نہ ہوں اور اُن مجرموں کی سزا حسب نقصان مدعیان کے ملکر اُن کی تسلّی نہ ہو تب تک خدا
کا اِنصاف سارے جہان پر ظاہر نہیں ہو سکتا اسی واسطے آخری عدالت کے لئے مُردوں کا جی اُٹھنا
واجب ہی۔ اور یہہ دونوں مسئلہ اکٹھے ہیں ایک کے نہ ہونے سے دوسرے کا ہونا ممکن نہیں اگر عدالت
ضروری ہی تو قیامت بھی ضروری ہی اور عدالت کے لئے قیامت لازم ہی۔ اِس قیامت کے مسئلہ میں
یہہ بھی لکھا ہی کہ سارے جی اُٹھینگے کوئی باقی نہیں رہیگا آدم سے لیکے پچھلے اِنسانوں تک
جو دنیا میں پیدا ہونگے سب اِس میں شامل ہووینگے جو دریا میں ڈوب گئے یا پہاڑوں میں چھپ
رہے یا قبر میں دفن ہوئے یا بموجب رسم ہندوؤں کے جنکی خاکستر ہو گئی ہو سب کے سب جی اُٹھینگے

اور اُن کا جسم پہلے جسم سا ہو جائیگا اگر کوئی اعتراض کرے کہ اُس جسم کا ہونا ممکن نہیں تو ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ حقیقت میں جسم وہی نہیں ہوتا حکمت کے رو سے بارہ برس کے پیچھے تمام ذرات جسم کے بدل جاتے ہیں اور پُرانے باقی نہیں رہتے مگر پھر بھی ہیولی وہی رہتا ہی وہی بدن جو پیدا ہوتا ہی اور مرتا ہی وہی جی اُٹھیگا پر اُس میں تبدیل اور تغیر ضرور ہوگا مثلاً اب جو جسم پیدا ہوتا اور مرتا ہی وہ فانی ہی اور جو اُس وقت جی اُٹھیگا وہ لباس بقا کا پہن لیوے گا یہہ جسم دنیاوی مٹی ہی اور ہمیشہ رہنے کے لایق نہیں کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ بڑھاپے میں آکر کیسا کمزور اور نکمہ ہو جاتا ہی پس دوام اُس میں ہرگز نہیں لیکن جو جسم قیامت میں ملیگا وہ دائمی اور باقی ہوگا جو ہمیشہ رہ سکے پھر جلالی بدن جو بہشت کے لایق ہوینگے اُن میں سے جُدے کئے جاوینگے اور جو دوزخ کے عذاب ہمیشہ سہہ سکیں وہ الگ کئے جاوینگے دوسری یہہ قیامت فرشتوں کی معرفت سے ہوگی یعنے وے صور بجاوینگے اور سب مُردے جی اُٹھینگے اور اُس کے ساتھ یہہ بھی لکھتا ہی کہ ایمانداروں کی قیامت اوّل ہوگی اور بے ایمانوں کی اُس سے پیچھے اِن مسئلوں کو ماننا انجیل کا ماننا ہی اور اِس مسئلے کے ساتھ ہی انجیل کا ہونا اور نہ ہونا ثابت ہوتا ہی اگر خدا کے کلام کو مانیں تو قیامت اور عدالت کا بھی ماننا لازم ہوتا ہی اس میں ایمان کی تقویت ہی اور اُمید باقی۔ اِس دنیا میں ایک ظالم ظلم کے روپیہ سے اپنے آپ کو دولتمند کر کے بے سزا آرام ظاہری میں عمر گذران کر اپنی اولاد کیواسطے دولت چھوڑ کے مرجاتا ہی اور دوسرا مظلوم ہزاروں طرح کے ظلم اور رنج اور افلاس میں زندگی بسر کر کے لاچار و پریشان حال میں مر کے گور و کفن کا بھی محتاج رہتا ہی قیامت اور عدالت کے دن اُس کا باریک بھید کہ پروردگار نے اُن کو سزا اور جزا اِس دنیا میں کیوں نہ دی اور قیامت تک کیوں ملتوی رکھی سب کو معلوم ہو جاویگا۔ جب کوئی دوستوں یا خویشوں سے مرجاتا ہی تو قیامت کی اُمید لوگوں کو رنج جدائی دوامی سے بہت بچاتی ہی بلکہ ہمیشہ کی زندگی کا شوق جو لوگوں کے دلوں میں ہی قیامت ہی کا ایک پرتو ہی مسیح کے جی اُٹھنے سے یہہ مسئلہ صحیح ہو چکا اور اب اور ایماندار مسیح

کے وسیلے سے پھر جی اُٹھینگے اُمیدوار ہو کر نہایت خوشنودی کرتے ہیں عام عدالت کی نسبت کئی
دلایل بیان ہو سکتی ہیں اُن میں سے اوّل یہہ ہے کہ خدا کا عدل تقاضا کرتا ہے کہ ایک دن ایسا مقرر
ہووے کہ انسانوں اور فرشتوں کے سامھنے جس نے جیسا کیا ویسا ہی سزا یا جزا پاوے اور خدا
کے کلام میں بارہا اسی طرح گواہیں دی گئی ہیں کہ ساری دنیا کے حاکم کو چاہیئے کہ اپنا عدل ساری
مخلوقات کے سامھنے کرے اگر خدا نے قانون دیا تو قانون کے عدول کرنیوالے کو سزا بھی چاہیئے
اور اِس دنیا میں اکثر اوقات خدا کا عدل گنہگاروں کی سزا دینے کیلئے ظاہر نہیں ہوتا پس لازم
ہے کہ ایک دن ضرور ایسا ہووے کہ اُس دن نہ صرف آدمی کی بلکہ اُن فرشتوں کی بھی جو گنہگار
ہو گئے ہیں عدالت ہوگی۔ منصف کی بابت کہ کون ہوگا بیبل صاف کہتی ہے کہ خداوند مسیح کے وسیلے
سے یہہ عدالت ہوگی بلکہ انسان کے عدل اور انصاف کیواسطے وہی منصف مقرر ہوا ہے وہ گنہگاروں
کا بخشنیوالا اور ایمانداروں کا شفیع بھی اور بے ایمانوں کا منصف بھی معین کیا گیا ہے اُسے اُس
روز وے دیکھینگے جو اب بے ایمانی کی نظر سے فراموش رکھتے ہیں۔ عدالت کے قواعد کی نسبت
یہہ لکھا ہے کہ اُس دن خدا کی کتاب کھولی جاویگی اور جن لوگوں نے کہ شریعت کے برخلاف گناہ
کئے ہونگے وہ شریعت کے موافق سزا پاوینگے اور جنہوں نے بے شرع گناہ کئے ہونگے یعنے جن کے پاس
شریعت نہیں پہنچی ہوگی گناہ کرتے رہے ہو وینگے اُنکی عدالت اُنکی طبعی شریعت کے موافق ہوگی
غرض کہ بے عدالت کوئی نہیں چھوٹیگا۔ قیامت کے وقت کا تذکرہ بھی ہے نشانیاں بھی بیان ہوئیں
ہیں پر عین دن اور گھڑی کسی کو معلوم نہیں اُس کو خدا نے اپنے رازوں میں رکھا ہے اتنے لوگوں
کے کھڑے ہونے کی جگہہ پر اکثر بے ایمان لوگوں نے اعتراض کئے ہیں لیکن ایمانداروں کی نظر میں
یہہ دن اور جگہہ بھی بطور خرق عادت قدرتی کے ہے کلام میں لکھا ہے کہ یسوع مسیح انصاف کیواسطے
آسمان کے بادلوں میں ظاہر ہوگا اور مُردے جی اُٹھینگے اور اُس کے ایماندار اُٹھکر اُسے آسمان میں
جا ملینگے بیبل میں لکھا ہے کہ یہہ واردات زمین پر ہوگی اور زمین نئی بنیگی اور اُس کا نام نئی یروسلم

ہے۔ جب کہ کلام میں اِس دِن کا ہونا صحیح اور سبھوں کی عدالت کا ہونا ضروری ہے اور منصف کا مقرر ہونا اور تختِ عدالت کا موجود ہونا اور اِنتظام آخری دنیا کا ظہور میں آنا کتاب سے ثابت ہوا تو کسی امر میں شک یا شبہہ کرنا مناسب نہیں دوزخ اور بہشت بھی اِسی دِن اور اِسی عدالت پر منحصر ہیں۔ لیکن یہہ لکھا ہے کہ دیندار لوگ مرتے وقت ہی آرام کی جگہہ میں داخل ہوتے ہیں اور بے دین اُسی وقت دوزخ میں گرتے ہیں اُس روز بے ایمانوں کے لشکر کے ساتھ شیطان ہوینگے اور ایماندار فرشتوں کی صحبت میں داخل ہوینگے۔ کیا ہی مبارک یہہ دِن ہوگا کہ کئی آدمی جو بباعث لباس دینداری کے اِس دنیا میں عزت رکھتے ہیں اُن کی دینداری مکر میں شمار ہوگی اور کتنوں کی عبادت اُسی وقت خدا کی نظر میں مکروہ ٹھہریگی اور کئی گناہ جن کو ہمنے کبھی خیال بھی نہیں کیا ظہور میں آوینگے اور کئی آدمی جو ہمارے ہاتھوں یا ہمارے نمونوں سے نقصان اُٹھائے ہونگے وے ہمارے برخلاف دادخواہ ہوینگے پس اِن باتوں پر ایمان لانے سے جس قدر احکام عملی ہیں اُن پر عمل کرنا نہایت ضروری معلوم دیتا ہے۔ اُسی کے ساتھ یہہ بھی تذکرہ لکھا ہے کہ خداوند یسوع مسیح قیامت کے بیشتر اِس دنیا میں ظاہر ہو کر اپنے دینداروں کے ساتھ ہزار برس بادشاہت کرینگے اور ہر ایک قسم کے جھوٹھ اور بطلان کو زیر کرینگے اور راستی اور صداقت اور خدا پرستی تمام دنیا میں ظہور پکڑیگی اِس دِن کا نام صلح موعود رکھا گیا ہے یعنے وہ صلح جو خدا نے وعدہ کی ہے اور جو مسیح کے آنے سے ظاہر ہوگی ایک دِن تو اُس نے فروتنی سے دُنیا میں آکر گنہگاروں کے عوض کفارہ میں جان دی اور اب جو آویگا تو جلال اور بزرگی میں بادشاہ کی صورت داؤد کے تخت پر ہمیشہ سلطنت کریگا خدا اُس کو جلدی جہان میں لاوے اور جھوٹھ اور بطلان اور کفر سے دنیا کو بچاوے آمین +

۸ - فصل

اُن خاصیتوں میں جو خدا کی نسبت مرعی ہونی چاہئیں

پہلی اُن میں سے خدا کا خوف ہی - یہہ خوف سارے عملوں کی جڑ ہی اور نہایت ضروری اور اُس کے سوا اَور نیک خاصیتوں کا پیدا ہونا ممکن نہیں - اوّل تو خوف الٰہی ہر ایک نافرمانی سے جس کا انجام خدا کی بے عزّتی اور شریعت کی حقارت ہی مانع آتا ہی دوسرے اُن بُرے کاموں سے ڈراتا ہی جو حقیقت میں ڈرنے کے لایق ہیں کیونکہ انجام اُن کا اِنسان کی غارت ہی دنیا میں ہر ایک قسم کے حوادث اور تکلیفات خدا کی قضا سے ہوتی ہیں اور اُسی کی تقدیر اور رضا جیسے ہم پر واقع ہوتی ہیں اِسی سبب سے ایماندار لوگ اُن تکلیفوں سے نہیں ڈرتے اور سمجھتے ہیں کہ خدا ے تعالیٰ جو نہایت محبّت اور شفیق ہی ہرگز کوئی ایسی خرابی نہیں آنے دیگا جس کا انجام ہماری بھلائی اور پاکیزگی نہ ہو بلکہ اُن بلاؤں کو ہماری عبرت اور تزکیہ کیواسطے بھیجتا ہی اِسی واسطے اُنکو بے اندیشہ بجائے نیکی کے تصوّر کرتے ہیں اور جس کسی کی غلاموں کی سی طبع ہو وہ خدا سے ڈرتا ہی اور وہ ڈر اِسلئے نہیں کرتا کہ خدا کو بے عزّت کرتا ہی بلکہ اِس لئے کہ اُسکے جسم میں کچھ نقصان پہنچتا ہی اور یہہ خوف خودغرضی سے پیدا ہوتا ہی اور خدا کے سامھنے مقبول نہیں ہوتا لیکن فضل سے جو خوف پیدا ہوتا ہی اُس میں تکلیف نہیں ہوتی جہاں غضب کے ڈر سے خوف پیدا ہوتا ہی وہ موت معلوم دیتا ہی اُس خوف سے توبہ کرنی چاہیے - اور اِسی طرح کا خوف اپنے خالق سے چاہئے جیسے نیک فرزند اپنے رحیم اور دانا باپ کا خوف رکھتا ہی یا نیک نوکر اپنے مہربان آقا سے ڈرتا ہی یہہ خوف سزا کے ڈر سے نہیں ہوتا بلکہ اُس کے رحم کی ناشکری کے اندیشہ سے پیدا ہوتا ہی اِسی سبب سے ایمانداروں کے دل میں خدا کی رحمت کا جس قدر علم زیادہ ہوتا ہی اُسی قدر خوف اُس کی رنجیدگی کا پیدا ہوتا ہی وے اِس واسطے خدا سے ڈرتے ہیں کہ کہیں اُن سے ایسا گناہ سرزد نہ ہووے جس کے

عفو کے لئے نہ وہ رشوت لیتا ہی اور نہ سزا دینے سے باز آتا ہی اور وے لوگ آپ گناہ اور امتحان میں پھنسے ہوئے ہیں اِسلئے ہمیشہ ڈرتے ہیں اِس قسم کے خوف میں گناہ سے بھی امن ہی اور پاکیزگی کی بھی ترقی ہی اور محبت بھی بڑھتی ہی۔ **رباعی** خدا سے اِسلئے ڈرنا کہ ہو نہ تجھ کو ضرر + یہ ہی اپنے آپ کا ڈر ہی نہیں خدا کا ڈر + بآفتابِ محبت ہو محو شبنم وار + پھر اپنے نقص پہ کانپے سدا بدیدۂ تر +

دوسری اِسی قسم کے خوف سے ایک خاصیت جو سچے یسوعیوں کے عملوں سے پیدا ہوتی ہی اطاعت ہی یعنے خدا کی متابعت اُن کے دل میں بڑھتی ہی وے سمجھتے ہیں کہ خالق کا اختیار ہمارے روح اور جسم پر ہی اور اُس روح اور جسم سے وہ اپنی فرماں برداری طلب کرتا ہی بلکہ اُس نے سب اعضا اور سارے اخلاقی اوصاف کے لئے اپنی اطاعت مقرر کی ہی تاکہ اُسی کی خدمت میں مصروف رہیں اِسی خیال سے کہ دنیا کے لوگ اُس کی فرماں برداری کو حقیر جانتے ہیں وے فرماں بردار ہوتے ہیں اگرچہ اُن کی بُری خاصیت اور گناہ کی طبیعت اِس فرماں برداری کو مزاحم ہوتی ہی اِس پر بھی وے خوف سے واسطے متابعت کے کمر بستہ رہتے ہیں اور اپنی سمجھ میں خدا کے حکم کو سب حکموں سے بڑا جانتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ کوئی خیر خواہ جسمانی آرام ہو یا دنیاوی ناموس اور نام اُسکو مزاحم ہووے دنیا کے لوگ خواہ اُن کی تعریف کریں خواہ ہجو وے زندگی بھر مطیع رہتے ہیں اور کسی کے حکم کو خدا کے برابر نہیں سمجھتے اُن کی یہی دعا ہوتی ہی کہ خدا ہم کو اپنے احکام سے واقف کرے اور ہمارے دل کو طاقت بخشے تاکہ اُن احکام کو مانیں اور ہر ایک اُن میں سے دعا میں یوں کہتا ہی کہ۔ ای خدا میں تیرا ہوں مجھے بچا کیونکہ میں تیرے حکموں کا خواہاں ہوں اور جب کبھی اپنے آپ کو عدول حکمی میں پاتا ہی تو فی الفور دست بردار ہو کے غمگین ہوتا ہی اور واسطے آئندہ کے زیادہ تر حلیم ہو جاتا ہی کہ پھر کہیں امتحان میں نہ پڑے + **رباعی** خدا کی اطاعت سے ہی یہہ مراد + کہ ہر حکم کی اُسکے ہو انقیاد + جو پھر جائیں تجھ سے زمین و زماں + پھرے تو نہ تو اُس سے ہے پھر بھی شاد +

تیسرے تیسری شکر یہہ لازمہ یسوعیوں کا ہی اگر دل میں ذرہ بھی فیاضی اور راستی ہووے تو خواہ
مخواہ شوق واسطے ادائے شکر اُن بزرگوں اور دوستوں کے ہوتا ہی جن کے ہاتھوں سے فایدہ
اُٹھایا ہو دنیا میں اِسی طرح ایک آدمی دوسرے آدمی کی مروّت کا اقرار کرتا ہی اور شکر گذاری میں
دریغ نہیں کرتا بلکہ جو کوئی دریغ کرتا ہی لوگوں میں نہایت کمبخت شمار ہوتا ہی۔ افسوس کہ خدا کی
شکر گذاری اِنسان کے دل میں نہایت کم ہی لوگ کِس قدر فوایدا ور آرام خدا سے حاصل کرتے
ہیں لیکن شکر گذاری میں کوئی بھی نہیں پایا جاتا مسیحی لوگ اِس گناہ سے باز رہتے ہیں وے ہر
ایک نعمت میں شکر گذاری کی جگہہ پاتے ہیں روٹی جو کھاتے ہیں اور کپڑا جو پہنتے ہیں اور تندرستی
اور طاقت جو خدا سے حاصل رکھتے ہیں اِن سب کو اُسکی محبّت کا نشان سمجھتے ہیں اور اِن نعمتوں
سے شکر گذار ہوتے ہیں نہ صرف دنیاوی برکات بلکہ روحانی برکتوں کو اُنسے کئی درجے عمدہ جانتے
ہیں اور اُسی قدر زیادہ اُن پر شکر گذار ہوتے ہیں وے اقرار کرتے ہیں کہ اگر خدا ان کی سرکشی اور
گناہ کے سبب سے اُنکو زمین سے اُٹھا لیتا اور دوزخ میں ڈالتا تو واجب تھا اور اگر اُنکو اندھیرے
اور سیاہ دلی میں چھوڑ دیتا تو مستحق تھے۔ لیکن برعکس اُسکے اُسنے اُن کی آنکھوں کو کھولا
اور دلوں کو روشن کیا اور سرکش طبایع کو زیر دست فرمایا اور واسطے مغفرت گناہ کے اپنے اکلوتے
اور پیارے بیٹے کو بھیجا اور روح قدس کی تاثیر سے اُن کے دلوں کو ایسا مستعد کیا کہ اُس فضل
کو قبول کر سکیں اور اِس محبّت کو بخوبی سمجھکر اُس کے شکر گذار ہوتے ہیں بلکہ جس قدر اُس عذاب
کو جس کی اِنتہا نہیں سوچتے ہیں اور رحمت مسیح کو جس نے اُس عذاب سے اُن کو چھڑایا خیال کرتے
ہیں اُسی قدر زیادہ شکر کرتے ہیں۔ اور اِن راستیوں پر جتنا وہ غور کرتے ہیں اُتنے ہی رحمتوں
پر شاکر ہوتے ہیں اور یہہ کہتے ہیں کہ کوئی غلام اپنے مالک کے اختیار میں ایسا نہیں ہوتا
جیسا میں اپنے خدا کے اِقتدار میں ہوں اور کوئی مفلس کسی تونگر کا ایسا محتاج نہیں ہوتا
جیسا میں اپنے خدا کی رحمت کا مشتاق ہوں میرا جسم اور روح دونوں اُسی کے ہیں اور اُسی

کی متابعت میں رہیں تو عین شادمانی ہی۔ شکر گذاری کے باب میں حواریوں اور نبیوں کا بیان
صاف بتلاتا ہی کہ یہہ ایک ایسی کمال خوبی ہی کہ محض فضل سے یسوعیوں کے دل میں پیدا ہوتی ہی۔
جس دل میں کچھ فضل اور فیض ہوگا اُس میں اپنے مربّی اور فیض رساں کی شکر گذاری کا شوق
ضرور ہوگا اور کم سے کم اِس قدر سمجھیگا کہ میرا مربّی کہتا ہوگا کہ اِس شخص نے ہمارے ہاتھہ سے
فایدہ اُٹھایا اور شکر گذار نہ ہوا جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے فایدہ اُٹھاتا ہی تو اِسی طرح
شکر ادا کرتا ہی اور جہاں کہیں ادائے شکر میں قصور واقع ہو وہاں لوگ اُسکو ناشکر اور بے وفا
جانکے اُس کی حقارت کرتے ہیں پر افسوس کہ آدمی جس جگہہ سے فیض اور امداد بے نہایت اور
نعمات و برکات بے غایت پاتے ہیں وہاں زیادہ تر غفلت اور بے شکری ظاہر کرتے ہیں مسیحی
لوگوں کو اِس گناہِ عظیم سے پاک رہنا چاہیئے اُن کے دلوں میں تو شکر گذار ہونیکے بہت ہی سبب
ہیں پہلے خدا کی پروردگاری کا لحاظ کرکے اپنی پیدایش کی نعمتوں پر خیال کریں کہ کیسا بدن اور
کیسے اعضا اور کیسے جسمانی اور روحانی استعداد بخشے اور کیسی خوراک اور پوشاک اور تندرستی
اور طاقت اور آرام سے روز بروز اُن پر شفقت ظاہر کرتا ہی اِن سب نعمات پر چاہیئے کہ شاکر
ہوویں اور شکر گذاری ظاہری صرف زبان ہی سے نہ کریں بلکہ دل سے ہمیشہ شکر گذار رہیں قطع
نظر اِن دنیاوی نعمتوں سے جو اُس نے ہر ایک مخلوق کو یکسان عطا فرمائی ہیں خاص نعمات
عاقبت اور دوام پر زیادہ تر شکر گذاری چاہیئے۔ غور کرو کہ اگر خدا ہمارے گناہ اور سرکشی پر جو
شریعت کے برخلاف کرتے ہیں لحاظ کرکے ہم کو زمین کے تختہ سے منقطع کر ڈالتا اور دوزخ کے عذاب
دایمی میں مُبتلا کرتا یا ہماری گمراہی اور سخت دلی کے جنگل میں آوارہ چھوڑ دیتا کہ ہم مانند شتر بے
مہار کے خارستانِ ہوا و ہوس میں پھریں تو واجب تھا کیونکہ گناہ کو سزا لازم ہی۔ لیکن
برعکس اُس کے اُسنے ہماری آنکھوں کو روشن کیا کانوں کو کھولا دل سخت کو نرم کرکے
اپنی اطاعت اور فرماں برداری میں لایا اور واسطے کفارہ گناہوں کے مسیح کی موت مقرر کرکے

اُس کا فدیہ قبول کیا اور روح قدس کے فیض سے اُس کے خون کا ہمارے دلوں میں اثر کروایا
یے سب کیسی نعمتیں ہیں جن کا طول اور عرض اور رفعت اور عُمق ہمارے خیال سے بعید ہی اگر
ہم ذرہ سا بھی غور کریں کہ جو ہم مسیح کے ذریعہ سے نجات اپنی سے آگاہ نہ ہوتے تو کیسی کیسی تکلیف
اور عذاب اور زردروئی اور شرمندگی ہمارے لئے موجود تھی اور جو حشمت اور نعمت اُسکے وسیلے
سے ہم کو ملتی ہی اُس کو بھی سوچیں تو خواہ مخواہ ہمارے دلوں میں انتباہ پیدا ہوتا ہی کہ خدا نے
نہایت رحم سے ساتھہ ہمارے سلوک کیا اور خوشی سے اِقرار کرتے ہیں کہ کسی غلام کے جسم پر اُسکے
آقا کو اتنا اختیار نہیں ہو سکتا جیسا خدا کو ہم پر اختیار ہی اور کوئی نوکر اپنے مہربان خاوند کی
شکر گذاری ایسی نہیں کر سکتا جیسی ہم پر فرض ہی کہ خدا کے شکر سے اُس کا جلال اور بزرگی ظاہر کریں
کیونکہ وہ ہمارے جسم اور جان کا مالک ہی پولس حواری نے شکر گذاری ہی سے وہ قول کہا جو
ہر ایک مُعتقدِ مسیح کو سوچنا چاہیئے۔ کہ مسیح کی محبّت ہم کو کھینچتی ہی یعنے ہر ایک دل کی مزاحمت دور
کرکے شکر گذاری کے ساتھہ اِطاعت اور فرماں برداری میں اِسطرح لاتی ہی جیسے کسی دریا کا رو
بے اختیار چلتا ہی **نظم** جسم کا بال بال کیجے زباں + ہر بُنِ مو پہ کر گمانِ دہاں +
شکر حق کیجیۓ اُدادایم + ہو کے مستغرق اُس میں از دل وجاں + جس قدر ہوگی شکر میں افراط +
ہوگا زاید اُسی قدر ایماں + شکرِ مُنعم اگر کرے کوئی + ہوگا اِنعام اُس پہ بے پایاں +

چوتھی توکّل بے ایمانی کے گناہ اگرچہ پاک کلام میں بارہا بیان ہوئے ہیں اور اُن میں نہایت
خدا کا ہتک اور اپنا نقصان ہی تس پر بھی ہر ایک اِنسان کے دل پر گناہ غالب رہتا ہی مسیحی لوگ
بھی اکثر بے ایمانی میں گرفتار ہو کے دق ہوتے ہیں اور تکلیف اور خطرات کے وقت میں جیسی توکّل
خدا پر کرنی چاہیئے نہیں کر سکتے وے اپنے خالق اور مالک کے حکم پر سارے دل سے بھروسا نہیں
رکھہ سکتے کہ خدا بڑا ہی اور اُس کی سلطنت سب چیزوں پر مسلّط ہی اور قوّت اور دانائی بے حدّ اگرچہ
اُس کا وعدہ اور فضل اور رحم اور امن اُسکے کلام سے صاف ظاہر ہیں تو بھی اُن پر اعتقاد

نہیں کر سکتے جب توبہ اور حلم یعنے ایمان اور ذریعہ اُمید مسیح نے دل میں جگہہ پائی اور کلام کی تلاوت سے بھی معلوم کیا کہ خدا رحم اور راستی میں کامل ہی۔ خصوصًا تائبوں اور ایمانداروں کو اپنے سایہ میں لانا چاہتا ہی تو بھی دل میں اشتباہ اور توکّل کی قلّت رہتی ہی جب دیکھتے ہیں کہ خدا نے یہاں تک ایمان داروں پر اپنا پیار ظاہر کیا کہ اپنے اکلوتے پیارے بیٹے کو بخشا اور ساتھ اُسکے ساری نعمتوں کا وعدہ کیا کہ اُسی کی خاطر بخشیگا تو چاہیئے کہ شبہہ نہ کریں علی الخصوص جبکہ وہ ہمارا سردار کاہن ہو کے خدا کے حضور میں شفاعت کے لئے ہمیشہ موجود ہی اور ہر ایک نعمت بخشانے پر مستعد تو پھر کیا خوف ہی اگرچہ ایماندار لوگ بے دھڑک خدا کے حضور میں آنا گستاخی سمجھتے ہیں اور اُن نعمتوں کے مانگنے میں جن کا وعدہ پاک کلام میں نہیں ہوا تامّل کرتے ہیں تو بھی اُن کو چاہیئے کہ مسیح کے وسیلے سے کسی نعمت کا مانگنا بیجا نہ سمجھیں خدا وفادار ہی اور قول کا سچا جو کچھ وعدہ کیا اُس سے زیادہ بخشنے پر بھی قادر ہی بلکہ جتنا ہم مانگ نہیں سکتے یا مانگنے میں بھول جاتے ہیں وہ آپ ہی ہماری حاجت دیکھکے بخشتا ہی اسی واسطے توکّل واجب ہی ایماندار جس قدر توکّل کرتے ہیں اُسی قدر تسلّی اُن کی بڑھتی ہی کیونکہ کثرت توکّل سے فضل الٰہی زیادتی پکڑتا ہی جیسے علم عمل سے بڑھتا ہی اور جو متوکّل ہوگا اُس کا اپنا تجربہ بھی اِس امر کی راستی پر گواہی دیگا اور کہیگا کہ جب میں خدا کا دشمن تھا اور راہی ہوا و حرص کی رہنمائی پر چلتا تھا خدا نے اُس دشمنی کو گھٹایا اور روحانی اُمید اور خوشی بڑھائی میرے خراب دل کو نرم کیا اور جتنی بے ایمانی اور بے دینی مجھ میں تھی اُس سے مجھے شرمندہ کیا اور راہی فرمان برداری سے مغلوب کیا یہہ تجربہ جب ایمانداروں نے اپنے دل میں پایا تو بے شک یہہ دعا مانگ سکتے ہیں کہ ای خداوند ہماری توکّل بھی بڑھا ہماری طاقت تو ہی ہی اور ہماری نجات بھی تو ہی ہی

نظم

توکّل چاہیئے ایسی خدا پر + یقین دل سے کر ای برادر + کہ گر طاقت نہ ہوگی دست و پا میں + وہ کر دیویگا تیرے کام یکسر +

پرندے کچھ نہیں کرتے ذخیرہ + انھیں روزی وہ دیتا ہی اُڑاکر + صدف میں قطرہ کرتا ہی توکّل + تو بے کوشش وہ ہوجاتا ہی گوہر +

پانچویں اِسی توکّل کے ساتھ خدا کا جلال بھی بڑھانا واجب ہے ہم دنیا میں کسی آدمی کی بڑائی کرنی چاہتے ہیں تو اُس کی عنایت کا تذکرہ لوگوں کے سامھنے کرتے ہیں مسیحی لوگ اِسی طرح خدا کے فضل کا تذکرہ کرکے خدا کا جلال بڑھاتے ہیں اور ہر ایک کو قایل کیا چاہتے ہیں کہ خدا بھلائی اور دانائی اور پاکیزگی اور اختیار اور رعایات خلق میں ایسا رحمان ہی اور خوشی سے تمام اپنی نیکوکاری خدا کی فرماں برداری میں صرف کرنیکو تیار ہیں اور اپنی نیکوکاری پر بھروسا نہیں رکھتے بلکہ نجات کی عنایت میں صرف خدا کے فضل پر مدار رکھکے اُسی کی بڑائی کرتے ہیں۔ اپنے شرم اور نقصان پر لحاظ نہیں کرتے اور نہ ڈرتے ہیں اور نہ اپنی تعریف اور بزرگی ڈھونڈھتے ہیں اور نہ لوگوں سے خوف کرتے ہیں بلکہ ادائے جمیع فرایض میں خدا کی بزرگی چاہتے ہیں اور اپنے سارے کام اور خوشی خدا کی مرضی کے مطابق ڈھونڈھتے ہیں۔ دنیا دار لوگ نہیں سوچتے کہ ہم کس نیّت سے کام کرتے ہیں اور اگر اُن کاموں سے کچھ بھلائی کا نتیجہ نکلے تو واجب سمجھتے ہیں پر یسوعی لوگ جانتے ہیں کہ خدا کی نظر میں صرف بھلائی ہی مقدّم نہیں بلکہ خدا کا جلال اور بزرگی سب کاموں کی نیّت میں لازم ہے وے کام اِس نیّت پر کرتے ہیں کہ خدا نے حکم دیا ہی انسان کے لحاظ سے کچھ نہیں کرتے غلام جب نوکری میں اپنے آقا کی خدمت کرتے ہیں یا لڑکین میں اپنے والدین کی اطاعت اُٹھاتے ہیں یا جورو اپنے خاوند کی یا رعیّت اپنے بادشاہ کی فرماں برداری کرتی ہیں یا برعکس اِس کے تو یہہ خیال نہیں کرتے کہ یہہ کام صرف آدمیوں کو خوش کرنے کے واسطے ہی بلکہ یے جانتے ہیں کہ ہمارے خدا کا حکم ہی کہ قانون اور شریعتوں کو توڑنا گناہ ہی اور اُن کو بجالانا مذہب کی بنیاد ہی اسی واسطے خدا کی نظر میں مقبول ہوتے ہیں + **رباعی** خدا کی اِطاعت ہر ایک کام میں + مقدّم سمجھ خاص ہو عام میں + اُسی کے لئے ہو جو ہو نیک کام + نہ وابستہ ہونگ یا نام میں +

چھٹویں یہہ سب کام ہرگز نہیں ہو سکتے جب تک ایماندار دل کی پاکیزگی حاصل نہ کرے۔
مکار اور نیکی پرست آدمی بغیر لحاظ مرضی خدا اور شریعت اُس کی کے ایسے کام کرتے ہیں اور جب
اِن کاموں کے کرنے سے فراغت پاتے ہیں تو اپنے دل میں مطمئن ہوتے ہیں کہ ہم حکم الٰہی کو بجالائے
پر مسیحی لوگ ایسے ظاہری کاموں سے ہی خوش نہیں ہوتے۔ جب تک دل کی آزمایش نہ کر لیویں
بلکہ ہر ایک کام کی جڑھ پر لحاظ رکھتے ہیں صرف ڈالیوں اور پتّوں پر نظر نہیں رکھتے اگرچہ جمیع
اوقات میں بُرے خیال اور انسانی نظر کو اپنے دل سے بالکل دور نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ دل اُن
کے بھی بگڑے ہوئے ہیں اور یکایک پاک نہیں ہو سکتے تو بھی وے ہر کام میں اپنی نیّت کی تفتیش
کرتے ہیں گناہ سے نفرت ڈھونڈھتے ہیں اور پاکیزگی کا شوق رکھتے ہیں اور اپنے دل کی گواہی سے
تسلّی پاتے ہیں۔ دل کی پاکیزگی کا خلاصہ اس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے جوان آدمی بے موقع
ٹھٹھے سے بھی جو زبان کی پلیدی ہے گھبراتے ہیں اور ایسی تصویروں اور باتوں سے جو خیال کو گندہ
کرتی ہیں پرہیز کرتے ہیں کام اور بیوپار میں ہر ایک قسم کے دغل اور فریب سے ہاتھ اُٹھاتے ہیں روپیہ
کی محبّت تمام بُرائیوں کی جڑھ جانکر اپنے آپ کو دنیا میں ایک مسافر سمجھکر دل سے ترک کرتے ہیں اور
اپنے دشمنوں سے اور اُن سے جو اِنکے کاموں کے حریف ہیں ہرگز بد نہیں ہوتے اور پردہ میں اُن کی ہجو اور
ظاہر میں اُنسے جھگڑا نہیں کرتے اور اُن کی نیکنامی اور اُنکے کاموں میں ہرگز خلل ڈالنا نہیں
چاہتے جو خیال حسد اور بغض اور طمع کا ذرّہ بھی اُن کے دلوں میں اُٹھتا ہے اُس کو گناہ سمجھکے دور کرنا
چاہتے ہیں جب کسی آدمی کو کسی کی غیبت کرتا سُنتے ہیں تو اپنے آپ کو ملزم کرتے ہیں اگرچہ وہ کلام سچ ہی
ہو اور کسی قسم کی خرابی اور خود محبّتی اور فیاضی سے بعید بات کو اپنے دل میں جگہہ نہیں دیتے اپنی
تعریف یا ایسی خوبی کے بیان سے جو اُن میں ہو اپنی زبان بند رکھتے ہیں اسی طرح دوسرے آدمی کی
ہجو کے سُننے سے اور کسی پر بدظنّی کرنے سے باز رہتے ہیں ہر بات میں خوف خدا کا رہتا ہے اور اُسی کے
نام کو جلال دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ خدا دانا اور مُمتحن اور راستی جو ہے اُنکی دعا ہر دم یہی ہے کہ

ای خداوند ہمیں آزما ہمارے دل کی تفتیش کر ہمارے خیالوں کی جستجو کر اور دیکھہ شاید کوئی خبث ہم میں پایا جاتا ہوا ور اپنے فضل سے راہ راست کی ہدایت کر۔ **رباعی** ہر خیالِ بد سے دل کو پاک کر + ظنہاے بد کے سر پر خاک کر + ڈال مُنہہ اپنے گریباں میں ذرہ + اِمتحانِ دل کو دامن چاک کر +

ساتویں سچے مذہب میں عزت اور جلال خدا کا مقدم خواہش ہے۔ اِس سے آدمی اپنے خالق کی طرف سرِ نو بازگشت کرتے ہیں اور ہر طرح کے پاک اور نیک خیال جو خدا کے جلال کو بڑھاتے ہیں اُن کے دلوں میں جڑھ پکڑتے ہیں جیسے بیان ہوا کہ پہلے پاک خوف دل میں پیدا ہوتا ہے پھر خوشی سے اطاعت اختیار کرتا ہے اور ہر ایک نعمت پر شکر گذار ہوتا ہے اور ہر مقدمہ میں خدا پر توکل رکھتا ہے اور اُسی کے جلال کو پاک نیت سے اپنے دل میں استعمال کرتا ہے یہ سب کام فضل سے ہوتے ہیں۔ اور ایسی خاصیتیں مسیحی لوگونکے دلوں میں پیدا کرتا ہے سوائے اِن کے اَور بھی کئی خاصیت ہیں کہ جنکا ذکر واجب ہے مثلاً خدا کے کاموں پر خیال کر کے اُس کے نمونہ پر چلنے کا شوق رکھنا اور خدا کی طبیعت میں اپنی طبیعت بدل ڈالنی یہہ مسیحی لوگوں کو ضرور ہے وے ہمیشہ دعا مانگتے ہیں اور اپنے دل میں قصد کرتے ہیں کہ ویسے پاک بنجاویں جیسا پاک خدا ہے صبر اور رحم اور فیاضی میں جیسا خدا ہے ویسا ہی اپنے آپ کو بنایا چاہتے ہیں اور خدا کے کاموں کے نمونہ کی جگہہ مسیح اور اُس کے کاموں کو اپنے سامھنے رکھتے ہیں جیسا مُصوّر جو کسی تصویر کی نقل کرنی چاہتا ہے تو اُس کو اپنے سامھنے رکھکر ہر ایک نقش و نگار پر خیال رکھتا ہے تاکہ نقل مطابق اصل کے ہووے ویسے ہی وے اپنے منجی کے نقل کرنے کے لئے اُس کے چلن اپنے سامھنے رکھتے ہیں اور ویسے ہی چلتے ہیں کیونکہ اُس میں خدا کے سارے اخلاقی کاموں کی تصویر دیکھتے ہیں اور راستی اور درستی میں ایسے عمدہ اور دلچسپ پاتے ہیں کہ واسطے نمونہ کے اُس کو خوشی سے قبول کرتے ہیں دُکھہ میں صبر اور غریبوں پر رحم اور گناہ سے نفرت اور پاکیزگی کا شوق بھلائی کرنے پر مستعد اور جبر میں تحمّل اِن سب کو مسیح کیطرح استعمال میں لاتے ہیں حکم اِس نمونہ لینے کا مسیح نے خود انجیل میں فرمایا ہے کہ تم مجھے اُستاد اور خداوند کہتے ہو سو

اچھا کہتے ہو کیونکہ میں ہوں پس جب میں نے تمہارا خداوند اور استاد ہو کے تمہارے پانوں دھوئے تم بھی اِسی طرح ایک دوسرے کے پانوں دھوؤ کیونکہ میں نے ایک نمونہ واسطے تمہارے چھوڑا ہی کہ جیسا میں نے کیا تم بھی ویسا کرو۔ اِس حکم کا مطلب صرف اِسقدر ہی کہ سچے ایماندار مسیح کے نمونہ کے موافق چلیں۔ اِس سے یسوعی لوگ جو صرف نام کے مسیحی کہلاتے ہیں اپنی غلطی صاف معلوم کر لیوینگے کیونکہ بغیر مسیح کے موافق چلنے اور اُس کی طرح پاک دِل ہونے کے کوئی مسیحی نہیں ہو سکتا۔ ساری باتوں میں مسیح کے موافق ہونا چاہیئے اور ہر ایک گناہ سے جیسے اُس نے پرہیز کی تمہیں بھی پرہیز کرلی چاہیئے اور جیسی طبیعت نیکوکاری کی اُسنے دکھلائی تمہیں بھی دکھلانی چاہیئے تب تم البتہ مسیح کی صورت پکڑوگے اور مسیح کا نمونہ تمہارے کاموں سے ظاہر ہوگا اور سچے یسوعی ہو جاؤگے یہہ شوق تبدیل زندگی کا اِنسان میں اُسی قدر ہوتا ہی جس قدر محبت الٰہی اور اُلفتِ مسیح کی دل میں پیدا ہوتی ہی۔ ہم لوگ اِس دنیا میں اُس شخص کے موافق چلنا چاہتے ہیں جس کی چال ہماری نظر میں متبرّک ہو ویسے ہی اگر مسیح کی چال ہماری نظر میں پاک اور متبرّک معلوم ہووے تو ضرور ہم اُسکے موافق چلینگے جس میں امن اور اُمید اور پاکیزگی بڑھتی ہی۔ **قطعہ** خدا کا تشبّہ ہر ایک امر میں + کر ایسا کہ تجھ میں نہ ہووے کمی + ہو تصویر اُسکی ہر ایک کام میں + کہ ہو جائے تو نقل اُس اصل کی +

آٹھویں محبت کا بڑھنا اُسی قدر ہوتا ہی جس قدر خدا کی پہچان ہوتی ہی اور جسمانی شہوتوں پر آگاہی اور یہہ پہچان خدا کی دنیا کی ساری نعمتوں اور آراموں اور خوشیوں اور دولتوں اور عزتوں سے کئی درجہ زیادہ ہی جیسے اِن چیزوں کو دنیا کے عاشق عمدہ اور اعلیٰ جانتے ہیں ویسے ہی دیندار آدمی دنیا کی نسبت تو اِن چیزوں کو عمدہ جانتے ہیں لیکن بہ نسبت اُن چیزوں کے جو خدا کے متعلق ہیں یے اشیا اُن کی نظر میں بالکل خوار اور نکمّے معلوم ہوتی ہیں۔ اِسواسطے لوگ خدا میں ہر ایک خوبی ایسی کامل دیکھتے ہیں جس میں کبھی زوال اور نقص نہیں آتا۔ کلام کے

وسیلے سے اور روح قدس کی تاثیر سے خدا میں قدرت کامل دانائی راستی بے داغ بریّت گناہ سراسر رحم بیحد نیکی دیکھتے ہیں اور پروردگاری کے کاموں پر جو نجات کے واسطے یسوع مسیح سے ظاہر ہی لحاظ کر کے محبت اُن کی بڑھتی ہی اور اُس محبّت کو اپنے کاموں کی درستی یعنے فرمان برداری اور وفاداری سے ظاہر کرتے ہیں اُنکا تجربہ یہی ہی کہ سوائے خدا کے اور کسی چیز کا دل لگانا بیہودہ ہی اور اُن کے دل میں ایسی تسلّی اور تشفّی کسی دوسری طرح حاصل نہیں ہوتی خدا کی محبّت کو زندگی سے عمدہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے تیرے آسمان میں کون ہی اور زمین پر کیا ہی جو ہم چاہتے ہیں اِس محبّت کے لئے دنیا کی ساری معیشت اور جسمانی خوشی کو چھوڑنے پر مستعد ہوتے ہیں اور داؤد کی طرح یوں کہتے ہیں کہ تیری مہربانی ہم نے سارے دل سے چاہی ای خداوند اپنے چہرے کی روشنی ہم پر جلوہ گر کر اور اُس روشنی کے سوا اُنکو کبھی چین نہیں ہوتی اور اگر خدا کی رحمت اپنے آپ پر نظر نہ آوے یا گناہ کے بادل خدا میں اور اُن میں حایل ہو جاویں یا خدا کو کسی طرح ناخوشی معلوم کریں تو موت میں واقع ہوتے ہیں پھر بھی داؤد کی طرح چلّاتے ہیں کہ ای خداوند اپنی نظر سے ہمیں نہ چلا اور روحِ قدس ہم سے نہ لے لے اپنی نجات کی خوشی میں ہم کو شامل کر اور ہمیں سنبھال جب وے خدا کو محبّت سے اپنا باپ کہہ سکتے ہیں تب کمال خوشی پاتے ہیں اور جب خوفِ خدا اُنھیں ڈراتا ہی تو بہت غمگین ہوتے ہیں۔ اِن باتوں کو دنیا دار لوگ نہیں جانتے کیونکہ اُنہوں نے خدا کو اپنا حصّہ نہیں مقرّر کیا۔ ایماندار لوگ ہر ایک دُکھ اور تکلیف میں بھی خدا سے خوش رہتے ہیں بدنامی اور شرمندگی سے بھوکھے اور پیاسے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہہ دُکھ خدا کی خفگی سے نہیں بلکہ اُسکے پیار سے ہی جیسا سونا آگ میں گلایا جانے سے صاف نکل آتا ہی ویسا ہی خدا نے ہمیں درد مُفلسی کی آگ میں ڈالا تا کہ گناہ کی میل ہم میں سے جل جاوے اور ہم صاف نکل آویں۔ جب کبھی وبا یا قحط یا جنگ یا اور کسی قسم کی بلائیں دنیا پر نازل ہوتی ہیں تو بھی اُنکی محبّت خدا کی نسبت بے غلّ و غش رہتی ہی اور جانتے ہیں کہ خدا ہماری

پناہ اور قوت ہی اور دُکھ کے وقت میں مدد کامل کرتا ہی ہم کبھی نہیں ڈرینگے اگرچہ دنیا کا تختہ الٹ جاوے اور پہاڑ اُڑ کے سمندر میں گریں اور قلزم کی امواج اور طوفان شدید ایسے جوش میں آویں کہ آدمی ہراساں ہوجاویں ہمارا توکّل اُس پر ویسا ہی رہیگا اس قسم کے کلام ایمانداروں کی زبان سے نکلتے ہیں۔ اور ایسی ہی باتیں اگلے زمانہ کے ایماندار نبیوں اور رسولوں اور حواریوں نے بلکہ خداوند مسیح نے بھی کہی ہیں چنانچہ حبقوق نبی نے اس قدر محبّتِ الٰہی کا اپنے دل میں غلبہ پایا کہ یہہ کہا کہ اگرچہ انجیر کا درخت نہ پھولے اور نہ پھلے اور انگوروں میں پھل نہ لگے اور زیتون کی کشتکاری حاصل نہ ہووے اور کھیت ناج نہ دیویں اور غلّہ کھلیان میں سے گم ہووے اور گاے اور بیل اپنے آخور پر نہ ہوں تس پر بھی میں خداوند میں خوشی کرونگا میں اپنی نجات کے خدا میں خوشوقت ہونگا۔ جب اُن دنوں میں ایسی محبّت ظاہر ہوئی تو ان دنوں کس قدر زیادہ محبّت خدا کی ہونی چاہیے کیونکہ پیغام نئے عہد کا بوسیلہ محبّت یسوع مسیح کے جماعت میں آشکارا ہوا جس سے خدا سراسر محبّت معلوم دیتا ہی پر افسوس کہ مسیحی لوگوں میں اس قسم کی محبّت نہیں پائی جاتی پھر ایسی محبّت کے نہ پائے جانے سے یہہ تصوّر نہ کرنا چاہیئے کہ اس کا ہونا محال ہی بلکہ سب کو تصدکرنا مناسب ہی اور فضل کے خواہاں ہو کر ایسی محبّت کی تلاش شب و روز کرنی چاہیئے اور دعا میں کہنا چاہیئے کہ ای میری جان تو کیوں گری جاتی ہی اور کیوں اپنے دل میں ہراساں ہوتی ہی اپنے خدا پر اُمید رکھ وہ اب بھی مدد کرنے پر مستعد ہی۔ اگرچہ مسیحی لوگ کمزور ہوں تو بھی خدا کی اُمید پر خوشی کرنی واجب ہی دنیاوی تکلیف اور مصیبت کی زاکھ ایسی نہ رہ اور نہیں کہ آتش محبّتِ الٰہی کو بجھا سکے اور اُسکے غموں اور مکروں کا سیلاب نہ ہی توکّل کو ڈھا نہیں سکتا + **قطعہ**

آفتاب محبّت حق میں + ذرّہ کی طرح ہو سراپا گم + شب کو یکسا فروغ پاتے ہیں + دن کو ہوتے ہیں محو جوانجم +

نویں اِس قسم کی محبّت مسیحی لوگوں کو خدا کی عبادت اور فضل کی تمنا میں مشغول ہونا

سکھلاتی ہی۔ آدمی طبیعتاً گناہ کا اقرار کرنے سے بھاگتا ہی دعا مانگنے اور تعریف کرنے اور خدا
کا کلام پڑھنے اور خداوند یسوع مسیح کے عشاے ربّانی میں شامل ہونیکو اُسکا دل نہیں چاہتا
اِن کاموں میں لوگ صرف رواجاً اوپر کے دل سے شامل ہوتے ہیں اور یہہ شمول اُن کا بھارا
بوجھ معلوم ہوتا ہی اور بعضے اتفاقاً اپنے دل کو تسلّی دینے کیواسطے ایسے کاموں میں سرگرم بھی
معلوم دیتے ہیں مگر اکثر صرف زبان ہی سے چند باب کلام کے پڑھتے ہیں اور چند الفاظ دعا کی طرح
زبان سے ادا کرتے ہیں اور اتوار کے روز گرجا میں حاضر ہوتے ہیں پر اُن کی عبادت اُن لڑکوں
کے سبق کیطرح ہی جو بلا سمجھے اپنے اُستاد کے خوف سے سُنا دیتے ہیں یا کہ اِن باتوں کو باعث عفوِ
گناہ جانکر بُت پرستوں کی طرح ادا کرتے ہیں پر محبّت سے نہیں کہتے اِسی واسطے خدا کی نظر میں
مقبول نہیں ہو سکتے۔ مسیحی لوگ برعکس اُن کے اِن کاموں کو اپنے لئے طبعی مقرر کر لیتے ہیں اِن کا
کرنا اُن کے لئے ایسا آسان اور ہردم کا کام ہی جیسے وے سانس لیتے ہیں یا پانی پیتے ہیں یا روٹی
کھاتے ہیں اُنکی طبیعت عبادت کی طرف ہمیشہ رجوع رہتی ہی اور بلا تردد جب کبھی اہلِ عبادت
میں شامل ہوتے ہیں تو اچھی طرح دل لگ جاتا ہی اگرچہ بعضے وقت میں اِن کاموں میں زیادہ
خوشی اور بعضے وقت میں ماندگی اور بیدلی بھی دل میں پاتے ہیں لیکن کاہلی پر غم کرتے ہیں اور ہر
وقت میں ایسی بیدلی نہیں ہونے دیتے وے دعا خوشی کے ساتھ کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ایک اچھی
نعمت اور آسمانی رحمت خدا ہی سے آتی ہی اور یہہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اِن کاموں کے ادا کرنیکی قوّت
بھی ایک فضل ہی اور وہ فضل بھی دعا کے جواب میں حاصل ہوتا ہی اور اِنسانی نیکیاں اور روحانی
برکتیں اِنہیں عبادتوں سے حاصل ہوتی ہیں اور ہر ایک نیک طبیعت اور روحانی خوشی بھی اِسی
عبادت کا پھل ہی۔ اِسی واسطے وے عبادت کے ہردم بھوکھے اور پیاسے رہتے ہیں تاکہ مسیح کے
فضل اور روحِ قدس کے فیض سے اِن نعمتوں کو حاصل کریں جب دِن کو جاگتے ہیں تو عبادت
میں رہتے ہیں اور جب رات کو سوتے ہیں تو دعا میں مصروف ہوتے ہیں غرض ہر کام میں اُن

کی عبادت ہی ہوتی ہے صبح شام دن رات عبادت سے خالی نہیں رہتے اور حمد تعریف اُن کے ہر کام میں پائی جاتی ہے اور شکر گذاری اور خوشی سے کبھی خالی نہیں ہوتے اُنکی زندگی اور لذت اِس میں ہے اور کھانا پینا واسطے فربہی روح کے بھی ہے۔ جو طریقے خدا نے عبادت کیلئے معیّن کئے ہیں اُن کو بجا لانا اُن کے واسطے عین شادمانی ہے کلام کا سُننا اور اُس پر غور کرنا اُن کی زندگی کا مقدّم کام ہے اگر واعظ اپنے وعظ میں سُست ہو اور فصاحت اور بلاغت اُس کے کلام میں کم ہو ایماندار لوگ اُس پر لحاظ نہیں کرتے کیونکہ وہ کلامِ انسانی سمجھکر نہیں سُنتے بلکہ اُن کے مطلب سے غرض رکھتے ہیں اور اُس کے کلام کی تاثیر کے واسطے خدا سے خود دعا مانگتے ہیں ✣ **رباعی** خدا کی عبادت کر اِس شوق سے ✣ کہ سب لذّتیں بھولیں اُس ذوق سے ✣ ہو اِس طرح پر یاد میں اُس کے محو ✣ کہ ہو بےخبر تحت اور فوق سے ✣

دسویں ۱۰ اِس محبّت کا پھل فروتنی بھی ہے جو خاص برکت اور خاص طبیعت یسوعیوں کی ہے فروتنی کے یہہ معنی نہیں کہ اپنے آپ کو نہایت زبون خیال کرے اور ایسا حقیر جانے کہ فی الحقیقت ویسا نہ ہو کیونکہ یہہ نہیں ہو سکتا بلکہ فروتنی یہہ ہے کہ ہمیشہ اپنی کمزوری اور گناہ کی طبیعت کا خدا کی نظر میں قایل رہے اور اپنی کمزوری کو چھپانے کا قصد نہ کرے کیونکہ بعضے اپنے گناہ کا اقرار خدا کے ساھنے کرتے ہیں لیکن لوگوں کی نظر میں اپنی نیک خاصیتوں کی بڑائی بھی کرتے ہیں اور جن برکتوں کو خدا کی بخشش کے لایق پاتے ہیں اپنے آپ سے سمجھتے ہیں یہہ فروتنی سے بعید ہے۔ فروتن آدمی سارے فرایض کو ادا کرنے کی قصد کرکے اور ساری برکتوں کا جو وہ پاتا ہے اقرار کر کے پھر بھی خدا کے حضور میں یہی فریاد رکھتا ہے کہ ای خداوند مجھ گنہگار پر رحم کر اور جانتا ہے کہ آدمی میں کوئی نیکوکاری نہیں ہے بلکہ گناہ نے انسان کو ایسا زبردست کیا ہے کہ وہ اچھی حالت میں بھی بُرا ہے۔ جیسا اچھا عالم جس قدر علم زیادہ پڑھتا ہے اُسی قدر اپنی جہالت سے زیادہ واقف ہوتا ہے ویسا ہی فروتن آدمی جس قدر کہ پاکیزگی میں ترقی کرتا ہے اُسی قدر اپنے گناہ کو دیکھکر پشیمان ہوتا

ہی کہتا ہی کہ اگرچہ میں کسی فرمان کو جان بوجھکے فرو گذاشت نہیں کرتا اور فرایض معلومہ کو ادا
کرنے میں تامل نہیں کرتا تسپر بھی جیسا پاک اور فرماں بردار ہونا چاہیئے ویسا میں دل سے نہیں ہوں
اگرچہ لوگوں کی نظر میں وہ اچھا معلوم دیتا ہو اور کہیں کوئی نقص یا داغ اُس میں نہ پایا جاتا
ہو بلکہ مسیحی مذہب میں پاک طور پر زندگی بسر کرتا ہو تو بھی اپنی نظر میں زبون ہوتا ہی اور اُس کی
دعا ہمیشہ یہہ رہتی ہی کہ ای خداوند اپنے بندہ کا انصاف نہ کر کیونکہ تیرے سامھنے کوئی بشر
راستباز نہیں نکلیگا۔ یسوعی لوگ خدا کی پاک شریعت پر نظر کر کے فروتن ہوتے ہیں اور ویسے
ہی انجیل کی رحمت سے اپنے دلوں کو اُمیدوار کرتے ہیں اگرچہ مسیح کے وسیلے سے عفو گناہ کی اُمید
اُن کے دلوں میں قوی ہوتی ہی لیکن شریعت پر نظر کرنے سے اپنے گناہوں کا لحاظ کرکے اپنے آپ کو
خدا کے غضب میں پڑے ہوئے دیکھکر فروتن ہوتے ہیں اور دوسرے گنہگاروں سے اپنے آپ
کو بہتر نہیں جانتے اسی سبب فروتن رہتے ہیں اور فضل کی توقیع محض خداوند یسوع مسیح کے
وسیلے سے کرتے رہتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اگر کبھی خدا کے حضور میں دخل پاوینگے تو جلال سارا
اُسی کو ہوگا جیسا مشاہدات کے چوتھے باب کی دسویں آیت میں لکھا ہی کہ تب وے چوبیس بزرگ
اُسکے سامھنے جو تخت پر بیٹھا ہی گر پڑتے ہیں اور اُس کی جو ابد تک زندہ ہی پرستش کرتے ہیں
اور اپنے تاج یہہ کہتے ہوئے تخت کے آگے ڈال دیتے ہیں کہ ای خداوند تو ہی جلال اور عزت اور
قدرت کا مستحق ہی کیونکہ تو ہی نے ساری چیزیں پیدا کی ہیں اور وے تیری ہی مرضی سے ہیں +

رباعی غرور کی جو بلندی ہی چھوڑ دو یکسر + کرو معافی و عجز و فروتنی بہ نظر + جو قطرہ
چھوڑ بلندی کو نیچے آتا ہی + فروتنی ہی بنا دیتی ہی اُسے گوہر +

یہی خاصیتیں جن کا ذکر ہم نے اس باب میں کیا سارے مسیحیوں کے دلوں میں سلطنت کرتی
ہیں۔ تم اِن کو پڑھکر کسی بات میں اپنی یا مسیح کی نسبت قلیل پاؤ تو مسیحی کہلانیکا دعوی ہرگز نہ
کرو۔ اگرچہ اِن خاصیتوں کا حصہ ادنیٰ درجہ ہر ایک یسوعی کی ذات میں یکساں رونق بخش نہیں

ہوتا بلکہ بعضوں میں زیادہ اور بعضوں میں کم ہوتا ہی جیسا ایک ستارہ دوسرے ستارہ سے فروغ اور روشنی کم دیتا ہی تسپر بھی اِن کے اصول سارے سچے یسوعیوں میں یکساں ہونے چاہئیے اور نسبت میں سب برابر نظر آویں کیونکہ سارے مسیحی یسوع مسیح کا بدن ہیں اور مسیح اُن کا سر لیس تمام اعضا میں سر کی خاصیّتوں کا اثر ہونا لازم ہی۔ یہہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آدمی مسیحی کہلاوے اور خدا کا خوف اُسکے دل میں نہ ہو یا فرماں برداری کی قلّت یا شکرگذاری میں کاہل یا ایسا بے ایمان کہ خدا کے کلام پر توکّل نہ کرسکے یا ایسا خود دوست کہ گناہ کو پیار کرے یا محبّت الٰہی کا دعویٰ کرے پر خدا کی طرح اپنی طبیعت نہ بدل سکے یا ادائے عبادت میں عجز اور فروتنی کی جگہہ تکبر دکھلاوے اِن خوبیوں میں سے جس میں ایک خوبی بھی نہ ہو وہ یسوعی بدن میں عضو ناقص ہوگا۔ پس چاہئے کہ اپنے آپ کو آزماؤ کیونکہ اگر کوئی کہے کہ مجھ میں ایمان ہی اور اُس میں عمل نہ ہو تو وہ ایمان مُردہ ہی اور ہرگز کام کا نہیں اگر اِن خاصیّتوں میں کسی کو گھٹاؤ یا کسی کو بڑھاؤ تو پھر آدمی کا یسوعی ہونا ممکن نہیں۔ اگر کوئی آدمی اتوار کے روز نماز میں بھی شامل ہووے اور کلام کو بھی سچ مانتا ہو اور یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کہتا ہو اور یہہ بھی سمجھتا ہو کہ وہ پھر اس دنیا میں آویگا اور گنہگاروں کی عدالت کریگا لیکن اُس سچّی توبہ اور سچّے ایمان کے پیمانہ سے جو میں نے کلام سے چُنکے یہاں پر بیان کیا ہی ناپنے سے پورا نہ نکلے تو ہرگز وہ مسیحی نہیں۔ ہر زمانے اور ہر قوم میں یہی وزن یسوعیوں کے ناپنے کو مقرر ہی اور کبھی تبدیل نہیں ہوگا جیسا کہ انجیل میں لکھا ہی کہ اب اُنہوں نے جو مسیح کے ہیں جسم کو جسمانی ہوا و ہوس سمیت صلیب پر مارا ہی۔ اگر ہماری حیات روحانی ہی تو چاہئیے کہ نفس بھی روحانی ہو۔ اگر کوئی آدمی یسوع مسیح کا ہی تو وہ نیا مخلوق ہی۔ اُس کا دل پہلے دنیاوی تھا اور دنیا کی پرستش کرتا تھا وہ خدا کی طرف رجوع ہوا اور ہر ایک بات میں اُسی کی عزت اور خوشنودی طلب کرتا ہی ٭

یہی صرف یسوعیوں کی اصل خاصیت ہی۔ اگر ایک آدمی کروڑوں میں یا ایک آدمی سارے

قوموں میں ایسا نکلے تو وہی اکیلا مسیحی کہلانے کے لایق ہوگا پس اگر یہہ خاصیات تم میں نہ پائی جاویں تو اپنے دماغ کو بیہودہ خیال مسیحی ہونے سے پاک کرو۔ اگر کسی عالم یا بزرگ نے کچھ دوسری باتیں تاویلات کی کہی ہوں تو اُن کو باطل سمجھو اگر تم اپنی روح کی نجات اور اُس کی توقیر چاہتے ہو تو یہی خاصیات پیدا کرو ✤ **رباعی** خاصیات عیسوی ہیں یہہ تمام ✤ مشتمل جن پر ہے اللہ کا کلام ✤ جس میں ان سے ایک بھی پائی نہ جاے ✤ عیسوی ہونے کا لے ہرگز نہ نام ✤

بیان اُن خاصیتوں میں جو خلق کے متعلق ہیں

اِس باب میں بھی کئی فصلیں ہیں جن کا ذکر مفصّل اِس میں آویگا۔ اگرچہ پاک کتابوں میں خدا نے جا بجا یہہ فرمایا ہی کہ میں نے ساری چیزیں جو جہان میں ہیں صرف اپنے ہی جلال کے واسطے پیدا کئی ہیں مگر اُسی کلام سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ وہ خدا ایسی فرماں برداری ہم سے نہیں طلب کرتا جس سے دوسروں کا نقصان ہووے بلکہ جو فرایض کہ ہم کو بہ نسبت دوسرے آدمیوں کے عمل میں لانے چاہئیے اُن کو بھی خدا اپنا ہی جلال سمجھتا ہی۔ مثلاً اگر کوئی اپنے پڑوسی کی بھلائی اِس واسطے چاہے کہ یہہ خدا کا فرمان ہی یا باپ اپنے فرزند کی اِس نیت پر پرورش کرے تو یہہ سب بھی خدا کے فرایض شمار ہوتے ہیں غرض شریعت کو خداوند یسوع مسیح نے جن دو حصّوں میں تقسیم کیا وہ دونوں ہی جلال خدا کے لئے ہیں پہلا یہہ کہ دل وجان سے خدا کو پیار کرے اور دوسرا یہہ کہ اپنے پڑوسیوں کو اپنے جیسا چاہے۔ اِسی سبب سے ہم اِس باب میں اُن فرایض کا تذکرہ کرتے ہیں جو مسیحی لوگوں کو ساتھ بنی نوع کے عمل میں لانے چاہئیے ✤

۱- فصل

راستی کے بیان میں

ہر ایک یسوعی کو چاہیئے کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھہ ہر وقت سچ بولے یعنے جہاں تک کہ اُس
کو خبر ملے اُس سے کم یا زیادہ نہ کرے۔ اگر کسی کی تعریف کرنی ہو تو اُسی قدر کرے جس قدر اُس کے
اوصاف کو محقق کر لیا ہو اور حد تحقیق سے نہ بڑھاوے وہ نہ کہے جس کو خود دل میں یقین سے نہ جانتا ہو
لوگوں کی یہہ عادت ہی کہ انسان کی تعریف میں بہت باتیں اِس طرح کی بڑھا کے کہتے ہیں جو حقیقت
میں صحیح نہیں ہوتی ہیں صرف سننیوالوں کو خوش کرنیکے واسطے مبالغہ کے الفاظ استعمال میں لاتے
ہیں اور جہاں دھوکھہ دینے کی بھی کچھ نیت نہ ہو وہاں بھی اِسی طرح کہتے ہیں پر مسیحی لوگوں کو ایسے
لوگوں کی روش پر ایک شایستگی کا طریقہ اختیار کر کے تعریف میں بے موقع جھوٹھہ کا لحاظ بر وقت
بولنا نہ چاہیئے بلکہ اپنے دل سے ہمیشہ ایسی باتوں سے محترز رہیں اور ہاں یا نہیں سے جو زیادہ جواب
اور تصنیع ہی اُس کو شرارت سمجھنا واجب ہی۔ اور جیسے سچ اور جھوٹھہ کا لحاظ بر وقت تعریف دوسرے
شخص یا چیز کے لازم ہی ویسا ہی وعدہ اور اِقرار میں بھی سچا ہونا ضروری ہی جب کہ کسی انسان
سے کسی بھلائی یا خدمت کا وعدہ کرو یا کسی کی بہتری کے لئے کسی چیز کے دینے کا اِقرار کرو تو پہلے
سوچ لو کہ اُس کا مقدور یا اِختیار تم کو ہی یا نہیں اور جب اِقرار کر چکو تو اُسے پورا کرنے کا صرف
اِرادہ ہی نہ رکھو بلکہ پورا کرنے میں سعی کرو کیونکہ خدا آپ صادق القول ہی اور ہر ایک راست گو کو پیار
کرتا ہی اور جھوٹھے کی زبان سے اُس کو نفرت ہی۔ غرض اپنے کہے کا ہمیشہ لحاظ رکھو اور وعدہ خلافی
کو گناہ شدید سمجھو اگرچہ اُس میں اپنا نقصان بھی نظر آوے۔ اگر کسی جگہہ میں بغیر سوچ اور
سمجھہ کے تم وعدہ کر بیٹھو اور وفا کرنا اُس کا محال ہووے یا ایفا کسی دوسرے کا نقصان ہوتا
ہو وہاں البتہ وعدہ تمہارا فسخ ہو جائیگا کیونکہ پہلے تم بدون سوچنے کے وعدہ کر بیٹھے علی الخصوص

سچ کا لحاظ اِس وقت بہت چاہیئے جب تم کسی مقدمہ میں کسی حاکم کے حضور گواہی کے لئے طلب کئے جاؤ وہاں سارا سچ کہو اور سوائے سچ کے کچھ نہ کہو وہاں تمہیں چاہیئے کہ کسی انسان کی پروانہ رکھو نہ اپنی غرض پر اور نہ کسی دوسرے کی بھلائی یا نقصان پر نظر رکھو صرف سچ ہی کہو اور سارا سچ کہو اور سوائے سچ کے اَور کچھ نہ بولو۔ اِس سچ کے بولنے میں دنیا داروں کی طرح جن کو راستی کا کچھ خیال ہوتا ہے بادھا گھاٹا نہ کرو کیونکہ ایسے لوگ اپنی غرض کے لئے یا اپنے دوستوں کی عزّت اور معیشت کو بڑھانے کی خاطر راستی سے آگے پیچھے بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ اِمتحان غریبوں کے معاملات اور دنیا کے مال و متاع کی جگہہ ہی اچھی طرح ہوتا ہے۔ پر تمہارا خیال صرف خدا کے حکم پر ہونا چاہیئے اور یہہ جانئے کہ خدا سچّا ہے اور اُس نے اپنے کلام میں جھوٹھوں کو تنبیہ کی ہے اور اُن کا انجام دوزخ بتلایا ہے اور سچوّں کے لئے بہت توقیر اور اجر کا وعدہ کیا ہے۔ جھوٹھے دوزخ میں جاوینگے اور اُس جھیل میں جہاں آگ اور گندھک جلتی ہے جلائے جاوینگے اور صادق جو اپنے پڑوسیوں سے ہمیشہ سچ بولتے ہیں خدا کی شریعت سے خوشوقت ہووینگے۔ غرض تمہاری نیّت میں یہہ دونوں بات موجود ہیں اوّل خدا کو خوش کرنا جس کے حضور میں ہمیشہ رہنا ہے دوسرا سچ کو پیار کرنا جو خدا کو خوش کر سکتا ہے یہہ نیت البتہ اِس گناہ سے تمہیں باز رکھہ سکیگی اگر کوئی گزند یا نتیجہ سچ بولنے کا ایسا تم کو نظر آتا ہو جس سے جسم کی تکلیف یا مال کا زیان یا عزّت کا نقصان ہوتا ہو تو راستی کی روح جو روح قدس ہے اور جو ہمیشہ راستی سے خوش ہوتی ہے تمہیں بچا سکے گی۔ راستی اُسی کا پھل ہے۔ یسوعیوں کے واسطے جھوٹھ بولنا ممنوع ہے ممکن نہیں کہ کوئی یسوعی کہلاوے اور جھوٹھی اور دغاباز زبان رکھے۔ بہتیری جگہہ میں آدمی بغیر گفتگو کے بھی جھوٹھ بولتے ہیں یعنے اِشاروں میں سوال جواب کر کے دروغگو ہو جاتے ہیں سو وہاں دل خود گواہی دیتا ہے کہ تم نے سچ سے کنارہ کیا جب تک تم ہر قسم کے جھوٹھ سے نفرت نہ کرو اور صرف سچ میں خوش نہ ہو سکو تب تک نہ دعا سے تسلّی پاؤگے اور نہ خدا سے خوشی حاصل کروگے اور نہ فضل کے اُمیدوار ہو سکوگے

نہ شریعت کی توقیر کر سکوگے اور نہ اپنی روح کو پشیمانی سے بچا سکوگے اور آخر کو دوزخ سے تو ہرگز بچ نہ سکوگے راستی سب یسوعی عملوں سے آگے ہی اِسی کا پیچھا کرو۔ ر باعی جھوٹھ سے دنیا میں جاوے اعتبار + اور خدا کے سامھنے ہو بیوقار + جس سے جاوے عزّت دنیا و دیں + اُسکو اہل دین کب کرتے ہیں پیار +

۳ فصل

عدل اور انصاف کے بیان میں

مسیحی بندے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ہمیشہ انصاف سے برتیں اگر خدا اپنی پروردگاری سے ملکی مقدمات یا ہمی رعایا کا عہدہ تمہیں بخشے اُس عہدہ میں بالتخصیص بے انصافی اور حق تلفی اور ظلم کو دفع کرنا چاہئیے اور امن اور بہبودی مخلوق خدا کی نظر میں استعمال کرنی چاہیے۔ کیونکہ تم اِن سب کاموں کی جواب دہی خدا کے حضور میں کروگے ایسے عہدہ پر دولتمند کی طرفداری نہ چاہیے اور مفلسوں پر رحم کھا کے تونگروں کی حق تلفی نہ کرنی چاہیے بلکہ چھوٹے اور بڑے یکساں اور انصاف کو اُن دونوں سے بڑا سمجھنا چاہیے غرض انصاف خدا کے خوف سے کرنا چاہیے اور آدمی کی خوشی اُس میں منظور نہ رکھنی چاہیے۔ اور یسوعیوں کو بدون عہدہ حکومت خلق کے اپنے آپ میں بھی منصف ہونا چاہیے مثلاً بڑے آدمی جن کے مطیع اور زیر حکم بہت لوگ ہوتے ہیں سبھوں کا حق ادا کرنا اپنے آپ پر فرض سمجھیں زمیندار قصد نہ کریں کہ اپنے مزارعان سے سب کچھ لے لیویں اور وے زیر بار خراج شب و روز روتے رہیں اور اپنا مال بڑھانے کے لئے غریبوں کی حق تلفی ہرگز کرنی نہ چاہیے دنیاداروں میں یہہ رسم ہی کہ قرض لیکے اپنے گھر کی زیبائی اور لباس کی خوشنمائی کرتے ہیں اور یہہ نہیں سمجھتے کہ اُن کی قیمت وقت پر نہ ادا کرنے سے دینے والے کا نقصان ہوتا ہی یہہ بھی ایک ناانصافی ہی۔ خدا کا فرمان ہی کہ سوائے دین محبت کے کسی کے

قرضدار نہ ہو اگر بڑے آدمی یہہ سوچیں کہ وے غریبوں کو کس طرح لوٹتے ہیں تو آپ ہی اپنے دل میں نادم ہوویں گے لیکے نہ دینا یا کاریگروں کو روپیہ دینے کے وعدہ میں کئی دن اور کئی گھنٹے اپنے دروازے پر حاضر رکھنا یہہ بھی بے انصافیوں سے ہے۔ مزدوروں کی مزدوری رکھنی یا اُن کے مقدور سے زیادہ اُن سے کام طلب کرنا یا حساب میں اُنکو ٹھگنا بھی نا منصفی ہے بلکہ ایسے کاموں سے مفلسوں کے جو نقصان ہوتے بیان سے باہر ہیں۔ نوکروں کا حق ادا کرنا بھی انصاف میں داخل ہے اگر تم تجارت پیشہ ہو تو روپیہ کی محبت سے اپنے دل کو خراب نکرو کسی کو نادان دیکھکر بُری چیزوں کو اچھے اسباب کی جگہہ دیکے بہت قیمت نہ لو اور بٹّے لینے کے زیادہ اور دینے کے کم رکھکے لوگوں کو نہ ٹھگو اپنے پڑوسی کے مال کا ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہئیے۔ اگر کوئی کہے کہ اس جھوٹھی دنیا میں انصاف سے بنج اور بیوپار کرنا ممکن نہیں تو میں اس مقدمہ میں مناظرہ نہیں کرتا صرف خدا کا حکم یاد دلاتا ہوں کیونکہ اُس نے انصاف تم پر فرض کیا ہے اور ہر وقت تم سے دیانت داری اور راستی طلب کرتا ہے اُسکا وعدہ ہے کہ اگر تم دیانت دار ہو تو تمہیں ہرگز اپنے سے دور نہ کرونگا تمہاری ضرورت کو بہم پہنچاؤنگا اور کسی بات میں تمہیں محتاج نہ چھوڑونگا بیدیانتی اور بے انصافی سے جو لوگ دولت کما کر تونگر ہوئے اُنکے انجام سے تم واقف ہو بلکہ دنیا میں بھی اُنہوں نے اپنے ایسے مال کا برتنا نہیں پایا اور اُن کی عاقبت کا حال خدا کے کلام سے صاف معلوم ہے۔ خیال کرو کہ اپنے بال بچّے اور جورو کو آسودہ رکھنے کی نیّت پر اپنے پروسیوں کا مال بے انصافی سے ٹھگ لینا کیسی بے انصافی ہے اُس آدمی پر افسوس ہے جو ناراستی سے اپنا گھر بناتا ہے۔ تم اپنے آپ کو ٹھگائے جانا نہیں چاہتے ہو اور یقین جانتے ہو کہ کوئی چور یا لالچی یا ظالم خدا کی بادشاہت کا وارث نہیں ہوگا خداوند یسوع مسیح نے بعوض اپنے خون کے تمہیں گناہ کے ہاتھ سے مول لیا اور اپنے فضل میں دخل دیا پس تم کو چاہئیے کہ جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تم سے سلوک کریں تم بھی اُن سے ویسا ہی کرو۔ اسی میں نبیوں کے کلام اور ساری شریعت کا خلاصہ ہے اگر تم کسی

بڑے خاندان کے رئیس ہوا ور تمہارے بہت خادم اور خادمہ ہیں تو ہر روز ایک کا حق جیسا
ادا کرنا چاہیئے کرو۔ اُنکو بد مزاجی نہ دکھاؤ اور اُن سے وعدہ خلافی نہ کرو جتنی جس کی تنخواہ ہی
وقت پر ادا کرو اور اگر کسی سے کچھ قصور ہو تو دھمکی میں اعتدال سے باہر نہ جاؤ اور بیہودہ گالی سے
اُن کے دل کو رنجیدہ نہ کرو۔ اور جب اُنکو وفادار پاؤ تو وفاداری کے مقرّ ہو کے اُن کی دلداری
کر داکر وے۔ بیمار ہو ویں تو اُن کی دوا اور بیمار داری کو بھی انصاف سمجھو اُن کی طلب
کا تنگے اپنا گھر نہ بھرو اور کمزور اور ناتوان جان کر نکال نہ دو کیونکہ جب تندرستی میں اُنہوں
نے تمہاری خدمت کی تو بیماری کے وقتوں میں جو وے بلا تمہاری مدد کے لاچار ہیں کہاں
جاویں۔ اِنصاف خاوند کا اپنے نوکروں پر خدا کے کلام سے آشکارا ہی۔ موسیٰ نے اِسی مقدمہ میں کئی
ایک دفتر تعلیم کے اپنی شریعت کی کتاب میں لکھے ہیں کہ خدا مانند باپ کے سب پر حاکم ہی اور ہر ایک کے ظلم
اور حق تلفی کا منصف ہی۔ اُس کے مطلب سمجھ کے فرماں بردار رہو۔ مسیحی کہلانا اور ایسا سخت گناہ کرنا
جس کو خداوند مسیح نے ردّ کیا ہی یعنے اپنے گھر میں ظالم کی طرح رہنا اور نوکروں پر ظلم کرنا یہہ بات نہایت
نامعقول ہی۔ ایسے خاوند کے نوکر اُس کو مسیحی سمجھکر کبھی اُس کی عزّت نہیں کر سکینگے اور اُس کے آثار
لوگوں کے لئے نہایت ضرر رساں ہیں بلکہ اُن کی جان کا خون خدا اُس کے ہاتھوں سے طلب
کریگا۔ برعکس اِس کے اگر خدا تعالیٰ تمہیں کسی کا نوکر کر دیوے تو مناسب ہی کہ دیانت داری کے
ساتھ خدا کی نظر میں اپنے آقا کی خدمت اِنصاف سے کرو۔ اُس کا مال بیہودہ صرف کرنے سے باز
رکھو۔ اُسکی کسی چیز یا اسباب چُرانے کا ہرگز قصد نہ کرو اور کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر
ٹھگی کی نیّت نہ رکھو نہ اپنی نظر میں کسی دوسرے کو نقصان کرنے دو اور نہ کسی کی زبان سے اُس
کی بُرائی سنو۔ کام میں سستی نہ کرو خواہ وہ حاضر ہو یا غیر حاضر اور جو تمہاری امانت میں ہی اُس
کی خیانت نہ کرو بلکہ ہر آن اور ہر مقام اور ہر کام میں اُس کا فایدہ ڈھونڈھو اور اُس کے مال
کو اپنا مال سمجھو اور اُس کا نقصان اپنا نقصان جانو۔ ایسے نوکر جو مسیحی کہلاتے ہیں اپنے

کاموں سے اپنے خاوند کی نظر میں مسیحی دین کی توقیر اور عزت بڑھاوینگے کیونکہ اس سے خدا راضی ہی اور یسوعی نوکروں پر یے سب امور فرض ہیں۔ راستی اور انصاف کے نوکروں پر ویسی ہی ضرورت ہی جیسے آقا کو اُن کے ایمان کی ہوتی ہی۔ یے امور بے پھل نہیں جاوینگے بلکہ آقا کا اعتبار تمپر اُسی قدر رہیگا جس قدر تم مسیحی فرایض اس مقدمہ میں ادا کروگے۔ اگر تمہارا آقا بے دین ہوا ور تمہاری دینداری سے نفرت رکھے اور تمہیں ستاوے تو صبر سے برداشت کرو اور یہہ جانو کہ اپنے فرایض ادا کرنیکا اجر خدا سے ہی۔ اور تم اپنے حق کو اس نیت پر ادا کئے جاؤ کہ اجر اس کا آدمی نہیں دیویگا تو خدا ضرور دیویگا۔ تمہاری دیانت داری کا گواہ خدا ہی اور فرشتے بھی جانتے ہیں اور اُن کی نظر میں جو کچھ تم سے ہوسکے نیکی کرو +

ایک انصاف جو مسیحی لوگوں کو واجب ہی سو خراج اور محصول واجبی کا ادا کرنا ہی جو قانون سے اُس مُلک میں مقرّر ہوا ہو۔ اِس مقدمہ میں خدا کا فرمان ہی کہ ہر ایک کا حق ادا کرو جس کو خراج چاہیئے خراج جس کو محصول چاہیئے محصول دو۔ خداوند مسیح نے بھی فرمایا کہ جو قیصر کا ہی قیصر کو دو اور جو خدا کا ہی سو خدا کو دو اور اُس نے آپ بھی ایسا ہی کیا۔ باوجودیکہ سونا اور چاندی اُس کو میسّر نہ تھا پھر بھی ایک مُعجزہ دکھلا کر اپنے غریب شاگردوں کو روپیہ دیا کہ قیصر کا محصول ادا کریں۔ اُس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ حق ادا کرنا یسوعیوں کو واجب ہی اور ہرگز اس سے باز نہ رہیں بلکہ سرخروئی سے بلا دھکی کے ادا کردیا کریں +

اِسی کے ساتھ ایک فرض واپس دیدینا اُن چیزوں کا ہی جو کسی کی ملک سے جان بوجھکے یا بھول کے لے لی ہوں خواہ مال ہو یا عزت ہو۔ اگر تم کسی دوست کو کوئی خبر جھوٹی بھول کے دے بیٹھے ہو تو جب تم کو اطلاع اُسکے جھوٹھہ کی ہو اُسے بھی اطلاع کرو یا حساب میں اگر غلطی سے کسی کا مال تمہارے ہاتھہ آیا ہو تو بروقت معلوم ہونے کے واپس کرو۔ اگر اپنے کلام سے کسی کی عزت میں خلل ڈالا ہو یا کسی کو گناہ کے کام میں ترغیب کی ہو تو اُس سے آپ توبہ کرتے ہیں اور اُس کو باز

لانے میں کوشش کرو- اِن باتوں میں اِنصاف کو ہرگز نہ بھولو بلکہ بدلہ دیکر اپنے ایمان کی بڑائی کرو اور اپنے پڑوسی کو گناہ سے بچاؤ- اور اگر کسی کی بدنامی تقریراً یا تحریراً تمنے مشہور کی ہو تو اسی طرح اُسے لوٹاؤ تاکہ تمہارے وسیلے سے کسی کا زیان اور نقصان نہ ہو + **رباعی** چاہیئے اِنصاف ہر ایک کام میں + روز و شب میں اور صبح و شام میں + مُنصفی ہو شرط ہر ایک فعل کی + اِبتدا اور وسط اور انجام میں +

۳ فصل

رحم کے بیان میں

راستی اور اِنصاف جو مسیحی لوگوں کی خاصیتوں میں نہایت ضروری ہیں اُسکا تذکرہ ہم کر چکے- اِن نیکیوں کے اِستعمال سے جب بیان بالا خود معلوم کر سکینگے کہ یہہ نہایت خوب ہیں تو بھی بے قلیل ہیں بلکہ صرف شاخیں شمار ہوتی ہیں جو سچّے ایمان کی جڑ سے نکلتی ہیں جب وہ جڑ دل میں اچھی طرح ریشہ دار ہو تو صرف جھوٹھ نہ بولنا اور ظلم نہ کرنا ہی کفایت نہیں کرتا بلکہ لوگ ورکئی طرح کی نیکیوں میں جو مسیحی طبیعت کو لازم ہیں شامل ہوتے جاوینگے جن میں سے ایک پیار اور استعمال رحم کا ہے +

جب کارخانۂ اِنتظامِ الٰہی میں کوئی شخص لاچار یا پریشان تم کو نظر آوے تو تمہارے دلوں میں طبیعت رحم کا نزول واجب ہوگا- اُن کے جسمانی دُکھ اور تکلیف اور اندرونی فکر اور اِضطراب اور تظلم کا تذکرہ جو اَوروں کے ہاتھ سے کرتے ہیں تمہارے دلوں میں افسوس پیدا کریگا پس اگر خدا تعالٰی نے تمہیں دولت اور آسودگی کا حال بخشا ہوگا تو اُنکی رفع تکلیف میں کوشش کرنے سے ہرگز نہ باز آؤ اور ایوب نبی کی طرح ویسا ہی دل پاکر خیرات کے بانٹنے میں کبھی دریغ نہ کرو- اور خداوند یسوع مسیح جیسا اندھوں کو آنکھ اور لنگڑوں کو پاؤں دیتا رہا ویسا ہی تم بھی یتیموں کے باپ اور بیوؤں کے خاوند ہونے میں نہایت خوش ہو- اور اگر بہت دولت صرف

کرنے کا مقدور تم کو نہ ہوگا تو بھی طبیعت اور نیت تمہاری غریبوں پر رحم آور اور سخاوت دوست ہونی لازم ہے۔ اگرچہ تم غریب ہوگے اور بھوکے کو روٹی اور پیاسے کو پانی اور ننگے کو کپڑا دینے کی طاقت تم میں نہ ہوگی تسپربھی اگر دل تمہارا اُن کے دُکھ دیکھکر رحم کھاویگا اور اُن دُکھوں کے ہٹانے کا شایق ہوگا تو خدا کی نظر میں پسندیدہ اور مقبول ہوگے۔ اِس صورت میں اُنکے لئے خدا سے جو ساری رحمتوں کا باپ ہے دعا مانگنے میں ہرگز غفلت نہ کرو۔ اگر تمنے مسیح کی طبیعت اِس معاملہ میں پیدا کی ہوگی تو جن لوگوں نے تمہارے نقصان کئے ہونگے یا جو لوگ تمسے قرض لیکر لاچار ہوگئے ہونگے یا جن کو سزا دینی واجب ہوگی اُن سب کو معاف کرنے پر ہمیشہ مستعد رہوگے*

بعضی خطاؤں کے سوا جنکا معاف کرنا عام کیواسطے نقصان ہے اور جس قدر خطا کہ لوگ تمہاری نسبت کرتے ہیں اپنا حق جان کر معاف کردینی رحمت عظیم ہے اور تمہاری طبیعت ایسی ہی ہونی چاہیے یہہ دنیا کا قول کہ جو جھکے اُس کے آگے جھک جائے اور جو روکے اُس کے آگے رُک جائے یسوعیوں کو ہرگز نہ ماننا چاہیے بلکہ ہر ایک قصور کو معاف کرنا اور ہر ایک رنجیدہ پر رحم کرنا اور خطاؤں کا چھپانا اور دردمندوں کو تسلی بخشنی تمہاری زندگی کا مقدم کام ہوگا۔ بیگناہوں کو گنہگاروں کے ساتھ تکلیف اُٹھاتے دیکھکر ضرور تمہارا دل کُرھیگا اور تم اُن کو بچانے کی قصد کروگے۔ سوائے جسمانی دُکھوں کے جس میں آدم کی سب اولاد گرفتار ہے روحانی دُکھوں پر لحاظ کرکے ایمانداروں کے دل میں رحم پیدا ہوتا ہے۔ مسیحی محبت اور رحمت زیادہ تر معلوم ہوتی ہے جسمانی دُکھ کا ہٹانا بھی شرفا کا کام ہے اور قصد اُس کا نہایت دلپسند۔ لیکن روحانی دُکھوں سے رہائی دلانے کا قصد کرنا زیادہ تر اعلی اور عُمدہ ہے جہاں دل میں غرور اور حسد اور نفرت اور غضب اور کینے اور جھگڑے اور جسمانی شہوتیں جو سب بھلائیوں کی غارت کنندے اور خاندان کے آرام کو دور کرنیوالی ہیں بستے ہوں وہاں نہ خیرات کے دینے کا کچھ فایدہ ہوتا ہے اور نہ خیرات کے ملنے سے کچھ تسلی مثلاً اگر تم کسی شخص کو دولت عطا کرو اور یہہ چاہو کہ وہ اپنے گھر میں خوش رہے پر خاوند

جورو سے لڑتا اور جانوروں کی طرح اُسے مارتا اور بال بچّوں کو ڈراتا ہو یا شراب پیکے متوالا ہوتا ہو یا تُند مزاجی سے دِکھلا کر سارے آرام کو دور کرتا ہو تو اُسکو دینے سے کیا فایدہ ہی۔ یا جورو اپنے خاوند کو تنگ کرتی ہو اور بیوفائی کا کام کرکے اُسکے عیش کو تلخ کرتی اور اپنی بد اطواری سے بال بچّوں کو خراب کرتی ہو وہاں دنیاوی بخشش کا کیا فایدہ ہی۔ ایسے موقع پر ارواح زیادہ تر اپنے پیدا کنندے کے برخلاف چلکے دوزخ دوام کی راہ پر چلی جاتی ہیں + **ابیات** نکوئی با بداں کردن چناں است + کہ بد کردن بجائے نیکمرداں + ترحم بر پلنگ تیز دنداں + ستمگاری بود بر گوسپنداں + یہہ نقصان بنسبت پرورش یتیموں اور بیوؤں کے جہاں رحم واجب ہی زیادہ تر اِنکار کے تم کو متنبہ کریگا۔ اگر تم یسوعی ہو تو تمہارے دلوں میں اِن خرابیوں کا اثر زیادہ تر پیدا ہونگے اور جو تم عاقبت کی راستی کے قایل ہوگے اور لوگوں کو بنسبت عاقبت کے رنج دوام کی راہ پر چلے جاتے دیکھوگے تو تمہیں نہایت غم ہوگا کیونکہ لوگ خطا کرتے ہیں اور اِس واسطے تمہارے دل میں اُن کو بچانے کا شوق زیادہ تر چاہیئے۔ پس تم اُنکو منّت کرکے سمجھانے اور سکھلانے سے ہرگز باز نہ آؤ۔ اور جو لوگ کہ ایسے کاموں میں مشغول ہیں اور شب و روز گنہگاروں کے بچانے میں کوشش کرتے ہیں اُن کو بھی پیار کرو +

اگر تم پوچھو کہ اِس خاص رحمت کی طبیعت یسوعیوں کے دلوں میں کسطرح پیدا ہووے اور کس طرح قایم رہے تو اِسکے جواب میں میں کہتا ہوں کہ خدا کا حکم ماننے سے اور اُسکے وعدہ پر بھروسا رکھنے سے اور سب سے زیادہ خدا کی رحمت پر خیال کرنے سے جس سے اُسنے یسوع مسیح کی معرفت سے گنہگاروں کا کفارہ کروایا اور روح القدس کے وسیلے سے اُنکے دلوں کو تبدیل کرنیکا وعدہ کیا۔ خدا کا حکم غریبوں پر رحم کرنیکے لئے کلام میں جا بجا پیدا ہوا ہی۔ استثنا کے ۱۵ باب ۷ آیت سے لیکر ۱۱ تک موسیٰ کہتا ہی کہ اگر تمہارے بیچ تمہارے بھائیوں میں سے تیری سرحدیں تیری اِس زمین پر جسے خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہی کوئی مفلس ہووے تو اُس سے سخت دلی مت کیجیو اور اپنے مفلس

بھائی کیطرف سے اپنا ہاتھ مت کھینچیو بلکہ تو اُسپر اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو اور بقدر اُسکی احتیاج کے اُس سے
درگذر کیجیو۔ خبردار کہ تیرے دل میں یہہ بُرا اندیشہ نہ گذرے کہ ساتواں سال رخصت کا سال نزدیک
ہی اور تیری آنکھ تیرے مفلس بھائی سے پھر جاوے اور تو اُسے کچھ نہ دیوے اور وہ تجھ پر خداوند
سے فریاد کرے اور تیرا گناہ ثابت ہو۔ تجھ پر واجب ہی کہ تو اُسے دیوے۔ اور میکاہی کے ۶
باب کی ۸ آیت میں ہی کہ ای انسان اُسنے تجھے جو نیک ہی کیا سکھلایا اور خداوند تجھ سے اَور کیا
چاہتا ہی کہ تو راستی کرے اور نیکی کو پیار کرے اور رحمت دکھلاوے اور اپنے خداوند کے
ساتھ فروتنی سے رفتار کرے۔ انجیل میں جابجا اِس فرض کا تذکرہ ہی کہ تم رحیم ہو جیسے کہ
تمہارا آسمانی باپ بھی رحیم ہی۔ مبارک وہ جو مہربان ہی کیونکہ اُن پر مہربانی کی جاویگی۔ غرض
سب کے سب ایک دل ہو ہمدرد ہو برادرانہ محبّت کرو رحیم اور مہربان ہو بدی کے عوض بدی نہ کرو
گالی کے عوض گالی مت دو بلکہ بالعکس برکت کی بات کہو کہ تم جانتے ہو کہ تم برکت کے وارث ہونیکو بُلائے گئے
ہو۔ ایک نیا حکم میں تمہیں دیتا ہوں کہ تم ایک دوسرے کو پیار کرو جیسا میں نے تمہیں پیار کیا ویسا
ہی تم بھی ایک دوسرے کو پیار کرو کہ اِسی سے سارے آدمی جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو غرض محبّت و
رحمت مسیحی مذہب کا لباس ہی۔ جیسے اور مذاہب میں رنگے ہوئے کپڑے یا اَور کسی طرح کے جسمانی نشان
واسطے شناخت کے ہوتے ہیں ویسے ہی مسیحی مذہب میں رحمت اور محبّت ہی۔ اور یہہ رحمت سب مخلوقات
پر علی الخصوص ایمان داروں پر اِن خیالوں سے زیادہ آتی ہی کہ تم بھی گنہگار تھے اور خدا نے تم پر رحم کیا اور
اپنا اِکلوتا پیارا بیٹا تمہارے گناہ کی بخشش کے لئے عنایت کیا۔ جب خدا نے اپنی رحمت اسقدر تم پر کی
اور یہہ فرمایا کہ میرے موافق طبیعت رکھو تو ہم کس طرح ایک دوسرے پر رحم نہ کریں جب مسیح کی محبّت
پر غور کرتے ہیں تو بے اختیار رحمت دل میں پیدا ہوتی ہی اور جب کہ اُس شخص کو جس نے ہم پر اِس
قدر رحم کیا ہم اپنے رحم سے کچھ فایدہ نہیں دلا سکتے ہیں تو شکر گذاری سے اُس کے معتقدوں
اور مخلوق پر رحم کرکے دکھلا سکتے ہیں جیسے کہ اُس نے کہا۔ کہ اگر کوئی ایک پیالہ ٹھنڈے پانی کا

کسی ایماندار کو میرے نام سے دیویگا وہ بھی اپنے اجر سے محروم نہ ہوگا۔ روح القدس کا اثر بھی اِسی رحمت سے معلوم ہوتا ہی جہاں روح نے آکے سکونت اختیار کی وہاں سب طرح کی بھلائی اور رحمت کا پھل پیدا ہوتا ہی۔ **نظم** رحم کرنا چاہیے سب پر مدام + رحم سے ہوتا ہی اِنساں نیکنام + رحم جس دل میں نہیں پتھر ہی وہ + گوہرِ دل توڑتا ہی صبح و شام + رحم ہی خُلقِ خداوندِ کریم + رحم عاداتِ رسولانِ کرام + رحم سے خالق بھی ہو جاتا ہی خوش + اور مخلوقات بھی ہوتی ہی رام +

۴۔ فصل

حلم کے بیان میں

حلم بھی مسیحی طبیعت کی ایک ضروری شاخ ہی۔ اگر تم مسیح پر ایمان رکھتے ہو تو ہرگز زود رنج نہ ہونا چاہیئے اور کسی کی بات سے جلدی آزردہ نہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہہ دونوں کام تکبّر اور خود پرستی سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو لوگ دنیا میں رہتے ہیں اور انواع اور اقسام کے کاروبار میں پھنسے ہیں اُنپر قسم قسم کی واردات واقع ہوتی ہیں جن سے خواہ مخواہ دل میں رنج اور عبرت پیدا ہوتی ہی۔ لیکن ہمیشہ خبردار رہنا چاہیے کہ کوئی دنیاوی خیال یکایک تم پر غالب ہو کے غضب میں مبتلا نہ کرے۔ جو لوگ کسی کی بات یا اشارہ سے جلدی خفا ہو جاتے ہیں وے اکثر بیکار ہوتے ہیں اور صحبت کے لایق نہیں ہوتے بلکہ لوگ بھی اُن سے پرہیز کرنے لگتے ہیں کیونکہ معاملہ ایسے شخصوں کے ساتھ باعث رنج کا ہوتا ہی۔ پس جب کبھی کوئی رنج کا باعث نکلے تو بھی حلم سے اُس کے رفع کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے۔ بلنسبت سزا کے اور تقریر کو استعمال میں لانا زیادہ تر مصلحت ہی اور حاکم کے پاس جانے سے آپسمیں فیصلہ کرنا بہتر ہی بلکہ بعضے اوقات میں اپنا حق چھوڑ دینا بنسبت کھونے ایک دوست کے اچھا ہوتا ہی۔ اگر اتفاق سے کسی مقدمہ یا جھگڑے میں پھنس جاوے تو وہاں بھی

حلم کو ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے اور غصّہ اور غضب کو کام میں نہ لانا چاہیئے۔ جیسے آپ دوسرے کی باتوں سے جلدی رنجیدہ ہونا ممنوع ہی ویسا ہی اپنی باتوں سے دوسرے کو بھی رنج دینا گناہ ہی۔ اگر تم نہیں چاہتے کہ کوئی تمہیں اپنی باتوں سے رنج کرے تو تم کو مناسب ہی کہ اپنی زبان کو شیریں کرو اور اپنی باتوں سے ہرگز رنجیدہ نہ کرو۔ کسی محفل میں بیٹھکے اپنی رائے کو اِس قدر ترجیح نہ دو جس سے اَوروں کو رنج معلوم ہووے بلکہ ہر ایک کی بات اور رائے کو فوقیت دو۔ دیکھتے نہیں کہ دنیاوی آدمی بھی اپنے فایدے کے لئے ایسا ہی کرتے ہیں تو یسوعیوں کو بطریق اولیٰ اُن سے زیادہ ایسا کام کرنا چاہیئے کیونکہ اجر اُن کا آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے ملتا ہی۔ اور ایسی طبیعت رکھنے سے ہر کسی کو یقیناً معلوم ہوگا کہ تم صرف کہلانے میں مسیحی نہیں ہو بلکہ یسوعی مذہب تم پر سلطنت کرتا ہی اور اُسی کی روح کے تم تابع ہو +

حلم کا تذکرہ اگلے زمانہ کے حکیموں نے بھی کیا ہی لیکن مسیحی حلم اُن پر سبقت رکھتا ہی۔ وے لوگ حلم کو واسطے آرام پانے اور دشمن کھونے کے پیار کرتے تھے اور بہت تکلیفات جو دنیا میں غضب اور تکبّر کے باعث واقع ہوتی ہیں وہ حلم اُن کو پامال کرکے آرام بخشتا تھا۔ پر جو مسیحی لوگ خدا کے حکم سے حلیم ہوتے ہیں اِن غرضوں کیلئے نہیں ہوتے کیونکہ اُنکی غرض خدا کی عزّت اور مسیحی مذہب کی توقیر اور روح القدس کے فضل کا بیان ہوتی ہی جیسا کہ پولوس رسول تِطس کو کہتا ہی کہ کسی کی بدگوئی نہ کریں اور صلح خواہ اور حلیم رہیں اور سارے آدمیوں سے فروتنی کریں کیونکہ ہم بھی آگے بیوقوف اور سرکش اور فریب کھانیوالے اور گوناگون شہوتوں اور عشرتوں کے بندے تھے اور بدخواہی اور حسد سے گذران کرتے تھے اور لایق کراہت اور دوسروں سے نفرت رکھنیوالے تھے پر جب ہمارے خداوند بچانیوالے کا لطف اور پیار ظاہر ہوا تب اُسنے ہم کو صداقت کے عملوں سے جو ہمنے کئے بلکہ اپنی رحمت کے سبب نئے جنم کا غسل دیا اور روح القدس کے آسرے کے سبب بچا لیا۔ پس ایسی نیّت اور ایسا سبب مسیحی لوگوں کے حلیم ہونیکو پاک کتابوں میں مذکور ہوا ہی۔ بلکہ خداوند یسوع مسیح

فرماتا ہی کہ جو کوئی اپنے بھائی سے بے سبب غصّہ ہوتا ہی وہ عدالت میں ملزوم ہوگا یعنے خدا کے غضب میں پڑیگا۔ اور سلیمان نے بھی اِسکے حق میں کہا کہ وہ جو غصّہ کرنے میں دھیما ہی بڑا زورآور ہی اور وہ جو اپنی روح پر قابض ہی وہ ایک شہر کے لینیوالے سے بہتر ہی +

غرض مبارکبادی حلم کی یسوعیوں کا خاص زیور ہی اور خدا کی نظر میں بڑی قیمت رکھتا ہی ایک منیّت جو ساری نیتّوں میں واسطے حلیم ہونے کے عمدہ ہی سو خداوند مسیح کی چال ہی۔ یوحنّا کہتا ہی کہ وہ جو کہتا ہی کہ میں اُس میں یعنے یسوع میں لبتا ہوں چاہئیے کہ اُسکے انداز پر چلے۔ پس اگر کوئی مسیح کو نمونہ کی طرح رکھکر حلم کی راہ پر چلنے کا قصد کرے تو ہرگز غضب اور غصّہ کو جگہہ نہ ملیگی کیونکہ دنیا میں اُس کی طرح نقصان کی جگہہ میں کبھی کسی نے حلم نہیں دکھلایا۔ پس مسیح کا نمونہ حلم کے واسطے کامل ہی اور تم اُسی کو ہمیشہ اپنے سامھنے رکھو کہ ہر ایک گناہ اور تکبّر اور غضب کو دفع کرے۔ **نظم** ہی حلم کمال کی نشانی + ہی حلم سے فضل دوجہانی + اخلاق سے کوئی بھی نہیں ہی + جس کو کہیں حلم کا ہی ثانی + کرتا ہی جگہہ سبھوں کے دل میں + نرمی و فروتنی سے پانی + ہی حلم پیغمبروں کی عادت + اخلاق خدا کی ہی نشانی +

۵ - فصل

خیرخواہی کے بیان میں

مسیحی طبیعتیں جو یسوعیوں کو دکھلانی ضروری ہیں اُن میں سے راستی اور انصاف اور رحم اور حلم و صبر بیان ہوچکے۔ لیکن سوا ے اِنکے اور بھی خاصیّات ہیں جن کا بیان واجب ہی۔ مثلاً خیرؔ ہونا ایک ضروری شاخ اِس طبیعت کے درخت کی ہی جس سے مسیحی لوگ دوسرے کی خاصیت اور کاموں پر خیرخواہی کی نگاہ کرتے ہیں۔ اِس سے یہہ مطلب نہیں کہ کسی کی صریح خطا کو جیساکہ متوالاپن یا زناکاری یا جھوٹھ یا لالچ یا کُفر یا اور اِس طرح کی شرارتوں کو

دیکھکر چشم پوشی کریں اور اُسکو نصیحت نہ دیویں۔ایسے کام خدا کے کلام میں منع ہوئے ہیں اور ان کاموں کے کرنیوالے خدا کے حضور میں گنہگار ہیں اور روح دوزخ کے سزاوار اور انکو دیکھ بھال کے چُپ رہنا بھی گناہ ہی بلکہ یسوعیوں پر فرض ہی کہ ایسے خطاکاروں کو آیندہ کے غضب سے مطلع کر دیویں اور پھر آنے کا قصد کریں۔خیر خواہی یا خطاپوشی اَور طرح پر ہیں جو اُنسے جدی ہیں یعنے کسی بھائی کی بدمزاجی یا کمزوری یا خطا جو امتحان کے سبب سے سرزد ہوئی ہو اُس کو خوشی سے دوسرے کے سامھنے بیان کرنے میں تامّل کرے۔اکثر اوقات جایداد یا دنیاوی مال کے واسطے آپس میں تکرار ہونا ممکن ہی اور اسی سبب سے قسم قسم کی تہمت اور بدگوئی جس کی بنیاد نہیں ہوتی ظہور میں آتی ہی اور اُس کی راستی کو پہچان لینا بہت مشکل ہوتا ہی۔ اکثر لوگ ایسے موقع پر خفا ہو جاتے ہیں لیکن مسیحی لوگ بسبب طبع تحمّل کے کسی کی کہی ہوئی بات پر یکایک بے تحقیق خفا نہیں ہوتے بلکہ ایسی باتوں کے سبب اور باعث اور موقع پر لحاظ کر کے تحمّل کرتے ہیں۔اسی طبع کا یہ بھی کام ہی کہ کسی آدمی کے گناہ کی خبر سُنکر یکایک اُسکو متہم نہ کرے اور کسی ایسے آدمی کی نسبت جو زندگی بھر راستی کی راہ چلتا آیا ہو کسی کے اغوا سے بدظنی نہ کرے کیونکہ یسوعی جانتے ہیں کہ اچھے سے اچھے آدمی امتحانکے قابو میں آکر کبھی نہ کبھی گناہ میں پڑ سکتے ہیں۔کسی دیندار کو صرف اسی واسطے کہ کبھی اُس سے کوئی بیجا کام سرزد ہو مکّار نہ کہنا چاہیئے۔ اور کسی کی دینداری اور خداترسی اور پاکیزگی اور توبہ کو بے بُنیاد اور جھوٹھی نہ تصوّر کرنی چاہیئے کیونکہ کبھی کبھی ہر ایک آدمی گناہ کر بیٹھتا ہی۔بیدین آدمی اکثر اسی طرح کہتے ہیں کہ دیندار لوگوں نے صرف دینداری کے بُرقع میں دوسرے کو فریب دینے کیواسطے ایک بہانہ مقرر کر رکھا ہی۔لیکن مسیحی لوگ ایسے خیال سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آدمی کمزور ہی اور اچھے سے اچھا آدمی بھی بے اختیار شیطان کے پنجہ میں پھنس جاتا ہی اور سارے فرایض کا ادا کرنا کسی سے ممکن نہیں۔اگر کسی میں کچھ کچھ علامات توبہ کی بھی پائی جاویں تو اُس پر گمان نیکی کا رکھتے ہیں اور اُسکی بہبودی اور ترقی کی نیّت

کر کے تقویت بخشتے ہیں۔ نیّت کی تحقیقات کرنی اور یہہ کہنا کہ کسی نے کوئی نیک کام بدنیّتی سے کیا ہی نہایت بیجا ہی۔ نیّت کی خبر خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ تم اپنے فرضوں میں اپنے آپ کو پابند سمجھو اور جب تک ظاہر بدی نہ دیکھو کسی کی نیّت پر بدی کا گمان نہ کرو۔ چونکہ نیّت کی تحقیقات میں کوئی وجہ ثبوت نہیں پھر نیّت پر بدظنی کرنی سخت گناہ ہی۔ ان باتوں میں ہمیشہ انسان کو محتیّر رہنا لازم ہی اور کبھی کسی کی بُرائی ظاہر کرنے کا ارادہ نہ کرنا چاہئیے۔ جیسے خداوند مسیح نے انجیل مقدّس میں فرمایا ہی کہ عیب گیری مت کرو تاکہ تمہاری عیب گیری نہ کیجاوے کیونکہ جس طرح تم عیب گیری کرتے ہو تمہاری عیب گیری کیجاویگی اور جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو تمہارے لئے ناپا جائیگا۔ متی کے باب ۷ میں آیت ۱ و ۲۔ اگر تم اپنے خطاؤں کو پیش نظر رکھو تو دوسرونکی خطاپوشی تم کو آسان ہوگی کیونکہ تم سمجھوگے کہ کتنی دفعہ اپنے دل میں تم گناہ کرتے ہو اور کتنی دفعہ بروقت نیکی کرنے کے لوگوں نے تمہاری نیّت کو بد سمجھا ہی۔ تمہاری چال چلن کو بھی اکثر انسانوں نے باطل خیال کیا اور تمہاری عبادت اور سخاوت کو مکر اور نام کیواسطے تصور کیا۔ تم نے کتنی دفعہ خدا سے فرماں برداری کا وعدہ کیا اور دعا میں مشغول ہونے کی شرط باندھی پر وعدہ خلافی کرکے دوبارہ غفلت میں گرفتار ہوئے اور کتنے ہی گناہوں میں پڑکے پھر پشیمان ہوئے۔ اور کتنی جگہہ روح قدس کو غمگین کیا اور خدا کی فرماں برداری میں قاصر ہوئے۔ پس ان باتونکا لحاظ کرنے سے دوسرے کی عیب گیری تم ہرگز نہ کروگے بلکہ ہمیشہ دوسرے کے عملوں پر خیرخواہی سے نظر رکھوگے۔ **رباعی** خیرخواہ ہو نیک بیں رہئیے مدام + اور خطاپوش خلایق صبح و شام + اپنے عیبوں پر سدا کیجے نظر + دوسروں کے عیب کا لیجے نہ نام +

۶ - فصل

خطاپوشی کی بابت

مسیحی لوگوں میں خطا کا بخشنا اور دشمنوں کو پیار کرنا بھی ایک مقدم فرض ہی۔ اسی واسطے

اگر تم یسوعی ہنوا چاہو اور اِس پاک لقب کا دعوی کرو تو ہرگز لوگوں کی طرح ایک دوسیر کی عیب جوئی نہ کیا کرو۔ بدی کے عوض میں بدی کرنی اور گالی کے عوض گالی دینی مسیحی کا کام نہیں بلکہ جو کوئی تمہیں لعنت کرے اُسکے لئے برکت مانگنی تم پر فرض ہی۔ دشمنوں کو پیار کر کے مسیحی مذہب کی توقیر کرنی تمہارے لئے عین راحت ہونی چاہیئے بلکہ جو لوگ تمہاری بُرائی چاہتے ہیں اُن پر رحم کھانا اور اُنکی بُرائیوں پر افسوس کرنا مناسب ہی۔ اگر کسی وقت لوگ تمہیں ایسا ستاویں اور اِس قدر دُکھ دیویں کہ تمہارا دل بے اختیار بدلہ لینے کو مستعد ہووے اور اپنے بچاؤ کے لئے حاکم کے پاس جانے کی ضرورت سمجھو تو وہاں بھی تحمل کرنا اور بخش دینا واجب ہی۔ بعضے اوقات ایسا بھی ہوگا کہ بے دین آدمی تمہیں ستاوینگے اور صرف تمہارے جسم کو ایذا دیکر راضی نہ ہووینگے بلکہ جان کے خواہاں ہونگے۔ بدیں غرض کہ تم مسیحی ایمان کو چھوڑ دو ایسے موقع پر بھی مسیحی پاکیزگی اور بخشش یہاں تک غالب ہونی چاہئیے کہ ایسے دشمنوں کو بھی معاف کرنے پر مستعد ہو۔ اگلے زمانہ میں شہید لوگ جلتے تنور میں عین سوزش کے وقت اپنے دشمنوں کے لئے دعا مانگتے تھے کہ خدا اُن کے گناہ اُن پر نہ ڈالے اور اُنکو توبہ بخشے اور بہشت کے آرام اور خوشی میں داخل کرے۔ پس اِسی ایک بات پر دشمنوں کو پیار کرنے اور اُن کے خطا کو معاف کرنے کو ہم ختم کرتے ہیں +

اگر ایسی بخشش کے سبب پوچھو یا ایسی طبع کی ضرورت کے باعث چاہو تو خدا کے رحم اور محبت کی طرف ہم اِشارہ کرتے ہیں کہ خدا نے اپنی سلطنت میں گنہگاروں کو ہلاک نہیں کیا بلکہ اپنے دشمنوں کو بچانے کی تدبیر کی۔ اِسی پر خیال کر کے حسد کی جڑ تمہارے دل میں ہرگز نہ رہنی چاہیئے بلکہ بغض کا شعلہ بھڑکتے ہی اُسکو بجھا دینا واجب ہی۔ خدا نے جس طرح تمہیں معاف کیا تم بھی ویسا ہی اپنے دشمنوں کو معاف کرو نہیں تو تمہاری طبیعت خدا کی طبیعت کے موافق ہرگز نہ ہوگی۔ ایسی طبیعت کے رکھنے سے مسیحی مذہب کی بڑائی ہی اور خدا کو جلال۔ خدا غصہ کرنے میں دھیما ہی اور برداشت میں بڑا اور رحیم اور نہیں چاہتا کہ کوئی ہلاک ہووے بلکہ برسوں تلک

رحم کرکے گنہگاروں کی بازگشت کا خواہاں رہتا ہے۔ پھر بھی جب وے توبہ نہیں کرتے اُن سے نفرت کرکے اُنکو ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ اپنے سورج کو بھلے اور بُرے پر روشن کرتا ہے اور رزق سے کسی گنہگار کو محروم نہیں رکھتا۔ چاہیئے کہ یہہ طبیعت خدا ایمانداروں کے دلوں میں ایسی ضرب لگا دے کہ ہرگز اپنے دشمنوں سے اِنتقام لینے کا قصد نہ کریں۔ جیسا پولوس حواری لکھتا ہے کہ بدی کے عوض میں کسی سے بدی نہ کرو اگر تم سے ہوسکے تو تامقدور ہر اِنسان سے ملے رہو اپنا انتقام مت لو بلکہ غصّہ کی راہ چھوڑ دو۔ اِنسان کی نجات میں یہی طبیعت خدا کی مستعمل ہوئی ہے اور اُس پر غور کرنے سے مسیحی اپنے آپکو خدا کی طرح دشمنوں کو پیار کرنیوالا بناویں۔ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر خدا اپنے دشمنوں سے خفا ہوتا تو ہم ہرگز بچ نہ سکتے کیونکہ ہم بھی اُس کے دشمنوں میں شامل تھے اور برخلافی اور گناہ میں اور شریروں کے برابر تھے۔ پر خدا نے رحم دکھلایا اور فضل سے اپنے دشمنوں کو بچایا اُن میں ہم بھی بچ گئے۔ اگر تم اپنے تجربہ سے خدا کی رحمت کو دیکھو اور سمجھو کہ کس طرح اُسنے تم پر رحم کھایا جب تم غفلت اور گناہ میں مبتلا تھے کیسی کیسی بُری طرح سے دنیا سے اپنی خوشی حاصل کرتے تھے اور کبھی بھولے سے بھی یہہ خیال نہیں کرتے تھے کہ میرا خالق اور معبود کون ہے اور کہاں ہے۔ اُس حالت میں خدا نے تم پر صبر کیا اور غضب کی جگہہ میں رحمت آشکارا کی اور روح القدس کے فضل سے تمہیں جگا کر تمہارے دل کی آنکھوں کو روشن کیا اور گناہ تمہارے تم کو دکھلائے اور مسیح کی نجات کی فضیلت تم پر ظاہر کی اور بخشش اور نجات کے اُمیدوار کرکے پاکیزگی کی راہ پر ترغیب دی اور آج تک تمہارے گناہ نہیں یاد کئے بلکہ ساری برکات رحم سے عطا فرماتا ہے۔ پس تم بھی اپنے دشمنوں پر پیار کرنا سیکھو۔ اگر کسی وقت خفگی یا اِنتقام کی طبع تمہارے دل پر غالب آوے تو خدا کے صبر اور اُس کی محبّت کو اپنے آپ پر دیکھکے اُس طبیعت کے شعلہ کو پیار کے پانی سے بجھاؤ اور شکرگذاری ظاہر کرو ✣

خداوند یسوع مسیح کے نمونہ پر لحاظ کرنے سے بھی یہی نصیحت آسکتی ہے۔ دیکھو اُس نے اپنے دشمنوں پر کس طرح پیار کیا اور جن لوگوں نے ملکر اُس کو اذیّت دی اور جان سے مارا اُن کے لئے بھی اُس نے دعا مانگی اور اُنکی بہتری چاہی۔ جب اپنے شاگردوں کو دعا مانگنی سکھلائی یہ الفاظ اُس میں مندرج کئے کہ ہمارے قرض کو معاف کر کہ ہم بھی اپنے قرضداروں کو معاف کرتے ہیں۔ پس یہہ دعا تم ہرگز اپنی زبان پر نہیں لاسکوگے اور خدا سے برکت نہیں مانگ سکوگے جب تک اپنے دشمنوں کو معاف نہ کرو بلکہ جو لوگ دشمنوں کو معاف نہیں کرتے وے اپنے عملوں سے اِس دعا کے مانگنے کے لایق ہووینگے کہ ای خدا ہماری خطا معاف نہ کر کیونکہ ہم اپنے خطاکاروں کو معاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ اپنے دشمنوں سے نفرت رکھتے ہیں حقیقت میں ایسا ہی جواب اپنی ایسی دعا میں پاوینگے۔ دیکھو کیسی سخت طرز خدا نے تم کو واسطے معافی خطائے دشمنوں کے بتلائی ہے۔ پس ہم پر یہہ فرض نہایت ضروری ہے اور خدا کے فضل کا تمہارے ساتھہ وعدہ ہے۔ اگرچہ دشمنوں کو معاف کرنا اِنسان کی اِنتقامی طبع سے محال ہے پر فضل کی مدد سے ممکن ہوسکتا ہے۔ روح قدس اُس کو آسان کر دیتی ہے اور محبّت کی روح تمہاری نفرت کی روح پر غالب آویگی۔ افلاطون نے اِس مقدّمہ میں اپنے شاگردون کو یوں نصیحت کی کہ تم اپنے دشمنوں کے خیال اپنے دل کے صفحہ سے مٹاڈالو تاکہ اُنکی شبیہ تمہارے دل میں کبھی نہ آوے۔ پر مسیحی لوگوں کو معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ خیال اُس کا تکبّر سے تھا کہ دشمنوں کا خیال دل کے صفحہ سے اُٹھا لیویں۔ خدا کا فرض یہہ ہے کہ دشمنوں کی دشمنی کو معاف کرو اور اُن کے جسم اور جان کو پیار کرو اور جس قدر تم سے بھلا ہوسکے اُن سے سلوک کرو۔ یہہ خیال آسمانی ہے اور فیلسوف کا خیال دنیاوی عقل سے تھا + **رباعی** دل کو رکھے دشمنی سے پاک وصاف + دشمنوں کی بھی خطا کیجے معاف + تو نکوئی کروہ خود یاد آئیگا + جو بدی اور ہجو سے رکھتا ہو لاف +

۷ - فصل

فروتنی کی بابت

مسیح پر توکّل رکھنے اور ان فضلوں میں روز بروز بڑھنے کے بوٹے سے فروتنی کی کلی کھلتی ہی جو مسیحی لوگوں کو تمام فضایل کے پھولوں سے زیادہ تر خوشبودار اور خوبصورت دکھلائی دیتی ہی اور یسوعیوں کے سر پر تاج کی طرح زیبا معلوم ہوتی ہی اس کا حصول بدون کمال خاصیات مسیحی کے نہیں ہوتا برعکس اس کے تکبّر مسیحیوں کے لئے بدنما ہی +

اب ہم اُسکے معنے بیان کرتے ہیں جس سے تم معلوم کر سکو کہ کس جہت سے اپنے آپکو اوروں سے حقیر سمجھنا چاہئے اور وہ یہہ ہی کہ جس قدر تم مسیح کی طبیعت میں ترقی حاصل کروگے اُسی قدر اپنے تکبّر میں تنزّل پاؤگے البتہ یہہ نہیں خیال کر سکوگے کہ تم اوروں کی طرح گناہ میں پابند رہتے ہو یا مسیح کے فضل کا انکار کرتے ہو یا تم میں توکّل نہیں یا توبہ نہیں کی یا جن لوگوں نے توبہ نہیں کی اور گناہ میں رہتے ہیں اُن کو تایب اور پاک سمجھ لو اور اپنے آپ کو کہتر جانو کیونکہ ایسے خیال ہو نہیں سکتے اور نہ ہمارا یہہ مطلب ہی - بلکہ بعضے کہتے ہیں کہ ایسا اندھا ہونا انسان کے لئے ہرگز ممکن نہیں کیونکہ جب دوسروں کی پاکیزگی اور ایمان اور توبہ دیکھ سکتے ہیں اور اُس کا اقرار کرتے ہیں تو اپنی نیکیوں سے کس طرح ایسے اندھے ہو سکتے ہیں - یہہ تو ضرور عقل سے بعید ہی کہ کوئی شخص گناہ سے نفرت کرے اور پاکیزگی کو پیار کرے پھر بے دینوں اور بے ایمانوں سے اپنے آپ کو حقیر سمجھے - اگر یہہ مقدمہ اچھی طرح سمجھا جاوے تو یقین ہی کہ ہر ایک سچّے دیندار کے دل میں اِس کی راستی بخوبی متیقّن ہو جائیگی - مثلاً اگر تم دینداری میں ترقی پیدا کروگے اور اپنے دل کی کدورت اور خرابیوں سے واقف ہو جاؤگے تو ضرور سمجھوگے کہ برخلاف روشنی طبعی اور فضل الٰہی کے تم نے گناہ کئے ہیں اور اگر تکبّر اور خودپسندی اور غرور نے تمہیں اندھا نہ کیا ہوگا تو تم ترک

فرایض اور غفلت اور دینداری کی سستی اپنے آپ میں بہت دیکھو گے اور اُن سب خرابیوں پر غم کھاتے ہوگے اور اپنا مزاج بھی ہر وقت ویسا نہیں پاتے ہوگے جیسا تمہیں مطلوب ہو اور خود جانو گے کہ جو فایدہ اور علم اور صحبت ہم کو ملا ہی اُس کے مطابق ہم نہیں چلتے جب تم نے دعا مانگی تو اُس کے جواب میں فضل پایا اور جب کلام کی تلاوت کی تو اُس سے تم کو تسلّی حاصل ہوئی۔ اور تجربہ میں بھی خدا کی رحمت اپنے آپ پر دیکھ لی اور ہر ایک صورت سے تم نے معلوم کیا کہ بہت ہی فضل تم پر کیا گیا ہی جس سے تم کو لازم تھا کہ اُس کے بدلے میں اپنے ایمان اور محبّت سے اطاعت کرتے اور پاکیزگی میں بڑھتے اور ہر ایک گناہ پر غالب آتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور اسی سبب سے اپنے آپ کو سمجھتے ہوگے کہ اَوروں سے بھی تم بدتر ہو جیسے فضل تم پر ہوئے اگر اسی طرح اَوروں پر رحمت کیجاتی تو وہ ضرور ایسے بے وفا نہ نکلتے۔ یہہ طبیعت دینداری میں ترقی پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہی اور اسی سبب سے اوروں سے اپنے آپ کو حقیر سمجھنا سہل معلوم ہوتا ہی جب دیندار آدمی اپنی بے شمار خطاؤں پر افسوس کرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ کوئی بھی خطا کار نہ ہوگا کیونکہ انسان جس قدر پاکیزگی میں ترقی کرتا ہی اُسی قدر اپنے عیبونکو زیادہ معلوم کر سکتا ہی اور اُسی قدر افسوس بھی کرتا ہی۔ پس اِس سبب سے اَوروں سے اپنے آپ کو حقیر جاننا فروتنی کا کمال سمجھنا ہی سوائے اِس کے خداوند مسیح کا فرمان بھی ہی کہ فروتنی سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھو۔ پر ایسا کون سمجھتا ہی بلکہ اکثر آدمی فریسیوں کی طرح دوسروں کو حقیر جانتے ہیں اور اپنے آپ کو بہتر۔ سچے دیندار اکثر وقت اپنے دل میں یہہ خیال کرتے ہیں کہ اگر فضل ہمیں نہ روکتا تو ہم بھی اور گنہگاروں کی طرح سخت گناہوں میں گرفتار رہوتے۔ جو لوگ اپنے آپ کو راستباز سمجھتے ہیں اور اَوروں کو بے دین اُن کی سمجھ میں یہہ بات ہرگز نہیں آتی اگلے زمانیکے فریسیوں نے بھی یہہ بات نہیں سمجھی اور حکیموں کی نظر میں بھی یہہ امر نہایت حماقت اور بے ہمتی کا نشان ہی۔ پر سچے دیندار اپنے دل کو اُس گناہ سے بچاتے ہیں بلکہ ایسے خیال کو آنے سے آگے ہی روک

دیتے ہیں اور خدا کا کلام جس میں یہہ لکھا ہی کہ - وہ جو اپنے آپ کو بلند کرتا ہی پست کیا جائیگا اور وہ جو اپنے آپ کو پست کرتا ہی بلند کیا جائیگا - اپنی نظر میں رکھکر ہمیشہ اپنے آپ کو اوروں سے پست جانتے ہیں + **رباعی** فروتنی ہی سے پاتا ہی ہر کوئی عزّت + زمیں پہ آنے سے بادل کا نام ہی رحمت + جو پست ہو وہ بلندی کا رتبہ پاتا ہی + کہ آفتاب کو ہی پست ہونے سے رفعت +

۸ - فصل

خانہ دار یسوعیوں کے چند فرایض وطبایع خاص کے بیان میں +

آگے ہم بیان کر چکے کہ راستی اور عدل اور رحم اور حلم اور تحمّل اور محبّت اور فروتنی پڑوسیوں وغیرہ کے ساتھ سب یسوعیوں کو ضرور ہی - پر اب ہم وہ خاص فرایض جو عیال داروں پر واجب ہیں بیان کرتے ہیں - جورو اور خاوند پر وفاداری اور محبّت ایک دوسرے کی فرض ہی پر خاوند پر بالتخصیص پرورش عیال اور انتظام خانگی واجب ہی اور جورو پر امداد اور اطاعت خاوند کی اور بحالت مناکحت طرفین پر پاکدامنی اور عفّت بھی فرض ہی کیونکہ اعضاے جسمانی دونوں کے ایک دوسرے کا مال اور ملک ہوتے ہیں - پس ہرگز نہیں چاہئیے کہ اُنکو صرف بیجا میں لاویں - اگر کوئی دونوں میں سے ایسا کرے تو کبھی بے سزا نہ چھوٹے کیونکہ خدا نے فرمایا ہی کہ کوئی حرامکار یا زانی بے سزا نہ چھوٹے اور آسمان کی بادشاہت کا وارث نہ ہووے گا - دنیا میں بھی مطابق کلام ربّانی کے زنا کا گناہ بہت ہی کبیرہ سمجھا گیا ہی اور اگر مسیحی لوگوں میں یہہ گناہ اجرا پاوے تو پاکدامنی اور وفاداری کا نام گم ہو جاویگا اور کسی گناہ کے کرنے میں روک ٹوک نہ پائی جاویگی - اور صرف اِس خطا سے ہی نہیں پرہیز چاہئیے بلکہ اُس کی علامات اور گفتگو اور اِشارات اور نظربازی اور سب ایسے طریقوں سے جس سے شہوت بیجا کو انگیز ہو احتراز کرنا چاہئیے -

افسوس ہی کہ مسیحی لوگوں میں بسبب دستور پرستی کے بہت ایسی رسوم نے رواج پایا ہی جو پاکدامنی اور عفت کے برخلاف ہیں۔ پر دینداروں کو جو دعوی پاکیزگی کا رکھتے ہیں ایسی رسوم سے کنارہ کش ہونا چاہیئے اور اپنے دل کو ناپاک خیالوں اور بدنظریوں اور بیہودہ ٹھٹھے اور تماشا سے جو ظاہرا پلید کام ہیں محفوظ رکھنا لازم ہی۔ مرد ایسے طریق پر رہیں جس سے اُنکی وفاداری اور عصمت معلوم ہووے اور عورات اپنی گفتگو اور چال چلن ایسی رکھیں جس سے اُن کی پاکدامنی اور عفت ظاہر ہووے کیونکہ فرض دونوں پر برابر ہی۔ پھر کوئی مرد یا عورت اپنے فرایض سے خدا کی نظر میں آزاد نہیں ہو سکتا۔ اِس وفاداری کے ساتھ محبت بھی لازم ہی کیونکہ شادی کی خوشی محبت پر ہی منحصر ہی۔ جہاں محبت کا پھول نہیں کھلتا وہاں خوشی کی بو ہرگز نہیں آتی اور مناکحت نوکری سے بھی بدتر بلکہ قید کے برابر معلوم ہوتی ہی۔ خدا نے شادی میں ایک کو دوسرے کا غلام نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے کی اِمداد اور خوشی اور اطاعت کے لئے معین کیا ہی۔ جب یہہ نسبت باغ عدن میں خدا نے آدم اور حوا میں ظاہر کی تو فرمایا کہ آدمی اپنے ماباپ کو چھوڑیگا۔ اور اپنی جورو سے ملا رہیگا۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ نسبت صرف ظاہری پابندی نہیں بلکہ باطنی محبت ہی اور ہرگز ٹوٹ نہیں سکتی۔ اگرچہ سب لوگ جانتے ہیں کہ محبت کے نہونے سے زنا کے گناہ کا اِنسداد نہیں ہو سکتا مگر علاوہ اُس پر یہہ بھی ہی کہ شادی کا مطلب بھی بے محبتی میں فوت رہتا ہی کیونکہ جس جگہہ دلی عقد مطلوب ہو وہاں صرف ہاتھوں کے جوڑنے اور زبانوں کے باندھنے سے کام نہیں نکل سکتا۔ اگر دوستی باہمی کامل نہ ہو تو بے وفائی کا ہونا ممکن ہی بلکہ ایک دوسرے کا ہونا بوجھ کی مانند سمجھینگے اور خوشی جاتی رہیگی۔ اِسی واسطے خدا نے بارہا اپنے کلام میں فرمایا کہ خاوند اور جورو نہ صرف اپنے بستر پاک رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ملے رہیں بلکہ مرد اپنی جورو کو پیار کریں جیسا اپنے ہی بدن کو پیار کرتے ہیں اور وہ جو اپنی جورو کو پیار کرتا ہی اپنے آپ کو پیار کرتا ہی۔

ظاہر ہی کہ کسی آدمی نے کبھی اپنے بدن سے نفرت نہیں کی بلکہ اُسے ایسا پالتا اور پرورش کرتا ہی جیساکہ خداوند مسیح نے اپنی جماعت کو چاہا +

اگرچہ شادی کے پیچھے لوگوں کی کمزوری اور قلت ایمان اور مزاج کی بے انصافی سے طرح طرح کے فساد آپسمیں برپا ہوتے ہیں مگر فرایض ویسے کے ویسے ہی قایم رہتے ہیں پھر خدا نے اپنے حکم کی محکمی کے واسطے اِس مقدمہ میں یوں فرمایا کہ خاوند اپنی جورو کو ایسا چاہے جیسے مسیح نے اپنی جماعت کو چاہا - تم جانتے ہو کہ مسیح اپنی جماعت کو کس طرح چاہتا ہی اور اُن کی خبرداری اور بہتری کا کیسا بندوبست کرتا ہی - تم بھی ویسا ہی اپنی جورو کا انتظام کرو جیسا وہ تمہاری کمزوری اور نافرمانی کی برداشت کرتا ہی - تم بھی ویسے ہی صابر ہوکے اپنے گھر کی بہبودی چاہو اور جیسا وہ تم میں نقص اور عیب نہایت نفرت انگیز دیکھتا ہی تو سردمہری سے تمہارے نقصان کا خواہاں نہیں ہوتا اور نہ تمہیں اپنے گھر سے نکال دیتا ہی بلکہ ویسی ہی ملایمی اور رحمت دکھلاتا ہی جیسی ابتدا میں کی - تم بھی اپنے عیال کو ایسے ہی اطوار اور اوضاع دکھلاؤ - جو جورو اور خاوند آپس میں وفاداری اور محبّت میں کامل ہوتے ہیں - اُن میں صرف دنیاوی نسبت کے نتایج ہی درکار نہیں بلکہ روحانی فواید بھی مطلوب ہیں اور اُنکی جڑ اور بنیاد خدا کی عبادت اور بندگی ہی - شادی میں صرف حُسن صورت کی فراوانی اور خوش طبعی ظاہری کی بے پایانی اور دنیاوی دولت اور جوانی اور شہوت پرستی نفسانی پر ہی نظر نہ ہو بلکہ شیطان اور نفس جو دشمن جانی اور روحانی ہیں اُن کی تنبیہ اور تادیب کے واسطے ہتھیار سمجھنے چاہیئے - اکثر لوگ جو ظاہری حُسن پر عاشق ہوکر شادی کرتے ہیں بڑھاپے میں جب وے حُسن اور ظاہری خوشنمائی جو دایمی نہیں دور ہوجاتی ہی تو اُن کی محبّت بھی زایل ہوجاتی ہی اور دنگے اور فساد اور بے وفائی ظہور میں آتے ہیں - ہر مسیحی کو اِن باتوں پر مبتلا ہونا چاہیئے - صرف نیک چال اور ظاہری علم پر بھی مفتون نہ ہوجاوے اور میٹھی باتوں کو سُنکر مکھی کی طرح شادی میں پابند نہ ہووے کیونکہ اِن سب باتوں میں اِستقامت نہیں ہی -

آخر کو تکبّر اور دنیا اور خود غرضی اِن سب نعمتوں پر غالب آویگی اور شادی کا مطلب جاتا رہیگا۔ مسیحی خاوند اور جورو کی محبّت ایسے ریگستانی سرایوں پر نہ ہووے بلکہ کسی پختہ بنیاد پر قایم ہونی چاہیے اور یسوعی لوگ اِس نیّت پر شادی نہ کریں کہ اُن کی جورو ناچنے اور گانے اور محفل میں شیریں کلامی سے خوش کرنے کی اِمداد کریگی کیونکہ یہ سب دنیاوی خیال ہیں اور اِن میں پایداری نہیں۔ اُن کی شادی کی بنیاد خدا کی فرماں برداری کی نیّت پر ہونی چاہیئے اور اِس واسطے اپنی جورو کو پیار کریں کہ خدا نے فرمایا ہی کہ تم اپنی جورو کو پیار کرو اور تعریف یا عزّت یا گھر کی خوشی بڑھانے کے لیئے پیار نہ کریں۔ اگر لوگ خدا کی فرماں برداری پر نظر کرکے پیار کریں تو کئی عیبوں اور نقصانوں سے چشم پوشی کرکے اپنی اپنی عورتوں کو پیار کر سکینگے اور جورو اپنے خاوند کی تابعدار رہ سکیگی نہیں تو عداوت اور غضب آندھی کی طرح ادنیٰ ادنیٰ باتوں سے اُٹھکر سارے آراموں کو اُڑا دینگے اور جان ایسی تلخ ہوگی جیسے پہلے شہوت کے خیال نے شیریں کی ہوگی اُمید اور امن اور دلی چین بالکل جاتی رہیگی۔ جورو اور خاوند کے دل میں محبّتِ اِلٰہی کی سلطنت چاہیئے تاکہ وے اپنے دلوں سے ایک دوسرے کے ساتھ مِلکے عبادت اور بندگی میں اوقات بسر کریں اور خدا کے قانون کے موافق ایک دوسرے کو اِسی نیّت سے چاہیں کہ باہم مِلکے عبادت کریں۔ جہاں شادی خدا کی عبادت کی نیّت پر نہیں ہوتی وہاں ایک دوسرے میں وفاداری اور محبّت بھی نہیں ہوتی اور نہ اُن سے اور فرایض کی توقع ہوتی ہی۔ اِسی واسطے ہم نے سب سے پہلے یہہ ہی فرض بیان کیا اور سوائے اِسکے اور فرض بھی ہیں جنکا بیان اب کرتے ہیں +

پہلا۔ خاوند کو جورو کی پرورش لازم ہی۔ ہرگز مناسب نہیں کہ کوئی دُکھ کے وقت میں اپنی جورو کو ترک کر دیوے یا اُس کی پرورش میں اپنے جیتے جی دریغ کرے بلکہ ایسا کرنا چاہیئے کہ بعد وفات خاوند کے بھی افلاس کی حالت میں نہ رہے۔ پس اپنی زندگی کی حالت میں فضول خرچی سے باز رہکے اور ہر طرح کا اِنتظام کرکے اِتنا مال اُسکی پرورش کے لیئے جمع کرو جس سے بعد مرنے تمہارے

کے بغیر دانیگری کسی دوسرے کے اپنی اوقات بسر کر سکے - ایسا ہی جورو کو بھی مناسب ہے کہ اپنے خاوند کے ساتھ محبّت کر کے اُسکے گھر کا بندوبست کرے اور خرچ بیجا نہ کرے اور اپنے جسم کی آراستگی کے لئے زیور اور لباس میں بہت مال صرف نہ کرے بلکہ سادگی اور خوش روئی سے خاوند کے آرام کو مقدّم سمجھکے نہایت احتیاط سے گذارہ کرے اور صبح شام دن رات اپنی کہنگی چوٹی سرمہ کاجل مسّی دنداسا عطر پھلیل زینت زیب لباس پوشاک زیور گہنے کی بناوٹ میں مصروف ہوکے سب کاروبار کو چھوڑ کے تصویر کی طرح منتظر خوشامد اور تملّق اور چاپلوسی اور ناز برداری خاوند کی ہوکے مسند پر نہ بیٹھی رہے - کیونکہ ظاہری زیور اور لباس میں کچھ فرحت اور خوشی نہیں بلکہ خوشی کی جڑ دل کی محبّت اور ایک دوسرے کا اتفاق ہے ایک دوسرے کو خوش رکھنے کی نیّت پر ہزاروں چیزیں جن کو دل چاہتا ہو اور نظر میں اچھی معلوم ہوتی ہوں ترک کر کے مال کو واسطے بہتری اور منافع حال اور استقبال کے جمع رکھیں تاکہ اُن کی اولاد کو بھی فایدہ پہنچے - افسوس ہے کہ لوگ اپنی جورو کو کھلانے پہنانے کے لئے صدہا روپیہ خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں میں اُن کی بڑائی ہو اور خدا کے حکم کی نافرمانی میں ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں اور نہ دعاؤں میں شامل ہوتے ہیں نہ کلام کی تلاوت میں ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کی غارت اور ہلاک کا سبب ہوکر معاصی میں پھنسکے عاقبت کو خراب کرتے ہیں - اُنہیں چاہیئے کہ ایسی چال چلن رکھیں جس میں جورو خصم کو ترغیب دیوے اور خصم جورو کو سکھلاوے کہ خدا کی فرماں برداری میں دن کاٹیں اور مسیح کی اطاعت میں اپنی تمام عقل اور دل خرچ کریں اور معلوم کریں کہ اُن کا میل صرف دنیاوی نہیں بلکہ دونوں عاقبت کے ساتھی ہیں. اور جب جوانی میں یہہ طریقہ رکھینگے تو بڑھاپے اور بیماری اور کمزوری اور افلاس یا تونگری میں اُن کی محبّت قایم رہیگی اور عاقبت کی خوشی میں آپسمیں خوشوقت رہ سکینگے نہیں تو جس وقت دونوں میں سے کسی پر شہوت غالب ہوگی جھگڑا اور بے انصافی پیدا کریگی اور اُن کے گھر میں خرابی اور تباہی واقع ہوگی - اگر دونوں کا توکّل خدا پر ہو تو

دونوں ملکے دعا مانگ سکینگے اور ایک دوسرے کی امداد کر سکینگے اور ایک دوسرے کی کمزوری سے واقف ہو کر ایک دوسرے کو آپس میں تقویت بخش سکینگے اور دونوں ملکر شیطان اور نفس اور دنیا اور گناہ کا مقابلہ کر کے مسیحی مذہب کو بڑائی دے سکینگے +

دوسرا - خاوند کا ایک یہہ کام ہے - کہ اپنے گھر کی حکومت کرے کیونکہ خاوند جورو کا سر ہے جیسے مسیح اپنی جماعت کا سر ہے - پس اگر کبھی خاوند یہہ اپنا عہدہ جورو کے سپرد کرے تو بہت گناہ ہے جیسا کوئی فوج کا افسر لشکر کی حکمرانی کسی حقیر سپاہی کے اختیار میں کر دیوے تو گنہگار ہوتا ہے - ہاں جیسے سر کو اپنا مطلب سارے جسم سے الگ نہیں ہوتا اور نہ کوئی فایدہ اپنے لئے جدا حاصل کرنا چاہتا ہے ویسا ہی خاوند بھی اپنی جورو سے الگ کوئی مطلب اپنا نہیں رکھتا اور نہ عورت کسی کام کو اُس سے مخفی اپنی حکومت سے حاصل کرنا چاہتی ہے کیونکہ خدا نے جو گھر کی حکومت خاوند کو دی ہے سو صرف واسطے بہبودی جورو اور گھر کے ہے - اور کوئی خاوند اِس حکومت میں عدالت نہیں کر سکتا جب تک اُسکے دل میں خدا کا خوف اور نیت بہبودی جورو کی نہ ہو - ایسا خاوند ایسی حکومت کرتا ہے جیسے کوئی غلام پر حکمرانی کرتا ہو اور انجام اُس کا خراب ہوتا ہے - کلام میں لکھا ہے کہ تو اپنی جورو کی عزت کر کیونکہ وہ نازک اور سبک ترین ہے گویا کہ یہہ ایک طریقہ عزت کا واسطے جورو کے خدا نے بتلایا ہے تاکہ کوئی ایسی تند مزاجی سے حکمرانی نہ کرے جس سے اُس کی نزاکت کے بدن پر چوٹ لگے اور اُسکی زندگی کا مزہ تلخ ہووے کیونکہ وہ ایک دوسرے کی لذت اور خوشی کے ظروف ہیں +

(۱) ایک فرض جورو پر یہہ ہے - کہ اپنے خاوند کو رنج اور تکلیف میں تسلی دیوے اور اُس کے کاموں میں امداد کرے - یہہ بات کچھ گھر کے بندوبست سے متعلق نہیں بلکہ اُس کی اندرونی طبیعت اور دلی محبت پر موقوف ہے - گھر کے کاروبار میں دونوں مشترک ہیں - خاوند پیدا کر کے لاتا ہے اور جورو حکمت اور دانائی سے صرف کرتی ہے - اِس میں دونوں مشترک ہیں پر تسلی بخشنی خاص جورو کا کام

ہی جس کی ایسی سمجھ ہو کہ وہ جانے کہ یہہ بھی ایک ضروری ہی کام خاوند کا ہی۔ پس خاوند بڑی تکلیف میں بھی راحت پا سکیگا*

(۳)۔ جورو کا فرض خاوند کی فرماں برداری بھی ہی۔ جب حوّا جو سارے جہان کی ما ہی پہلا گناہ کر کے خدا کے حضور میں گنہگار ٹھہری تو خدا نے عورت کی ذات پر قہر نازل کیا اور فرمایا کہ تیری مراد تیرے خاوند سے ہوگی اور وہ تجھ پر سلطنت کریگا۔ اسی واسطے عورت کو چاہئیے کہ حلم اور فروتنی سے اپنے خاوند کی فرماں برداری کرے اور ہرگز اطاعت میں انکار نہ کرے۔ اگر کوئی عورت تکبّر سے اپنے آپ کو اِس قدر بڑھاوے کہ خدا کے حکم کے برخلاف اپنے خاوند پر حکمرانی کرے تو سخت گناہ ہی اور ایسے گھر میں راحت اور چین نہیں ہوتی۔ البتہ بعضی عورات کو عقل اور لیاقت اِنتظام اور حکومت کی خاوند سے زیادہ ہوتی ہی اور ایسے گھر میں خاوند کی حکومت کا عدم و وجود برابر ہی بلکہ ضرور جورو کو سلطنت کرنی چاہئیے لیکن یہہ خدا کے حکم کے برخلاف ہی۔ اگر اُسکی عقل یا لیاقت زیادہ ہو تو بطور مشیر یا مصلح کار کے اپنے خاوند کو سمجھا دیوے اور یہہ نہیں چاہئیے کہ کل اختیار اپنے ہاتھہ میں لیوے۔ عقل کی فضیلت تو ہر ایک جگہہ میں ہی اگر نوکر بھی خاوند سے زیادہ عقلمند ہو تو اس کی صلاح بیش بہا ہوتی ہی اور غلام کی نصیحت بھی آقا پذیرا کر لیتے ہیں لیکن کبھی کسی نے کل اختیار اِن لوگوں کے ہاتھہ میں نہیں دیا۔ خدا کے کلام میں اِس حق کا صاف صاف بیان آگیا ہی اور نیک عورات ہر زمانہ میں اِسی طرح اپنے خاوند کی اطاعت کیا کرتی رہی ہیں۔ سارہ ابراہیم کو اپنا خداوند کہتی تھی ایسی ہی جو خدا ترس عورات ہیں وے اپنے خاوند کے وسیلے سے خدا کی اِطاعت کرتی ہیں اور جو درجہ اُن کا خدا نے مقرر کیا ہی اُسی پر رہنے میں ہرگز دریغ نہیں کرتی ہیں۔ اکثر اوقات ایسا بھی ہوا ہی کہ بے دین خاوند دیندار جورو کے ذریعہ سے خدا کی طرف متوجہ ہوئے اور بے دین جورو دیندار خاوند کے وسیلے سے ایماندار ہوئی ہیں پس آپسمیں فایدہ اُٹھانا اور ایک دوسرے کی عقل اور لیاقت سے بندوبست کی اِمداد لینی

اور ایک دوسرے کی دینداری اور ایمان سے اثر پذیر ہونا عین مراد شادی کی ہے ۔ رباعی
زن و شوہر پہ واجب ہی یہہ دایم * کہ اُلفت میں ہوں یکدیگر کے قایم * گذاریں عمر طاعت میں خدا کی * کریں متروک دل سے سب زمایم *

۹ - فصل

فرایض والدین کے نسبت اولاد کی

بعد آدائے فرایض زوجہ اور خاوند کے فرض اولاد زیادہ تر قریب ہے - یہہ کئی باتوں پر مشتمل ہے جن کا ذکر کیا جاتا ہے - یے اُمور کیا جسمانی کیا روحانی ہر ایک یسوعی کو دل سے صرف خدا کے واسطے ادا کرنے واجب ہیں *

(۱) سب فرایض سے پہلے یہہ فرض ہے کہ بچّوں کو لڑکپن سے محنت اور مشقت کی عادت ڈالیں اور کاہلی سے نفرت کرنی سکھلاویں کیونکہ اُس سے روح اور بدن کا نقصان ہے اور ہر ایک قسم کی بُری خصلتوں کی پیدایش ہوتی ہے - خدا کے کلام میں تذکرہ ہے کہ - شیطان سُست ہاتھوں کو ڈھونڈھتا ہے تاکہ اُس سے بُرائی کراوے - علی الخصوص مفلسوں کو چاہیئے کہ اپنے بچّوں کو لڑکپن سے کوئی ایسی صناعت اور ریاضت سکھلاویں جس میں صرف پیدایش روٹی کی اور اُمید زندگی بسر کرنیکی منظور نہ ہو بلکہ چوری کی عادت اور انواع انواع کی بدعتوں سے جن میں سوائے قید اور آوارگی ہووے بچا سکے - دولتمندوں کو بھی چاہیئے کہ اپنی اولاد کو محنت سے باز نہ رکھیں تا کہ وہ اپنے اوقات اور لیاقت اور دولت بُرے کاموں میں صرف نہ کرے - وہ بچپن سے سمجھے کہ دولت اور جایداد اور شرافتِ نسب کسی کو بُرائی اور گناہ سے باز نہیں رکھ سکتی - جب تک دل کسی اچھی سوچ میں اور جسم کسی نیک کام میں مصروف نہ ہو بغیر محبّت شغل کے دل انسان کا ایسا خراب رہتا ہے کہ ہمیشہ بُرائی میں خوشی ڈھونڈھتا ہے اور کاہل وجودوں کی صحبت تلاش

کرکے اپنی اوقات کو ایسے کاموں کے فکر میں ضایع کرتا ہی جن میں تھوڑی دیر راحت اور خوشی ہو۔ برعکس اُسکے اگر بچپن سے لکھنے اور پڑھنے اور علم حاصل کرنے اور عمدہ شاعروں اور نبیوں کی کتابوں کے مطالعہ سے خوشی حاصل کرنی سیکھ لیوے تو واسطے تمام عمر کے ایسے بیت السرور کے دروازہ کی کنجی ہاتھ آویگی کہ کبھی اُس سے ہٹنے کا ارادہ نہ پیدا ہوگا اور ہمیشہ عقلی اور اخلاقی خوشی ڈھونڈھیگا اور اپنے رتبہ میں عزت دار اور صاحب شوکت اور اپنے ہمجولیوں میں نورانی ستارہ کی طرح چمکتا رہیگا۔ یے امور والدین صرف زبان سے ہی نصیحت کرکے نہ بتلاویں بلکہ آپ اُن کے سامھنے کرکے بطور نمونہ کے دکھلاویں تاکہ اُن کی عادت تضیع اوقات اور غرور سے جو دولت کے ہمراہ ہمیشہ ہوتا ہی اور ناچ اور راگ اور رنگ اور شکار کی خوشیوں سے جو دولتمندوں کے لڑکے اکثر تلاش کرتے ہیں محفوظ رہیگی۔ لڑکوں کے سامھنے ایسا کام کرنا چاہیئے جس سے وے سمجھیں کہ ہمارا باپ صرف ہم کو زبان سے ہی نہیں کہتا بلکہ خود کرتا ہی اور اس میں ہماری بہبودی جانکے ہمارے سکھلانے کو کرتا ہی۔ اگر نمونہ اُن کے سامھنے نہ ہو تو نصیحت بیفایدہ ہی بلکہ تنبیہ اور تادیب یک گونہ بے رحمی ہی اور اُلٹا نقصان کرتی ہی +

(۳) یہہ بھی والدین پر فرض ہی کہ اپنے لڑکوں بالوں کی پرورش کا آپ ہی تردد کریں اور اپنی جماعت میں مقید رکھیں۔ اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں کہ بچوں کو بچپن میں کوئی ایسا پیشہ نہ سکھلاویں جس سے وے اپنی جوانی میں فقط اوقات گذاری کرسکیں بلکہ ایسا کام سکھلانا چاہیئے جو اُن کے رتبہ کے موافق ہو۔ نادار لوگ اپنی اولاد کو ایسا پیشہ سکھلاویں جس سے اُن کی معاش ہو سکے۔ اور تونگر ویسے ہنر کی تعلیم دیویں جس سے لڑکا اپنے رتبہ سے حقیر نہ ہووے۔ بعضے آدمی یہہ سمجھکر کہ اپنی اولاد کے لئے کچھ دولت چھوڑیں روپیہ کو اپنے صرف میں نہیں لاتے نہ خیرات کرتے ہیں نہ خدا کے نام پر دیتے ہیں پس دولت واسطے فایدہ اولاد کے جمع کرتے ہیں۔ اس میں بہت نقصان ہی۔ اور جو لڑکے ایسی دولت حاصل کرتے ہیں ہمیشہ عیاشی اور خوش لباسی اور فضول خرچی

اور بدمزاجی اور قسم قسم کے معاصی سے مغلوب ہو جاتے ہیں سب سے اچھا ہنر لڑکوں کے لئے علم ہی اگر ذہن اور ذاتی لیاقت لڑکوں کی علم کے لئے کافی ہو اور اُس کا فایدہ بھی آیندہ کے لئے متصوّر تو ضرور علم پڑھاویں۔ اور اگر اشتباہ ہو کہ تحصیل علم لڑکے کی طبع سے بعید ہی اور لیاقت بھی نہیں یا علم کی کچھ قدر و منزلت نہیں تو کسی قسم کا پیشہ سکھلانا واجب ہی۔ والدین ہرگز اس میں غفلت نہ کریں۔ روحانی باتوں کی ترغیب اور تعلیم بچّوں کے لئے جسمانی باتوں سے بھی اعلیٰ تر ہی۔ اس لئے ہم والدین کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کیونکہ اس سے بڑا کوئی لفظ ہمارے پاس نہیں جس سے ضرورت اِس فرض کی بیان کر سکیں کہ ماباپ پہلے ہی سمجھیں کہ جب تک اُنہوں نے اپنی اولاد کو خدا کی راہ پر ترغیب نہ کی ہو تب تک گویا کوئی فرض اپنے ذمہ سے ادا نہیں کیا۔ چنانچہ اسی کو اپنی زندگی کا مقدّم کام سمجھیں کیونکہ خدا نے جو اولاد دی تو صرف اسی واسطے کہ تم اُسے اُسی کی راہ کی ترغیب کرو۔ خدا نے موسیٰ کو اس طرح کہا کہ بنی اسرائیل کو سمجھاوے کہ یے باتیں کہ آج کے دن میں تجھے فرماتا ہوں تیرے دل میں رہیں اور تو یہہ باتیں تقیّد سے اپنے لڑکوں کو سکھلا اور تو اپنے گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور سوتے اور جاگتے اُنہیں ورد کر اور تو اُنہیں نشانی کے لئے اپنے ہاتھ پر باندھ کہ یے تیری آنکھوں سے اُجھل نہ ہوں۔ جتنے وعدے خدا نے یعقوب کے ساتھ کئے اور جو کلام کہ ابراہیم کو فرمایا سو سب اُن کی اولاد کے واسطے متصوّر ہوئے *

لڑکوں کو خدا کی راہ کی تعلیم کرنی ابتدا سے لیکر انتہا تک سارے انبیا نے فرمائی۔ انجیل میں بھی یہہ فرض بار ہا ذکر ہوا کہ ای بچّے والو تم اپنے فرزندوں کو آزردہ نہ کرو پر خداوند والی تربیت اور نصیحت کر کے اُن کی پرورش کرو۔ خدا کا علم اور اپنے گناہوں کی شناخت اور خدا کی رحمت جو یسوع مسیح کے وسیلے سے ظاہر ہوئی۔ اُس کا علم اور روح کے وسیلے سے جو دل کی تبدیل ہی اور نفس اور دنیا اور گناہ اور عاقبت اور دوزخ اور بہشت کا ذکر اُن کے سامھنے ہونا چاہیئے اور اُن کو نصیحت دیجاوے اور خدا کے کلام سے تعلیم ملے۔ اُن کے ساتھ اور اُن کے لئے دعا مانگنی

ہر ایک صاحبِ اولاد پر مناسب ہی۔ اور سبب اِس کا یہہ ہی کہ ہر ایک بچّے والا اپنی اولاد کو چاہتا
ہی اور اُن کی بہبودی کا خواہاں ہوتا ہی اور یہہ بھی جانتا ہی کہ اُن میں ایک شی روح ہی جس کی
تعلیم مطلوب ہی۔ اگر اِس تعلیم میں غفلت ہو تو دولت اور دنیاوی معیشت اور کوئی آسایش
اُن کو فایدہ نہ دیگی۔ اور یسوعی محبّت سے بعید ہی کہ اُن کے جسم کا فکر کریں اور روح کے نقصان
کو اُنکی آنکھوں سے چھپا کر عاقبت میں گوارا کریں ہ وے جانتے ہیں کہ خدا نے اِن پودوں کو ہماری
شاخ میں سے نکالا اور ہمارے دل میں اِن کی محبّت ڈالی تاکہ ہم اُنہیں پالیں اور پرورش کریں پس
جیسے دنیا میں محبّت سے پرورش کرنا جسم کا لازم ہی اُسی محبّت کی ترغیب سے روحانی بھلائی بھی
اُنکے لئے تلاش کرنی واجب ہی۔ اگر وے خدا کی راہ پر نہ چلیں اور گناہ کی مغفرت نہ پاویں تو اُن کی
روح ہلاک ہوگی۔ اور کوئی باپ یا ما اپنی اولاد کی ہلاکت کا خواہاں نہیں ہو سکتا جیسا کہ اُن کی
بیماری میں حکیم اور دوا کا فکر کرتے ہیں تاکہ بیماری جاتی رہے اور جیسے اُنکی مفلسی کی دردمندی پر
پیشہ یا ہنر سکھلاتے ہیں ویسے ہی اُنکی روحوں پر رحم کرکے خداوند یسوع مسیح پر توکّل رکھنا بھی سکھلانا
لازم ہی۔ اگر تم کو یقین ہی کہ عاقبت صحیح ہی اور گناہ کی سزا اور نیکیوں کی جزا ضرور ہی اور بچنے کی
راہ وہی ہی جس کو آپ تمنے پکڑ کے تسلّی پائی ہی تو کس طرح نہ چاہو گے کہ ہماری اولاد بھی اُس میں
شریک ہو بلکہ خدا کی محبّت جو اُن کے دل میں بستی ہی اور چاہتی ہی کہ اَوروں کو بھی دے نجات کی راہ
بتا دیں تو اپنی اولاد کی نجات کو بطریق اَولیٰ چاہینگے کیونکہ وے ہرگز نہیں دیکھہ سکینگے کہ بچانے والیکے
ہوتے دم اُن کی اولاد ہلاک ہووے۔ یہہ فکر سچّے دیندار والدین کو بہت ہی ہوتا ہی اور یہی
فکر اُن کی بہتری کے فکر کو بھی پیدا کرتا ہی اور اکثر اوقات خدا اُنکا ارادہ ظہور میں لاتا ہی۔ اِسی
نیّت سے اپنی اولاد کو صحبتِ بد سے ہٹاتے ہیں بُری کتابوں کے پڑھنے سے باز رکھتے ہیں بُرے
کاموں کے کرنے سے حتی المقدور روکتے ہیں اور برعکس اُن کے نیک صحبتوں اور کلام کی تلاوت اور
نماز اور دعا میں اُن کا ہونا غنیمت سمجھتے ہیں اور اولاد بھی اپنی بہتری کی رعایت پر نظر کرکے نصیحت مان

لیتی ہے۔ اور جہاں اولاد ماباپ کو اِس طرح خدا کی راہ میں اور اپنی روحانی بہبودی غیرتناک
اور سرگرم نہیں دیکھتی وہاں خدا کی عبادت اور سب مذہبی مقدمات میں سُبکی اور غفلت ظاہر
کرتی ہے۔ ایسے بچّوں کو دوسرے دینداروں کی نصیحت اور واعظ کی وعظ بھی فایدہ نہیں دیتی
کیونکہ وے جہالت اور تکبّر اور بے ایمانی میں تعلیم پاتے ہیں پھر نیکی کے راستے میں قدم نہیں رکھ
سکتے۔ اور ایسے لڑکوں کے سامھنے افلاس یا موت یا اَور کوئی نقصان خاندان میں ہو تو بھی
اُن کے دل نرم نہیں ہوتے۔ جن کاموں کے وسیلے سے خدا نے اپنے بندوں کو اپنی طرف
کھینچنے کا طریقہ مقرر کیا ہے وے پروردگاری کے کام بھی اُن کی نسبت کارگر نہیں ہوتے۔ پر شکر ہے
خدا کے فضل کا جو بے سبب بھی کبھی کبھی نجات کا خیال گنہگاروں کے دل میں ڈالتا ہے اور ہزارہا
اطفال جنکے والدین بے دین ہوتے ہیں خدا کے فضل سے دل کی تبدیل پاتے ہیں اور ایمان اور
راستی سے برومند ہوتے ہیں اور جماعت کی محفل میں شمع کی مانند چمکتے ہیں جن کی روشنی سے
اَوروں کے دل روشن ہوجاتے ہیں۔ پر یہہ تعریف اُن کے والدین کی نسبت نہیں سمجھی جاتی اور
نہ اُنکے فرضوں کا ادا ہونا اِس میں پایا جاتا ہے۔ خدا والدین کو ہمیشہ ذمہ وار گنتا ہے اور ہرگز اسکی
سزا اور جزا سے چھٹکارا نہیں بخشیگا۔ ابرہام جو تمام ایمانداروں کا باپ کہلاتا ہے اِسی سبب سے
برگزیدہ ہوا کہ اُس نے اپنے سارے گھرانے کو خدا کی تعلیم میں رکھا۔ اگرچہ اُس میں اَور خوبیاں بھی
بہت تھیں لیکن اِسی بات کا تذکرہ بارہا کلام میں کیا گیا اور اِسی سبب وہ خدا کا دوست
کہلایا۔ اولاد میں خدا کی عزّت اور خاندان میں خدا کا خوف اور محبّت ہونی ایک بڑی نعمت ہے۔
کیسی کیسی دھمکیاں اور ڈر اور وعید اُن والدین پر خدا کے کلام میں لکھی ہیں جنہوں نے اِس فرض
کے ادا کرنے میں تغافل کیا۔ بزرگ ایلی اگرچہ ساری باتوں میں بزرگ گنا گیا تھا تو بھی جب اُسکے
لڑکے بُرے نکلے اور جب چاہیئے تھا کہ سختی سے پیش آتا اُس نے اُنہیں نہ روکا اور تھوڑی سی تنبیہ
دی اور جب اُسے لازم تھا کہ اُن کو ڈانٹتا یا حاکم کے حوالہ کرتا اُس نے صرف نرمی سے اپنی نارضامندی

ظاہر کی۔ پس وہ یہاں تک بگڑے کہ خدا کی قربانگاہ پر لات ماری اور اُسنے خدا کی عزّت سے
زیادہ اپنے لڑکوں کی عزّت کی۔ تب اُس خاندان کی غارت کی خبر جو آئی ہی تم پڑھکے دیکھ لو
یقیناً خدا اُن کو عزّت بخشتا ہی جو اُس کی عزّت کرتے ہیں اور اُن کو حقیر کرتا ہی جو اُس کو حقیر جانتے
ہیں۔ اور اُسی واردات سے یہہ بھی معلوم ہوگا کہ یہہ فرض کیسا بڑا ہی۔ اِس دنیا میں بھی ایسے
لڑکے کتنے ہی امتحانوں اور کئی خرابیوں میں پڑتے ہیں خصوصاً اُن کی اپنی ہی شہوت اور
غصّہ اور حسد اور تکبّر اور خودپسندی کے سبب سے کئیں بلائیں اُن پر وارد ہوتی ہیں۔ اگر لڑکپن
سے اِن چیزوں کی رغبت سے اُن کے دل صاف اور پاک نہ کئے جاویں تو ہمیشہ مغموم رہینگے
اور والدین جان بوجھکے جو ایسی تعلیم سے غفلت کرتے ہیں اولاد کے دوست نہیں بلکہ دشمن
سخت ہیں۔ مثلاً اگر ماباپ کسی بچّہ کو ایسے جنگل میں چھوڑ دیویں جہاں درندے انواع اور
اقسام کے موجود ہوں یا ایسی غار خوفناک میں جس میں گرنے سے ہڈیاں چور ہو جاتی ہوں تو
کون اُن کو بے رحم نہ کہیگا۔ پر اکثر لوگ جو خدا کی راہ کی اُن کو تعلیم نہیں دیتے ایسا ہی سلوک
اپنے لڑکوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہہ دنیا مانند جنگل کے ہی اور شیطان اور گناہ مانند درندہ جانوروں
کی اور اِمتحان وہ غار ہی جہاں اکثر نادان گرکے اپنی روح کو کھوتے ہیں اور جہالت کے باعث
اور راستی اور ایمان اور پاکیزگی کے نہ ہونے کے سبب سے ہمیشہ جوان مرد یا عورت ایسی ہی
حالت میں پڑے ہوتے ہیں اور قصور اُنکے والدین کا ہوتا ہی۔ ہمنے اکثر جگہہ میں جیلخانے یا افلاس
کے گھر یا پھانسی کے نزدیک جاکر مجرموں سے پوچھا کہ تم پر یہہ اذیت کس طرح پہنچی تو جواب اکثر
یہہ سُننے میں آیا کہ ہمارے قرضداروں نے ہمیں قید میں نہیں بھیجا اور جن کے گھر میں چوری کی
اُنہوں نے ہمارے پانوں میں زنجیر نہیں ڈلوائی اور مقتول کے دوستوں نے ہمارے گلے میں
پھانسی نہیں ڈلوائی اُنکو ہم کیوں بدنام کریں یے سب ہماری بچپن کی تعلیم کا قصور رہی۔
ہم نے نیک راہ نہیں پائی رفتہ رفتہ ہماری یہہ نوبت ہوئی اور سوچکر ہم نے ڈھونڈھا تو

معلوم ہوا کہ پہلا قدم اِس راہ پر ہم نے اپنے گھر میں ہی ڈالا تھا اور ہمارے والدین نے جن کو لازم تھا کہ روکتے اور تنبیہ کرتے اپنا فرض ادا نہیں کیا اب ہم ہلاک ہوتے ہیں اور ہماری جان اُن کی دامنگیر ہوگی۔ کونسے والدین اِن باتوں کو سُنکر نہ روینگے اور نہ کانپینگے *

ای لوگو اگر تمہیں خدا نے والد یا والدہ ہونے کا فضل بخشا ہی اور اولاد کے ہلاک ہونے کے وقت میں اِس طرح متّہم ہوتے ہو تو تمہارا دل اِن باتوں کو کیسا چاہیگا۔ جن بچوں کو خدا نے تمہارے اختیار میں کیا اُنکے ہلاک کا باعث کیوں بنتے ہو اور اُن کو زندگی کی راہ سے کیوں بُھلاتے ہو اور اپنے فرض کے ادا میں کیوں قصور کرتے ہو۔ اِسمیں تمہارا بھی بڑا نقصان ہی۔ اُس قیامت اور عدالت کے دِن کِتنے ہی لڑکے اِس حالت میں اُٹھینگے کہ پہلے ندا لعنت کی اُن کے والدین پر اُن کی زبان سے سُنائی دیویگی اور وے کہینگے کہ ہماری دنیاوی آسایش کا ماباپ نے فکر کیا اور ہمیں دنیا کے افلاس سے بچانے کا قصد کیا ہمیشہ کے دوزخ میں گرنے کی راہ سے ہٹانیکا کبھی ارادہ نہ کیا۔ پس ای لوگو اِن باتوں پر خیال کرو اور اپنی اولاد کے جسمانی اور روحانی باتوں کے فرایض کو ادا کرو تاکہ تمہارے اور اُن کے لئے دُنیا اور عاقبت میں بھلا ہو * **قطعہ** کرو تم تربیت اولاد کی یوں * کہ ہووے وہ کلامِ حق کے پیرو * سبھی عقل معاد اُنکو بتاؤ * معاش اُنکی کا بھی کیجو تگ و دو *

۱۰ فصل

فرایض اولاد کے نسبت والدین کی

جو فرایض کہ خاوند کو جورو کی نسبت اور جورو کو خاوند کی نسبت اور والدین کو اپنی اولاد کے لئے بجا لانے چاہئیں ہم نے بیان کر دیئے۔ لیکن جب تک اولاد کے فرایض نسبت والدین کی اور نوکر کے نسبت آقا کی بیان نہ ہوویں تب تک یہہ سلسلہ انجام پذیر نہیں۔ لڑکوں کے فرایض سے جو اُن کو نسبت والدین کی مرعی ہونے چاہئیں یے ہیں *

پہلا ہر ایک طرح کی عزّت کرنی ہی اور اُس بات اور چال سے باز رہنا جس سے اُن کے دلوں میں آزردگی اور رنج پیدا ہووے - جو جوان خدا کے کلام سے تعلیم پاتے ہیں اور اُسکو اپنے ایمان کی بُنیاد سمجھتے ہیں حتی المقدور اپنے والدین کی عزّت کرنے میں تغافل نہیں کرتے کیونکہ خدا نے ایسا فرمایا ہی - اور جو لوگ والدین کی عزّت کرتے ہیں اُن کے لئے بڑی بڑی برکتوں کا وعدہ کیا ہی - یہہ اُن فرایض میں سے ہی جو خدا کو نہایت پسندیدہ ہیں اور جو اِن کے برخلاف چلتے ہیں وے قہر رّبانی کے سزاوار ہیں - اگر تم نے کلام کو پڑھا ہوگا تو تمہیں معلوم ہوگا کہ بعد اِمتناع بُت پرستی کے خدا نے جو سخت گناہ عین اُسی کے پیچھے لکھا ہی اپنا قہر اُن لڑکوں پر بیان کیا ہی جو والدین کی نافرماں برداری کرتے ہیں چنانچہ لکھا ہی کہ جو کوئی اپنے ماباپ کی اہانت کرے اُس پر لعنت اور سب جماعت کہے آمیں - اُن دِنوں میں اگر کوئی لڑکا سرکش ہوکر اپنے ماباپ کی نافرماں برداری میں سر اُٹھاتا تھا تو حکم تھا کہ اُس کو شہر کے بزرگوں کے سامھنے لاویں اور شہر کے دروازہ پر کھڑا کرکے اُس لڑکے کی سرکشی کا بیان کریں اور سارے آدمی مِلکے اُسکو سنگسار کریں جیسا کہ اِستثنا کے ۲۱ باب میں ۱۸ آیت سے ۲۱ تک لکھا ہی کہ اگر کسی کا بیٹا گردن کش اور بگڑا ہو جو اپنے والدین کی فرماں برداری نہ کرے اور وے ہرچند اُسے تنبیہ کریں پر وہ اُن کا شنوا نہ ہو تب اُس کا باپ اور اُس کی ما اُسکو پکڑیں اور اُس شہر کے بزرگوں کے پاس اُس جگہہ کے دروازہ پر لاویں اور وہاں کے بزرگوں سے جاکے کہیں کہ یہہ ہمارا بیٹا گردنکش اور بگڑا ہی ہرگز ہماری بات نہیں مانتا بڑا ہی کھاؤ اور کیفی ہی تو اُس شہر کے سب لوگ اُس پر پتھراؤ کریں کہ وہ مرجاوے تو شریر کو اپنے درمیان سے یوں دفع کیجیو تاکہ سارے بنی اِسرائیل سُنیں اور ڈریں - اِس سے زیادہ خوفناک نصیحت گردن کش لڑکوں کے واسطے جو اپنے ماباپ کی اہانت کریں اور کیا ہوسکتی ہی - اگرچہ یہہ مُلکی قانون یہودیوں کے ہم لوگوں میں جاری نہیں تسپر بھی ہمیں اِس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ایسے گنہگاروں سے خدا کس قدر نفرت رکھتا ہی - اور

سبب اِس کا یہہ ہی کہ بچے اگر اپنے والدین کی فرماں برداری نہ کریں تو خدا کی بھی فرماں برداری نہیں کرینگے اور جو لڑکے ماباپ کی اہانت کرتے ہیں وے خدا کی بھی اہانت بخوبی کرینگے۔ ماباپ کی عیب جوئی کرنی نہایت سخت گناہ ہی۔ ہر ایک اِنسان میں چھپے ہوئے عیب ہوتے ہیں اور اکثر لڑکے اور لڑکیاں اُنہیں جانتے ہوتے ہیں پر اُن کو اُس پر ظاہری تمسخر اور مضحکہ گناہِ عظیم ہی۔ نوح کے بیٹے حام کی لعنت پر لحاظ کرکے نصیحت پذیر ہو۔

دوسرا۔ اولاد پر یہہ بھی فرض ہی کہ اپنے مقدور کے موافق اپنے مال سے اپنے والدین کی معیشت کا فکر اور اطمینان کریں یہہ نہایت شکرگذاری اور مروّت کا نشان ہی اور جو اولاد ایسی ناشکرگذار ہی کہ بڑھاپے میں اپنے والدین کو مفلس اور لاچار دیکھکر اُن کی خبرگیری نہیں کرتی اور اپنے مال میں سے اُنکو شریک خوشی کا نہیں کرتی وہ خدا کی نظر میں گنہگار ہی۔ ایسے بے مروّت فرزند بُت پرستوں اور جاہلوں میں بھی کم نظر آتے ہیں۔ پس مسیحی لوگوں میں ہرگز نہ ہونے چاہیں۔ جو ایسے بے مروّت اور نالایق ہیں کہ اپنے بوڑھے والدین کی خبر نہیں رکھتے اور اُنکو خوش کرنے کا قصد نہیں کرتے وے گویا ایمان کا اِنکار کرتے ہیں اور کافر سے بھی بدتر۔ اولاد کیلئے اپنے مال میں سے والدین کو خرچ دینے کی تعداد اور انداز بیان کرنا اِس جگہہ ضرور نہیں ہر ایک آدمی اپنے آمد اور خرچ کا خیال کرکے اِس فرض کو بخوشی تمام ادا کرے۔ اپنے والدین کی اِطاعت کرنی بھی فرض ہی سوائے اُس جگہہ کے جہاں والدین کا حکم خدا کے حکم سے برخلاف ہو اور اُن کے اِیمان میں خلل ہو۔ مثلاً خدا کا حکم یہہ ہی کہ تو بُت پرستی نہ کر اور کسی قسم کے گناہ میں ہاتھہ مت ڈال۔ پس اگر ماباپ بُت پرست ہوں اور اپنی اولاد کو بتوں کے سامھنے سجدہ کرنے یا کسی گناہ میں مبتلا ہونے کی صلاح دیویں تو وہاں فرماں برداری واجب نہیں۔ اولاد کو چاہئے کہ اپنے ماباپ کی فرماں برداری بموجب کلام خدا کے کرے۔ جو اولاد اپنے والدین کی فرماں برداری نہیں کرتی اُن کی اولاد بھی اُن کی طرز پر اُن کی فرماں برداری نہیں کریگی۔ یہہ اُلٹ پھر اپنے ہی گناہ کی سزا ہوگی پس مسیحی

لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے ماباپ کی متابعت کرکے اپنے بچّوں کو سکھلاویں کہ وے بھی اپنے وقت پیران کی خدمت کریں ✦ **رباعی** چاہیئے ماباپ کی عزّت سدا ✦ اور خدمت اُن کی بھی لائی بجا ✦ جو کوئی ماباپ سے ہوویگا عاق ✦ اُس سے راضی ہو نہیں سکتا خدا ✦

۱۱ - فصل

حقوق خادم اور مخدوم کے بیان میں

اِس کا تذکرہ ہم آگے بھی کرچکے ہیں کہ نوکروں کو لازم ہی کہ وفادار اور دیانت دار ہوویں اور ٹھگی اور چوری اور بےموقع صرف کرنے مال خاوند کے سے بچے رہیں۔ یہاں صرف اتنا ہی ذکر کرتے ہیں کہ وے نوکر جو ایماندار ہیں اپنے خاوند کی خدمت اِسی لحاظ پر نہ کریں کہ وہاں اُن کو یافت ہی اور جہاں یافت کم ہووے وہاں فرماں برداری میں قصور نہ کریں کیونکہ یہہ عیب سب جگہہ میں مشہور ہی اور بہت خرابیوں کی جڑ ہی۔ نوکروں کو چاہیئے کہ حلم سے نصیحتوں کی برداشت کریں۔ غرور انسان کے دل میں اِس قدر ہی کہ صریحًا خطا کرکے نصیحت کے کلام کی برداشت نہیں کرسکتا اور جہاں بدنامی یا حق بدنامی کا ہو وہاں بھی بدنام لوگ اُس کو ظلم سمجھتے ہیں۔ اور اکثر اوقات نوکر لوگ اپنے خاوند پر قسم قسم کی تہمتیں اور عیب لگاتے ہیں اور حقیقت میں قصور اُن کا اپنا ہی ہوتا ہی۔ پر جو ایماندار لوگ مفلسی کے سبب سے خدمت کا پیشہ اختیار کرتے ہیں ایسے گناہ میں ہرگز مبتلا نہیں ہوتے۔ اُن پر فرض ہی کہ ہر ایک بات میں اپنے خاوند کی اطاعت کرکے اِنجیل اور مسیحی مذہب کو رونق دیویں پر جو وے نصیحت سے اپنے کانوں کو بہرہ رکھینگے اور حلم سے تادیب کو قبول نہ کرسکینگے تو ایمان کے خلاف پر ہوویںگے۔ نوکروں کو اپنے خاوند کی تنبیہ دینے کے وقت سامھنے جواب نہ دینے کی نیکی اِنجیل میں صاف لکھی ہی کہ بندے ہوں خاوند کے مطیع اور ساری باتوں میں اُن کے رضاجو اور کسی امر میں جواب دہ نہ ہوں اور نہ خیانت کار

بلکہ تمام نیک دیانتی ظاہر کرنیوالے ہوں تاکہ وے ہمارے بچانیوالے خدا کی تعلیم کو ساری باتوں میں رونق دیویں۔ جیسا نوکر کو یہہ واجب ہے کہ اپنے آقا کی تنبیہ میں متحمل رہے ویسا ہی خاوند کو بھی چاہیئے کہ ہر بات میں اپنے نوکروں کی بہتری چاہے۔ خاوند کو انصاف اور ملایمی نہایت ضرور ہے خصوصاً خاوند پر یہہ فرض ہے کہ اپنے نوکروں کی چال چلن پر ایسی نظر رکھے جیسے ہر ایک خاندان کے مالک کو اپنے لڑکے بالوں کی چال چلن پر لحاظ ہوتا ہے یا جیسے حاکم کو اپنی رعایا کی بے دینی اور بے ایمانی اور ظلم سے بچانے کے لئے تردد اور فکر ہوتا ہے کیونکہ خاوند بھی اپنے گھر میں حاکم ہے اُس کو اپنے نوکر بدمزاجی اور گناہ کی رغبت سے محفوظ رکھنے چاہیئے۔ ایسا نہ چاہیئے کہ اپنے نوکروں سے بطور مویشی کے صرف محنت اور کام لینے کی غرض رکھے بلکہ اُن کی روح کی نجات کا بھی خواہاں رہے۔ کسی قسم کی بے دینی اور عدول حکمی شریعت کی جو اُن سے ظہور میں آتی ہو اُس کو جایز نہ رکھے اور نہ اُن کے گناہ پر چشم پوشی کرے۔ نماز میں حاضر ہونے اور کلام کی تلاوت کرنے کی بھی فرصت دینی چاہیئے اور اُن کی لیاقت کے موافق اگر کتابیں میسر ہوں تو پڑھنے کے لئے اُنکو دینی لازم ہیں اور اگر ہو سکے تو ہمیشہ اپنی صبح و شام کی دعامیں اُنکو بھی شامل کرے۔ آقا پر یہہ بھی فرض ہے کہ اپنی چال چلن اپنے نوکروں کو ایسی دکھاوے جس سے اُن کو مسیحی مذہب کی ترغیب ہو اور پاکیزگی کی خوبی معلوم ہو اور گناہ سے نفرت پیدا کریں اور عبادت اور بندگی کا شوق حاصل ہووے اور خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے نجات اُن کی نظر میں گراں بہا معلوم ہووے۔ خاوند پر واجب ہے کہ اگر کوئی نوکر نیک کام میں سرگرمی کرے اور خدا کی اطاعت اور بندگی میں مستعد ہووے اور کاموں میں چستی اور فرماں برداری میں پکا رکھتا ہو تو اُس کی ترغیب کے واسطے تسلی کی باتیں اُس کے ساتھ کرے اور بیماری میں اُس کی خبرداری رکھے۔ اور اگر خدمت میں نوکر لوگ بوڑھے ہو جاویں تو آقا اُنکی دستگیری کریں۔ آقا کے ہاتھوں سے نوکر کسی طرح کا نقصان نہ اُٹھاویں بلکہ اُن کی فیاضی اور رحم سے فیض پاویں *

اب ہم خاندان کے فرایض کا بیان کر چکے۔ آخیر میں ایک نمونہ نیک خاندان کا جس میں خاوند اور جورو اور اولاد اور نوکر سب ملکر ایمان کی راہ پر چلتے اور نیک کاموں میں اوقات بسر کرتے ہوں لکھتے ہیں کہ دیکھو ایک گھر میں مالک اپنی جورو کو دل سے پیار کرتا ہی اور جورو بھی اپنے خاوند کی فرماں برداری دل سے کرتی ہی وے آپس میں ایک دوسرے کو پیار کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اُن کی اولاد اُن کو پیار کرتی ہی اور آپس میں بھی پیار ہوتا ہی۔ کسی موقع میں جھگڑے یا قضیئے یا گالی گلوچ یا مار پیٹ کا اتفاق نہیں ہوتا۔ خدا کی سچی فیاضی سے وے رحم دیکھتے ہیں اور آپس میں بھی ایک دوسرے کو رحم دکھلاتے ہیں۔ اُن کی کوشش یہی ہی کہ لڑکے خدا کی راہ پر تعلیم پاویں اور خدا کی رحمتوں کو سمجھیں اور اُس کی نعمتوں کے شاکر رہیں اور نجات دینیوالے کو دل وجان سے پیار کریں اور اُس کی راہ پر توکل سے چلے جاویں۔ اُن کی پاک کھیل کود میں کوئی مزاحم نہیں اور اپنے دوستوں میں آزاد ہیں لیکن پاک حکموں کے پابند ہیں اور کسی بات میں اُن سے گناہ صادر نہیں ہوتا اور اگر صادر ہو تو بے سزا نہیں چھوٹتے۔ سب ملکے والدین کی عزت کرتے ہیں اور والدین کی فرماں برداری پیار اور محبت کے ساتھ بجا لاتے ہیں۔ نوکر لوگ اپنے اپنے عہدہ پر اپنی جگہہ میں وفاداری سے خدمت کرنے میں خوش ہیں اپنی جان نہیں بچاتے اور آقا کے مال کا نقصان نہیں دیکھہ سکتے۔ جہاں اُن کا پسینہ گرتا ہی وہاں خون بہانے پر تیار ہیں۔ خاوند بھی اُن کی جسمانی اور روحانی بہبودی اِس طرح چاہتے ہیں جیسی اپنی اولاد اور اپنے سارے خاندان کی۔ اور سب ملکے دعا کرتے ہیں سبھوں کی رفتار ایمان کی راہ سے اُس مقام کی طرف ہی جہاں مسیح موجود ہی ایک کے دُکھہ میں سب رنجیدہ ہوتے ہیں اور ایک کے آرام میں سبھی خوش ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو گناہ سے بچاتے ہیں اور ایک دوسرے کو نیکی کی راہ کی ترغیب کرتے ہیں اور سب ملکے مسیح کے مذہب کو رونق دیتے ہیں۔ ایسا خاندان خدا کی نظر میں مقبول اور پسندیدہ ہوتا ہی۔ ایسے گھر اور خاندان اب اِس زمانہ میں بھی پائے جاتے

ہیں اور بیبل کے مطابق ساری باتوں میں اُن کی پروش ہی اور فضل اور ایمان سے روز بروز وہ تسلی اور آرام جو وعدہ ہوا ہی اِن کو میسّر ہی۔

نظم

ہوگی جس گھر پہ خدا کی التفات + جورو اور خاوند کی ہوگی ایک بات + وہ سدا اولاد پر ہوں گے شفیق + اور اولاد اُن کی ہوگی نیک ذات + ہوں سدا وہ نوکروں پر مہرباں + اور نوکر نیک کار و خوش صفات + سبھوں کے سب خوف خدا رکھیں سدا + اور نہ ہونے دیں خطا کی واردات + ایسے گھر پر ہوویگی حق کی نظر + ہوویگا ایماں پہ گر اُن کو ثبات +

اُن فرایض میں جو خاص ہر ایک اِنسان پر فرض ہیں
خواہ متعلق بنفس کُشی ہوں خواہ متعلق بعبادت

۱ - فصل

نفس کُشی کے بیان میں

جھوٹھے واعظ اور معلّم آدمیوں کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے ایسے مسایل کی وعظ کرتے ہیں جن میں اِنسان کے نفس کی پرورش ہو - لیکن یسوع مسیح جو سچّا شاہ ہے ایسی باتوں سے پرہیز کرتا ہے - اُس نے اپنے مذہب کے سامھنے بھی ایسی بات رکھی جسے ہر کوئی داخل ہونے سے پہلے دیکھ لیوے اور اُس کے انجام کو سمجھ لیوے اور جانے کہ سوائے اِس کے کہ آدمی اپنے نفس کا اِنکار کرے اور روزمرّہ مسیح کی صلیب اُٹھائے رہے ہرگز مسیح کا شاگرد نہیں ہو سکتا اور نہ اُسکی پیروی کر سکتا ہے - پرہیز اور اپنے نفس کا خلاف کرنا مسیحی لوگوں پر فرض ہے - لیکن اوّل یہہ بات کہ اِس فصل کی بُنیاد کیا ہے اور نفس کی خلاف ورزی کی کیوں ضرورت ہے اور کس کس طرح سے پرہیز اور اِنکار لازم ہے مفصل بیان کرنی اِس باب کا خلاصہ ہے *

اِس مقدمہ کی غلطی میں انواع اور اقسام کی بدعات جو دینداروں کی نظر میں بیہودہ اور دنیاداروں کی آنکھوں میں ہنسی کے لایق ہیں واقعہ ہوئی ہیں - لوگوں نے واسطے

خلاف نفسی کے انواع اور اقسام کے زہد اور طبیعت کے برخلاف کام اپنی جان پر گوارا کئے
جن سے نفس کا اِنکا نہیں ہو سکتا اور نہ اُن کے اِستعمال میں روح کو کچھ فایدہ ہوتا ہی پس
ہم اوّل نفس کی خلاف ورزی کی بُنیاد بیان کرتے ہیں ÷

بنیاد اِس فرض کی ہمارے گناہ کی طبیعت ہی - اگر ہمیں بُرائی کی رغبت نہ ہوتی اور
آدم کے گناہ میں شامل نہ ہو گئے ہوتے تو نفس کُشی کی بھی ہم کو کچھ ضرورت نہ ہوتی کیونکہ
جس پروردگار نے یہہ نفس ہم کو عطا کیا اُسنے اوّل اپنے جلال اور بزرگی کے واسطے بخشا تھا
تاکہ خدا کی راہ پر استعمال میں لاکے اُس کے جلال کو بڑھاویں اور اپنی روح کی بہبودی ڈھونڈھیں
لیکن جب گناہ نے دنیا میں دخل پایا تو نفس ہمارے بگڑ گئے اور طبیعت بذاتہ خدا کی نافرمانی پر
راغب ہوئی - اِسی واسطے اب نفس کی اطاعت کرنی گناہ ہی اور اُس کو مارنا اور مغلوب
کرنا ہم پر فرض ہوا ہی کیونکہ بدون اِس کے مغلوب کرنے کے روح کو رہائی نہیں کہ خدا کی فرمانبرداری
کرے - فرشتے جو اپنے اصلی حال پر قایم ہیں اُن کو نفس کُشی کی حاجت نہیں - وے اپنی طبیعت
سے خدا کو پیار کرتے ہیں اور ہر ایک بُرائی سے پرہیز کرتے ہیں اور فرماں برداری سے خوش
ہوتے ہیں - لیکن ہماری طبیعت ایسی نہیں - ہم کو نفس کے سبب پیار دینا اور دنیاوی
عیشوں کا ہی گناہ کو دل سے چاہتے ہیں اور اِسی میں خوش ہوتے ہیں - عبادت گذاری بھاری
بوجھہ کی مانند دبانی ہی اور ہرگز دل نہیں چاہتا کہ اُس کو کریں - اِسی واسطے فرایض کے ادا کرنے
سے پیشتر نفس کُشی کی ضرورت ہوئی اور یہہ کام نہایت مشکل ہی - خداوند یسوع مسیح نے جو
اِنسانی نفس کے ظلم سے بخوبی واقف تھا نفس کُشی کرنی یعنے نفس کے برخلاف چلنا ایسا محال
بیان کیا ہی کہ جیسا داہنا ہاتھہ کاٹنا یا داہنی آنکھہ کو نکال ڈالنا - اگرچہ کمال خوشی راستی کی ہدایت
سے جُدی نہیں ہو سکتی پر ہمارے نفس خراب ہونے کے سبب عبادت اور خوشی کو جدا سمجھتے ہیں
عبادت کو رنج جانتے ہیں اور دنیاوی خوشی کی جو گناہ آلودہ ہی رغبت رکھتے ہیں اور اِن

خوشیوں کا ترک کرنا اپنے آپ پر ایک ظلم جانتے ہیں - اِسی سبب سے خداوند نے فرمایا کہ اگر نجات کے مزہ کو چکھنا چاہو تو نہ صرف اُن گناہوں سے پرہیز کرو جو تمہارے آس پاس ظاہر ہیں بلکہ اُن طبیعتوں سے جو نفس کے سبب پیدا ہوتی ہیں اپنے آپ کو دبائے رکھو - جو کہ میں نے بُنیاد نفس کُشی کی بیان کر دی اب حال اُن چیزوں کا جن سے نفس کو مغلوب کرنا چاہیئے بیان کرتا ہوں +

(ا) شوق کھانیکی اِفراط کا - یہہ شوق بدون اِنکار نفس کے دور نہیں ہو سکتا پر ذایقہ مزہ کا اِنسان کی طبیعت میں اِس قدر ہے اور لطف اُس کا مرغوب ہے کہ اِس لذّت کو برتنے کا شوق سب کو ہے اور اکثر پرہیز کو کنجوسی اور بخل سمجھتے ہیں - لیکن مسیحی لوگوں کو اُسکے سچّے معنوں سے واقف ہونا اور اِس سے پرہیز کرنی مناسب ہے - اگر نہ کریں تو صرف گنہگار ہی نہیں ہوینگے بلکہ اپنے جسم اور جان میں نقصان اُٹھاوینگے - فی الحقیقت لذّت کھانے اور پینے کی دنیا میں ایک بڑی عیش ہے اور پروردگار نے اپنے فضل سے دنیا میں گوناگون لذیذ چیزیں پیدا کی ہیں جن سے پرورش بدن کی اصل مطلب ہے اور اُنکا ذایقہ بھی نہایت عمدہ ہے لیکن اعتدال سے زیادہ اِن کا برتنا صرف گناہ ہے - اِس میں نفس کا خلاف چاہیئے کیونکہ یہہ لذّت ہمیشہ موجود نہیں رہتی - صبح کا کھایا ہوا آدمی کو دوپہر کے وقت یاد نہیں ہوتا اور اچھّے سے اچھا لذّت دار کھانا کھا کے بھی آدمی ہمیشہ کے واسطے سیر نہیں ہو سکتا - جیسا جسم فانی ویسی ہی جسمانی لذایذ بھی فانی ہیں - یہہ لذّت حیوانی ہے اور حیوان کی طرح اِن کو اِستعمال میں لانا حیوانی شہوتوں کا پابند ہونا ہے - جو آدمی کھاؤ ہے وہ روحانی چیزوں کی لذّت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بہت کھانیکے سبب کسی کام کے بھی لایق نہیں رہتا اور بدن میں کئی قسم کی اِمراض صرف اِسی باعث سے پیدا ہوتی ہیں - پس کھانے میں اعتدال واجب ہے - اگرچہ جن لوگوں کو خدا نے اچھی چیزیں بخشی ہیں اُن کو مناسب طرح سے اُن کا اِستعمال کرنا گناہ نہیں +

(۴) شوق پینے کی افزونی کا۔ اِسی نفس کے متعلق پینا بھی ہی جس میں بے اعتدالی
نہایت نقصان پہنچاتی ہی۔ ضرورت سے زیادہ بھی دسترخوان پر رکھنا گناہ ہی۔ لیکن جہاں پینے
کی شی اِس طرح بافراط استعمال میں آتی ہی وہاں گناہ اور نقصان عظیم واقعہ ہوتے ہیں۔ جو چیز
خدا نے عام خلایق کے واسطے مہیّا کی ہی اُس کو ایک ہی آدمی معہ اپنے دوستوں کے اگر برتنے کا شوق
رکھے تو یہہ بھی گناہ ہی۔ مثلاً انگور کا رس جو وین کہلاتی ہی یہہ انگور بطور نعمت کے عام آدمیوں
کے فایدے کے لئے خدا نے پیدا کیا ہی پھر اُس سے شراب بنا کے نشہ حاصل کرنا اوروں کی خوراک کو
ضایع کرنا اور اپنے جسم اور جان کا نقصان کرنا ہی۔ شرابی آدمی خدا کی نظر میں ہمیشہ گنہگار ہیں۔
دیکھو اگر تمہارے لڑکے یا بھائی یا رشتہ دار سب ایک سے آسودہ حال نہ ہوویں تو اُن کی خبرگیری
بھی تم پر فرض ہی پر میخواری میں اپنا مال صرف کرنے سے ایسے فرایض ادا نہیں ہو سکتے۔ کئی آدمی
سیکڑوں روپیہ شراب پر خرچ کرتے ہیں اور اُن کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو ہم بھوکھے مرتے
دیکھتے ہیں اُن پر وے رحم نہیں کرتے۔ ایسے شخصوں پر خدا کا قہر ضرور ہوگا۔ جن کے پاس دولت
ہی اور میخواری کا شوق رکھتے ہیں اُن کا چھٹکارا نہیں کیونکہ جس قدر روپیہ وے اِس کام میں خرچ
کرتے ہیں اُس سے کمتر بھی غریبوں کی پرورش کو نہیں دیتے۔ اگر شراب خوار غریب ہوں تو اُن کے
کام اور آمدنی میں نقصان ہی۔ اُن کے بال بچّے بھوکھے اور ننگے رہتے ہیں۔ جب وے اِس پیالے کو
پیتے ہیں اور اپنے آپ کو خوش تصوّر کرتے ہیں تو اُنکی اولاد رزق کے لقمہ کی محتاج رہتی ہی اور
سردی میں بدون کپڑے کے ترستی ہی۔ اُن کے دوستدار جو اِس گناہ میں شامل ہوتے ہیں اُنکی
تعریف کر کے ہنستے کھیلتے ہیں پر اُن کے خویش اور خیرخواہ اُن کے ظلم اور محبّت کی قلّت پر لعنت
بھیجتے ہیں۔ خدا نے اِنسان کو عقل ایک بے بہا گوہر اپنی پہچان اور اِنسان کی دوامی بھلائی
کے لئے عنایت کیا ہی۔ آدمی کو چاہیئے کہ اِس گوہر بے بہا کی قدر کریں اور نیک کاموں میں
اُس سے فایدہ لیویں۔ میخوار اِس عقل کو اپنی شراب خوری میں کھوتے ہیں اور اُسکو دنیا اور

عاقبت کے اندیشوں میں صرف نہیں کرتے - اُن کو اس کی جوابدہی خدا کے حضور میں کرنی ہوگی - میخوار خدا کی اہانت کرنے اور کفر بکنے اور بیہودہ کام اور لغو گفتگو کرنے سے باز نہیں آسکتا - پس میخواری کا گناہ اکیلا ہی نہیں ہوتا بلکہ اُسکے ساتھ اَور بھی صدہا گناہ شامل ہوتے ہیں اِسلئے اُس سے ضرور پرہیز چاہئیے - جب کہ میخواری قسم قسم کی آتش شہوت کو جس میں جان اور جسم کی خرابی ہے بھڑکاتی ہے تو اُس سے پرہیز کرنا سب سے مقدّم کام ہے - میخواروں کا غصّہ قوی ہوتا ہے اور روزوہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جھگڑا اور قضیہ اور مار پیٹ اور زنا اور دغا ان کی پشت پر موجود رہتا ہے - دوستوں میں خلل ڈالتے ہیں دشمنوں کی دشمنی کو بڑھاتے ہیں اور اکثر اوقات ایک دوسرے کے ساتھ لڑکے خون ریزی تک نوبت پہنچتی ہے - پس ایسی نالایق شی سے کون پرہیز نہ کریگا - خدا کے کلام میں اگر میخواروں کے ہلاک کا تذکرہ پڑھو تو تم حیران و پریشان ہو جاؤگے میخوار سخت گنہگاروں میں شمار ہوئے ہیں اور پولوس رسول نے قورنتھ کے یسوعیوں کو بڑی تنبیہ دیکر اپنے کلام کو نہایت زور دیکے کہا ہے کہ کوئی میخوار خدا کے قریب اور اُس کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہیں ہوویگا - پس میخواری کا ظلم صرف اِس دنیا میں نہیں جو اپنے آپ اور اپنی اولاد اور دوستوں اور خویشوں پر ظاہر ہوتا ہے بلکہ عاقبت میں اُس سے کئی درجہ بہت ہے - پس یا تو ہم اِس سے بالکل پرہیز کریں یا نجات اور خدا کی رحمت سے ہاتھ دھو بیٹھیں - اِس سے نہ دنیا میں فایدہ ہے اور نہ عاقبت کی بہبودی +

(۳) زنا کا ناپاک خیال - آدمی اپنی بگڑی ہوئی حالت میں ہر ایک خاصیت کو جو خدا نے ابتدا میں اُسے بخشی تھی گناہ اور نافرمانی کے کاموں میں اِستعمال کرتا ہے - اِن میں سے خاص کرکے کھانے اور پینے کا بیان ہم کر چکے اور اب اشتیاق مجامعت کا ذکر کرتے ہیں جو خدا نے واسطے پیدایش اولاد اور بقاء نسل کے بخشا ہے - اِس کو بھی لوگ اِس طرح سے بے موقع استعمال میں لاتے ہیں - اپنی شادی کی پابندی میں قناعت نہیں کرتے بلکہ مرد اور عورت دونوں اِس

شوق سے طرح طرح کے گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں۔ کیسی کیسی نیک اطوار اور خاصیتیں اور کیسی کیسی استعداد اور لیاقتیں اِس معاملہ کے شوق میں لوگوں سے چھوٹ گئیں اور شیطان کی غلامی میں جوان عورات اور جوان مرد پابند ہوئے۔ لوگوں نے علم میں ترقی بھی کی اور دنیا میں نیکنام بھی ہوئے اور بیوپار اور بنج سے دولت بھی حاصل کی۔ پھر اِس ایک لمحہ کے مزہ کیواسطے اپنے بدن اور روح کو شیطان کے حوالے کرتے ہیں۔ اور تمام عمر کی شرمندگی حاصل کرتے ہیں اور بعد موت کے دوزخ کے سزاوار ٹھہرتے ہیں۔ اکثر مرد جو بیگانی عورت کو بہکا کر اپنی شہوت کے طلبگار ہوتے ہیں ویسی ہی عورات بھی بیچارہ مردوں کو جو اپنی شہوت کی پابند ہوتی ہیں ناز اور ادا اور غمزہ اور کرشمہ سے ترغیب کر کے اِس گناہ میں مغلوب کرتی ہیں۔ پس اِن گناہوں کا مفصل بیان کرنا باعث شرم کا ہے اور تقاضائے حیا بھی۔ اِس لئے اِشارۃً مختصر ہی بیان کیا گیا۔ چاہئے کہ ہر کوئی سمجھ لیوے کہ اِس گناہ سے باز رہنا واجب ہے+

اِس گناہ کے سبب سے صد ہا خرابیاں دنیا میں واقعہ ہوتی ہیں اور جسم میں گونا گون بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور قوّت بدن کی اور نام و ناموس خاندان کا اور دولت اور کثرت مال کی رایگان جاتی ہے یہ سب باتیں عام لوگوں پر واضح ہیں اور کوئی اِن سے ناواقف نہیں۔ اور ہزاروں جھگڑے اور قضیئے آخر کار جن میں خون بھی ہوتے ہیں اور کئی معصوم بچے پیدا ہوتے ہی مارے جاتے ہیں اور اِسقاط حمل اور آپس کے خون اور چوری اپنے گھر کے اور باہر کے لوگوں سے اور جسم کے نقصان جو ایکدوسرے سے غیرت کھا کے کتّوں کی طرح لڑنے سے ظہور میں آتے ہیں۔ اِبتدا میں اِس گناہ کی کچھ کچھ حیا باقی رہتی ہے اور اِسواسطے دونوں چھپ چھپکے یہہ کام کرتے ہیں۔ لیکن جس قدر گناہ میں بڑھتے جاتے ہیں اُسی قدر دل سخت ہوتا جاتا ہے اور آخر کار یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اپنی بے شرمی کو فخر اور بزرگی جانتے ہیں۔ قلم میں طاقت نہیں کہ اِس گناہ کی خرابیاں بیان کر سکے۔ مذہب میں فساد اور جماعت میں تفرقہ اور دل کی

سختی ہمیشہ اِس کام کے ہمراہ ہی اور اِس کا بدلہ بھی ہاتھ پر ہی۔ جو لوگ یہہ فعل کرتے ہیں اُنہیں کو
بدنام نہیں کہا جاتا بلکہ جو لوگ خیال یا اور تصور میں بھی اِس گناہ کو جایز رکھتے ہیں خداوند نے
اُن کو بھی متہم کر کے زانیوں میں شمار کیا ہی کیونکہ آغاز اِس گناہ کا پہلے خیال ہی ہوتا ہی پس
خیال کو ہی پہلے آراستہ کرنا چاہیئے۔ مرد سمجھیں کہ کسی جوان عورت کو ترغیب کر کے اِس گناہ میں گرفتار
کرنا اُس کو زندگی بھر کا نقصان پہنچانا ہی جس کی بدنامی سے وہ کبھی اپنے آپ کو صاف نہیں
کر سکتی ویسے ہی وے بھی جو ایک دفعہ اِس گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں زندگی بھر عیاشوں میں
شمار کئے جاتے ہیں اور دنیا میں کبھی عزت نہیں پاتے۔ قطع نظر اُس نقصان اور بدنامی کے
جو خاندان میں ظہور پکڑتی ہی۔ اولاد جو اُن سے پیدا ہوتی ہی وہ بھی ہمیشہ بدنام رہتی ہی اور
انگشت نما اور ایسی عورات کی جن سے حرام کی اولاد پیدا ہو نہ تو کوئی خبر لیتا ہی اور نہ اُن
کی اولاد کو تعلیم وغیرہ دیتا ہی اور نہ بڑھاپے میں کوئی دستگیری کرتا ہی۔ ہزارہا معصوم لڑکیوں کو
لیکے لوگ کسب اور پیشہ زنا کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر وے بیاہی جائیں اور اُن سے اولاد پیدا ہوتی
اور نیکیوں میں شمار کیجائیں تو کیسی بہبودی ہوتی اور اُن کی زندگی کا لطف حاصل ہوتا
پر اب وے صرف گناہ کی دوکان رکھتی ہیں اور بے وقوف مردوں کو خراب کرتی ہیں۔ یے
عورتیں بازاروں میں بیٹھکر اپنا چہرہ دکھا کے لوگوں کو بلاتی ہیں تاکہ اُن کے گناہ کے کاموں میں
شریک ہوویں۔ اگر لوگ اِبتدا سے ہی ناپاک شہوت سے پرہیز کرتے تو ایسا پیشہ کب جایز رہتا
اور اگر لوگ اِن کی پرورش نہ کرتے تو چھوٹی دختروں کو خرید کر کے اِس پیشہ کی کیوں تعلیم
دیتے پس ہر ایک کو مناسب ہی کہ اِن گناہوں کو دیکھکے اور اُن عورات کی خرابیوں پر لحاظ
کر کے اِس گناہ سے باز رہیں۔ بعضے لوگ اُن کو محفل کی آرایش سمجھتے ہیں اور اِسواسطے ہر
ایک تیوہار اور شادی اور بیاہ اور تولّدِ فرزند اور ختنہ کے وقت اِن عورات کو گھروں میں
بُلا کر ناچ کراتے ہیں اور راگ سُنتے ہیں اور یہہ نہیں سمجھتے کہ کتنی خرابیاں اُن سے سرزد

ہوتی ہیں۔ ایسی ایسی بدنیتوں اور ناپاک طبیعتوں کے سبب سے جو دنیا میں مشہور ہوئی ہیں لوگوں نے اپنی بہوؤں اور جوروؤں کو پردہ میں رکھنا اختیار کیا ہی۔ جو قید سے بھی بدتر ہی۔ اگر آدمی ایسے خراب نہ ہوتے تو ہرگز پردہ کی ضرورت نہ ہوتی۔ بعضے لوگ بسبب غلبۂ شہوت اور جوش مستی کے دوسرے مردوں یا خوبصورت لونڈوں کے ساتھ اغلام کرتے ہیں اور اسی طرح بعضی عورتیں باہم اکٹھی ہو کر خراب طرح سے شہوت رانی کرتی ہیں۔ ان دونوں صورت میں قطع نظر گناہ اور رسوائی دین اور ایمان کی بدن کی قوت اور رگ اور اعصاب کی طاقت زایل ہوتی ہی۔ اور طبیبوں نے جو جو نقصان ایسے خلاف فطرت کاموں سے پیدا ہوتے ہیں سب کو مفصل کتابوں میں درج کیا ہی۔ غرض کہ سب اطوار شہوت رانی کے جو خلاف فطرت انسانی اور مانع تولید و تناسل کے ہیں اُن سے اِنسان کو خواہ مرد ہو خواہ عورت باز رہنا چاہیے۔ اِستثنا کی کتاب میں موسیٰ کہتا ہی کہ نہ اسرائیل کی بیٹیوں میں کوئی فاحشہ ہو نہ اسرائیل کے بیٹوں میں کوئی مُتعلم ہو تو کسی فاحشہ کی خرچی یا کُتے کی قیمت کی نذر کے لئے خداوند اپنے خدا کے گھر میں داخل نہ کرنا کہ خداوند تیرا خدا اُن دونوں سے نفرت کرتا ہی۔ اور سلیمان کہتا ہی کہ بیگانی عورت کی لب سے شہد ٹپکا پڑتا ہی اور اُس کا تالو تیل سے زیادہ چکنا ہی پر اُس کا انجام ناگدونا کی مانند کڑوا ہی اور دو دھاری تلوار کی طرح آبدار ہی۔ اُس کے پانوں موت کے گڑھے میں اُترتے ہیں اُس کے قدم پاتال کو پکڑے ہوئے ہیں تا نہ ہو کہ تو زندگی کی راہ کو دھیان کرنے لگے۔ اُسکی راہیں ہیر پھیر کی ہوتی ہیں کہ تو اُنہیں پہچان نہیں سکتا۔ اور انجیل متی میں گناہ کی پیدایش کا ذکر خداوند یوں کرتا ہی کہ ناپاک دل سے بُرے خیال خون زناکاری حرامکاری چوری جھوٹی گواہی اور کفر نکلتے ہیں یے آدمی کو ناپاک کرتے ہیں۔ اور عبرانیوں کے مکتوب کے ۱۳ باب کی ۴ آیت میں یوں لکھا ہی کہ بیاہ کرنا سب میں بھلا کام ہی اور بستر ناپاک نہیں پر خدا حرامکاروں اور زانیوں کو مجرم کریگا۔ گلتیوں کو پولوس کہتا ہی کہ جسم کے کام تو یہی ہیں

یعنے زنا حرامکاری ناپاک شہوت بُت پرستی جادوگری دشمنیاں جھگڑے تندیاں غضب تکراریں جُدائیاں بدعتیں حسد قتل مستیاں شور و شر اور جو کام کہ اُن کی مانند ہیں اُن کے کرنیوالے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے۔ اور حرامکاری اور ہر نوع کی ناپاکی اور لالچ کا تم میں ذکر نہ پہنچے جیسا مقدّس لوگوں کو مناسب ہے۔ اور گندگی یا وہ گوئی یا بے موقع لطیفہ گوئی نہ ہووے بلکہ بیشتر شکرگذاری ہووے۔ تم اُس سے واقف ہو کہ حرامکار اور ناپاک مسیح اور خدا کی میراث میں دخل نہیں پاوینگے۔ مشاہدات کے اخیر میں خداوند یوں فرماتا ہے کہ جادوگر اور زانی اور خونی اور بُت پرست اور جو کوئی کذب محبت اور فاعل ہے سب خارج کئے جاوینگے۔ اور ۲۱ باب کی ۸ آیت میں ہے کہ بے ایمان اور نفرتی خونی اور زانی سارے جھوٹھے اُس جھیل میں جو آگ اور گندھک سے جلتی ہے شریک ہووینگے۔ غرض کلام سے میں کہاں تک بیان کروں جو خدا نے اپنی نفرت زناکار بندوں سے ظاہر کی ہے۔ یہہ گناہ سخت ہے اور اُس سے باز رہنا ضروری ہے نہ صرف فعل سے بلکہ اُس کی نیّت اور ناپاک طبیعت سے بھی احتراز واجب ہے۔ جسم تمہارے خدا کی روح کے گھر ہیں اِن کو زناکاری سے ناپاک نہ کرو اور نہ زناکاروں کے ساتھ شریک ہو۔ اِس ملک میں اِس گناہ کی کثرت بہت ہی ہے اور جس قدر لوگوں نے اُسکو چھوٹھا سمجھا ہے اُسی قدر ہم کو بُرا سمجھکے نفرت کرنی چاہئیے تاکہ پاکیزگی ہمارے کاموں سے ظاہر ہو۔ جس بدن کو خدا نے اپنی اطاعت اور خدمت کے لئے بنایا ہے اُسے شیطان کے حوالے نہ کرنا چاہئے۔ پہلے زمانہ کے یونانی اور رومی اِس گناہ کی خرابی کو بہت تھوڑی معلوم کرتے تھے بلکہ وے لوگ سمجھتے تھے کہ بیاہی ہوئی عورت اور بیاہے مرد کو زنا کرنا گناہ ہے اور بے بیاہی عورت یا مرد کو ایسا فعل کرنا گناہ نہیں کیونکہ کسی کا حق تلف نہیں ہوتا اور اگر وہ کام جبر سے نہ کیا جاوے بلکہ طرفین کی رضامندی سے واقعہ ہو تو کچھ گناہ نہیں۔ یہہ خیال نہایت خراب ہے۔ خدا کے کلام میں ایسی تمیز نہیں کی گئی بلکہ یک لخت اُس فعل کا گناہ ہونا مقرر کیا گیا ہے۔ آدمی اکثر اوقات

شرم کے باعث یا بدنام ہونے کے خوف سے ایسے کام کو ترک کرتے ہیں لیکن دل سے نفرت نہیں کرتے۔ یہہ بھی بیجا اور گناہ ہی۔ جس دل میں محبت الٰہی ہی اُس میں ایسے کاموں سے خوشی ہرگز نہیں ہوتی یے تو صرف شیطانی اور نفسانی کام ہیں۔ اِس نفس کو مارنا اور ایسے فعل سے انکار کرنا لازم ہی +

اِسی شہوت کی پرورش کے واسطے دنیا کے لوگوں نے کئی ایک اعمال مقرر کئے ہیں جن کو عزت سمجھتے ہیں۔ مثلاً آراستہ عورات کا محفل میں ہونا شاعروں کی محفل میں شہوت انگیز باتوں کا بربلا شعر میں پڑھنا مردوں اور عورتوں کا اکٹھے ہوکے ناچنا عاشقوں اور معشوقوں کی کتابیں جن میں ایسے کاموں کا بہت تذکرہ ہو پڑھنی اور ناچ اور راگ میں شامل ہونا اِن سب کو لوگ بُرا نہیں سمجھتے ہیں پر اگر آدمی اُسوقت اپنے دل کو آزماوے اور حقیقت حال اپنی معلوم کرے تو جانے گا کہ گناہ کی جڑ وہی ہیں۔ یسوعیوں کو صرف اِن کاموں سے اپنے آپ کو بچانا ہی واجب نہیں ہی بلکہ سب یسوعی قوموں سے جو علم اور حکمت میں نہایت ترقی رکھتے ہیں اِن دستورات اور رسوم کو ہٹا دینا چاہئے۔ اِس قسم کے جو کام اِس مُلک میں در پردہ ہوتے ہیں اور میلوں میں نظر آتے ہیں یا کسی دیوالے کے درشن یا نہانے کے بہانے میں روزمرّہ واقعہ ہوتے ہیں اور قسم قسم کے مکانوں میں جو گنہگار آدمیوں نے اپنی شہوت پرستی کے واسطے مقرر کئے ہیں۔ اُنکا تذکرہ کروں تو نہایت طول ہو جاویگا۔ پس جس قدر لکھا گیا اُس سے معلوم ہوگا کہ خدا کی نظر میں زنا اور ناپاک شہوت نہایت سخت گناہ ہی اِس سے پرہیز کرنی یسوعیوں پر واجب ہی + **رباعی** کھانا پینا اور سونا اور جماع + ہوں جو بیجا تب ہی اُنسے اِمتناع + اور جو حسب الحکم رب ہوں مُعتدل + مہر دِل نوروں کی دیتا ہی شعاع +

(**۴**) لالچ اور اپنی تعریف کے ترک کرنے میں نفس کا خلاف ہی۔ مال کا لالچ اور نام کا عشق اور اپنی ستایش کا شوق یے سب اِنسان کے دل کی مشہور رہوسیں اور بیجا ہوئیں

ہیں۔ ان کو دور کرنا اور بابت ان کی نفس کو مارنا ضروری ہی۔ جب ہم دنیا کی ناپایداری اور غداری پر نظر کرتے ہیں تو خواہ مخواہ یہہ خیال دل میں پیدا ہوتا ہی کہ خدا کی محبّت میں سارے اوقات ایسے صرف کریں کہ اپنے دنیاوی کاروبار اور دولت اور مال کو ترک کرکے اُسی کی خدمت میں رہیں کیونکہ وہ خدا ایسا ہی مرغوب ہی۔ اور اگر مال اپنے خرچ سے افزوں ہو تو اور مفلسوں کی پرورش میں صرف کریں اور جیسے آپ راضی ہوں ویسے ہی اپنے مال سے دوسروں کو رفاہیت دینے کا قصد کریں۔ لیکن افسوس کہ اعمال عین برعکس اِس کے نظر آتے ہیں کیونکہ آدمی خدا اور اُس کی اطاعت کو چھوڑکر دنیاوی مال جمع کرنے کے واسطے ساری عقل اور وقت صرف کرتے ہیں نہ دوسرے کا افلاس دیکھتے ہیں اور نہ کسی کا نقصان سمجھتے ہیں۔ مال جمع کرنے کی نیّت پر ہر قسم کا ظلم اور فریب جایز رکھکر اپنی طمع کو قوّت بخشتے ہیں۔ یہہ خرابی ساری دنیا میں ہی۔ اگرچہ کوئی ٹھگی کی نیّت بھی نہ کرے اور نہ دوسرے کا نقصان جایز سمجھے تو بھی دولت جمع کرنیکا اُس کو اِس قدر شوق ہوگا کہ بدن کے نقصان اور روح کی خرابی سے قطع نظر کرکے ساری خوشی مال کے جمع ہونے کو جان لیگا۔ لوگ اُس کو بُرا نہیں سمجھتے بلکہ تجارت پیشہ اُس کو فخر جانتے ہیں اور اِسی وسیلے سے بہت سامان جمع کرتے ہیں اور اگر اپنے خرچ سے زیادہ بھی ہو اور اپنے خاندان کی پرورش سے بچ بھی رہے تو بھی اُن کو اَور جمع کرنے کا لالچ موجود رہتا ہی اور محتاجوں کی طرف کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔ یہہ دولت کی محبّت طمع کہلاتی ہی اور ہر ایک مسیحی کو یہہ طبیعت دور کرنی چاہئیے کیونکہ خدا کے کلام میں بہت گناہوں کی جڑ اِسی کو لکھا گیا ہی مسیحی لوگوں کو چاہئیے کہ اِس دنیا کو ناچیز اور فانی سمجھیں اور ہمیشہ کی زندگانی اور ابدی خوشی کو جو خدا اور فرشتوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہی دولت بے بہا سمجھیں۔ لیکن طمع زر نے اِس قدر لوگوں کے دل میں دخل پایا ہی کہ عاقبت کے خیال کو بالکل آنے نہیں دیتی اور وے ساری خوشی صرف اِسی مٹی کے جمع کرنے میں سمجھتے ہیں اور دنیا میں اِس سے زیادہ کسی چیز کو عمدہ نہیں جانتے۔ انجیل میں

صاف لکھا گیا ہی کہ خدا کا فضل اِس نیّت کو روک کر اِنسان کو یہہ سکھلاتا ہی کہ ہم مفلس ہونا بھی جانتے ہیں
اور تونگر ہونا بھی جانتے ہیں بھوکھے رہنا بھی جانتے ہیں اور سیر ہونا بھی جانتے ہیں آسودہ ہونا بھی جانتے
ہیں اور حاجتمندی کو بھی جانتے ہیں - پر طمع کا آدمی اِن باتوں کو بالکل نہیں جانتا جب تک
کہ اُس کا کیسہ پُر رہے اور مال جمع ہوتا جاوے - تب تک راضی رہتا ہی جب کہیں گردشِ
زمانہ سے افلاس آجاوے تو غمگین ہوتا ہی - مقتضائے مذہب یہہ ہی کہ ہر حال میں توکّل
خدا پر ہو اور سب طرح کی خوشی اُسی پر توکّل کرنے سے حاصل ہو لیکن لالچی آدمی سونے کو
کہتا ہی کہ تو میرا جائے توکّل ہی اور تو ہی میرا خدا ہی تیرے حضور میں ساری برکت موجود ہی
اور تیری غیبت میں قہر عظیم ہی - اِنجیل اِن خواہشوں کو مارنے اور خدا کی اِطاعت میں لانیکے
لئے آئی ہی لیکن لالچی آدمی دولت کے شوق میں نہ خدا کو جانتا ہی نہ اُس کی اِطاعت سے خوشی
حاصل کر سکتا ہی - بغیر جمع کرنے دولت کے اُس کو اور کچھ کام نظر نہیں آتا بلکہ جس وقت زندگی
آخیر ہونے لگتی ہی اور دولت سے کچھ فایدہ معلوم نہیں ہوتا تب بھی اُسے دیکھکر راضی ہوتا ہی
اور یہہ نہیں جانتا کہ فی الفور اُس کو چھوڑنا پڑیگا - لالچ کی خرابیوں کا بیان کہاں تک کریں
یہی لالچ اپنے ہمسایوں کی طرف سے دل سخت کرتا ہی اُن کے دُکھوں کو سُننے نہیں دیتا اور
اپنی آنکھوں سے دیکھکے بھی رحم نہیں کرنے دیتا - وے لوگ اگرچہ بھوکھے مریں یا ننگے رہیں
یا بیماری کے بستر پر پڑیں یا قرض خواہ اُنہیں جیلخانہ میں پہنچاویں تو لالچی لوگ کچھ غرض
نہیں رکھتے بلکہ اپنے خاندان کے لوگوں کے دُکھ بھی دیکھتے ہیں اور اُن کی رفاہیّت کیلئے
پیسا خرچ کرنا منظور نہیں کرتے - اکثر اوقات آپ بھی نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ ضروری
چیزوں پر صرف کرتے ہیں اور پیسے کی علّت غائی کو نہیں سمجھتے کہ وہ صرف صرفِ ضروریات
کے لئے ہی - اُن کی خوشی صرف اُس کا جمع رکھنا اور یہہ کہنا ہوتا ہی کہ ہمارے پاس مال ہی پس
اِس دشمنِ خلقت اور عدوے جان کو جو طمع ہی مارنا چاہیئے - زبور میں آیا ہی کہ لالچی آدمی

جس سے خداوند کو نفرت ہی آدمی اُسے نیکبخت کہتے ہیں کیونکہ اُس پاس مال ہی وہ اپنے دل میں کہتا ہی کہ مجھ کو جنبش نہ ہوگی مجھ پر پُشت در پُشت بپتا نہ پڑیگی کیونکہ میرے پاس مال ہی پر افسوس کہ آدمی کا یہہ خیال بیہودہ ہی۔ جیسے کہ خداوند مسیح نے بھی فرمایا ہی کہ خبردار لالچ سے پرہیز کرو اور یہہ تمثیل دیکے کہا کہ ایک دولتمند شخص کے کھیت میں بہت کچھ پیدا ہوا۔ تب وہ اپنے دل میں یہہ کہکے خیال کرنے لگا کہ میں کیا کروں میرے پاس غلہ رکھنے کی جگہہ نہیں ہی سو اُسنے کہا کہ میں یہہ کرونگا کہ اپنا کولا ڈھاؤنگا بڑا بناؤنگا اور وہاں اپنا سب مال و رحاصل جمع کرونگا اور میں اپنی جان سے کہونگا کہ ای جان تیرے پاس بہت مال بہت برسوں کے واسطے رکھا گیا ہی آرام کر کھا پی خوش ہو۔ لیکن خدا نے اُسے کہا کہ ای نادان آج کی رات تیری جان تجھ سے لیجاویگی پس جو چیزیں تو نے تیار کی ہیں کس کی ہونگی۔ اُس کی یہہ حالت ہی جو اپنے واسطے مال جمع کرتا ہی اور خدا کے نزدیک مالدار نہیں ہی۔ خبردار رہو اور لالچ سے دور رہو کیونکہ کسی کی زندگی اُس کے مال کی زیادتی سے نہیں ہی۔ اگر آدمی اپنے بیوپار اور بنج میں خدا سے برکت پاکے اپنے ہنر اور حکمت سے بہت سا مال دنیاوی پیدا کرلیوے تو بھی یہہ خیال کرنا کہ مال اپنی روح کی نجات سے بہتر ہی بیجا ہی بلکہ یہہ جانے کہ اپنی جان کی نجات ساری آسایش دنیاوی سے بہتر ہی۔ پولوس حواری خداوند مسیح کے کلام کے مطابق دولت کے شوق کو گناہ میں شامل کرتا ہی اور کہتا ہی کہ لالچ سے توکل کی کمی اور خدا کی بخشی ہوئی چیزوں پر قناعت نہیں ہوسکتی اس واسطے گناہ ہی۔ تمہاری طبیعت زردوست نہ ہووے اور موجود پر قناعت کرو کیونکہ اُس نے آپ کہا ہی کہ میں تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا تجھے مطلق ترک نہ کرونگا۔ اِس واسطے ہم خاطر جمعی سے کہتے ہیں کہ خداوند ہمارا مددگار ہی کہ ہم نہ ڈرینگے آدمی ہمارا کیا کریگا۔ باوجود اِس نصیحت کے جو آدمی شوق مال کا حد سے زیادہ اپنے دل میں رکھتے ہیں قسم قسم کے اِمتحان میں پڑتے ہیں۔ ابتدا میں صرف شوق ہوتا ہی اِنتہا میں لالچ گناہ

اور خرابیوں میں بھی ڈالتا ہی - اِس واسطے محبت دولت کی ساری بُرائیوں کی جڑ کہلاتی ہی کہ اس میں ایمان کا بھی نقصان ہی - جب خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اپنی جان کے لئے اندیشہ مت کرو کہ ہم کیا کھاویں اور بدن کے لئے کہ ہم کیا پہنیں تو اُس سے مُراد یہی ہی کہ بہت شوق اِنھیں چیزوں کا رکھنا دنیا میں بیجا ہی کیونکہ جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے افضل ہی - اُس نے کہا کہ کوؤں کو دیکھو کہ وے نہ بوتے اور نہ لوتے ہیں اُنکے لئے کھلیان نہ کوٹے ہیں خدا اُن کو کھلاتا ہی تم پرندوں سے کتنے زیادہ افضل ہو - اور کون تم میں سے اندیشہ کرنے سے اپنی زندگی ایک دم بڑھا سکتا ہی غرض یے نصیحتیں لالچ سے باز رہنے کے لئے ہیں - لالچی آدمی دنیا میں بھی خوش نام نہیں ہوتا کیونکہ لوگ اُس کی حالت سے واقف ہو کر اُسے بخیل سمجھکر بدنام کرتے ہیں - پس دنیا کے لئے دولت جمع کرنی اور پھر دنیا ہی میں رسوا ہونا مصلحت سے بعید ہی - لوگ بیوپار کے ابتدا میں نہایت خوف کرتے ہیں کہ نقصان نہ اُٹھاویں اور اِسی خوف کے سبب اپنے خرچ کو گھٹاتے ہیں پر جب خدا اِس میں برکت بخشتا ہی تو بھی بسبب لالچ کے اپنے آپ کو آسودہ اور فارغ البال نہیں کر سکتے - یہی لالچ گناہ ہی جس کو دفع کرنا واجب ہی +

اگر کوئی کہے کہ دولت کو بڑھانا اور اپنے حال کو آسودہ کرنا اور بڑھاپے کیلئے جب کاروبار سے لاچار ہوتا ہی جمع کرنا یا اپنی آل اولاد کی بہتری کے واسطے کچھ پیچھے چھوڑنا بیجا نہیں تو میں خدا کے کلام کے بموجب جواب دیتا ہوں کہ صرف وہ حد سے زیادہ شوق دولت پیدا کرنیکا گناہ ہی جس سے اور فرایض کے کرنے میں نقصان واقع ہو اور خدا کی اطاعت فراموش ہو نہیں تو ہر ایک نعمت کو مثل دولت اور مال کے جو خدا عنایت کرے حلم سے قبول کرنا اور اِسطرح استعمال میں لانا جس میں خدا کا جلال بڑھے اور بہبودی خلق اللہ کی ہو گناہ نہیں پروردگار کا بندوبست ایسا ہی کہ دنیا میں بعضوں کو دولتمند کرتا ہی تاکہ اُنکے وسیلے سے اوروں کو فیض

پہنچے اور اُن کی دولت سے بہتوں کی بھلائی ہو۔جب یہہ کام اُن سے نہ ہوسکا تو اُس کی امانت میں
خیانت ہوئی۔جیسے اعضا خدا نے اِس لئے بخشے ہیں کہ اُس کی خدمت میں اِستعمال کریں ویسے ہی
دولت اِس واسطے بخشتا ہی تاکہ اُسی کی خدمت میں صرف ہو۔پر جب برعکس اِسکے بیجا کاموں میں
خرچ ہو تو گناہ ہی۔اور ایسی طمع کی طبیعت کو مارنا ہم پر فرض ہی۔چاہیئے کہ اِنسانکے دل میں شوق
دولت کا نہ ہو بلکہ صرف دعا اُس کی رفع حاجت کے لئے ہو۔لیکن اگر خدا اُسکے کاموں کو برکت
بخشے اور اُس کو دولت عطا کرے تو اُس کو بھی امانت دار کی طرح اِستعمال میں لاوے۔**رباعی**
دولتِ دنیا نکمّی چیز ہی + جو کوئی ہی طالب اِس کا خیر ہی + وہ خراب اور یہہ ہیں کہتے عمدہ تر +
عاقل و ناداں میں یہہ تمیز ہی +

نفس کُشی اُن چیزوں کی استعمال میں بھی مطلوب ہی جو گناہ نہیں ہی۔اکل و شرب کی بے
اعتدالی اور مُجامعت بیجا اور دولت کا لالچ یے سب جو گناہوں میں شمار ہوئے ہیں اگر مُعتدل
ہوں تو اُن کو خدا کی خدمت کے طور پر بموجب حکم اُسکے کے اِستعمال کرنا بیجا نہیں ہاں اُس
سے زیادہ گناہ ہی اگر خدا نے بہت نعمت دی ہو تو زیادہ نہ کھانا چاہیئے۔اور اگرچہ بیاہتا عورت
بھی ہو تو حد سے زیادہ اِستعمال میں نہ لانی چاہیئے۔اور دولت ہاتھ میں ہونیکے سبب انواع اور
اِقسام کی نعمتیں فضول خرچی میں صرف نہ کرنی چاہیئے۔اِن میں افراط گناہ ہی۔اِسی کے ساتھ وہ
محبّت ہی جو اپنے خاندان کے ساتھ آدمی رکھتا ہو یا اپنے گھر کے لوگوں کے ساتھ اگرچہ یہہ محبّت
خویشوں اور اقربا کا حق ہی اور اُن کی محبّت کرنے میں خوشی بھی بہت ہی تسپر بھی چاہیئے کہ صرف
خدا ہی ہمارے دلوں میں اکیلا محبّت پر قابض رہے۔اگر ہم اِس مسئلہ سے واقف نہ ہوویں
اور ذوق خدا کی محبّت کا ہمارے دلوں میں غالب ہووے تو ہم خدا کی محبّت کو سہولیّت سے
چھوڑکر اُن رشتہ داروں کو ایسا پیار کریں جیسا صرف خدا کو کرنا چاہیئے۔لیکن بموجب کلام کے
اُن کی محبّت خدا کی محبّت سے کم کرنی چاہیئے۔اگر کوئی شی دنیا کی دل میں خدا کی محبّت کی

جگہہ آکے دخل دیوے تو گناہ ہی۔ کھانے پینے کی افراط اور دنیاوی چیزوں کی طمع اُس محبّت کا
مقابلہ نہیں کر سکتی جو جورو اپنے خاوند کے ساتھہ اور خاوند اپنی جورو کے ساتھہ یا دونوں اپنی اولاد
کی نسبت اور اولاد اپنے والدین کی نسبت رکھتے ہیں۔ ایک لوگ ان چیزوں کو بطور بُت
کے اپنے دل میں کھڑی کرتے ہیں اور خدا کی محبّت کو دور کرتے ہیں البتہ یہہ گناہ ہی۔ خدا کے
کلام میں اِس کی بابت یوں لکھا ہی کہ اگر کوئی میرے پاس آوے اور اپنے باپ اور ما اور جورو
اور لڑکوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان کا بھی مخالف نہ ہووے وہ میرا شاگرد نہیں
ہو سکتا +

الغرض کوئی شخص ہمارے دلوں میں ایسا دخل نہ پاوے جیسا صرف خدا کا حق ہی عیسوئیوں
کو اِس طرح رہنا چاہیئے جیسا کہ پولوس نے اپنے مکتوب میں لکھا ہی کہ ای بھائیوں میں تمسے کہتا ہوں
کہ وقت تنگ ہی اِس واسطے چاہیئے کہ جورو والے ایسے ہوویں جیسے اُن کی جورواں نہیں اور
رونیوالے ایسے جیسے وے نہیں روتے اور خوشی کرنیوالے ایسے جیسے وے خوشی نہیں کرتے
اور خریدنیوالے ایسے جیسے وے مالک نہیں اور دنیا کے کاروبار کرنیوالے ایسے ہوویں کہ
اُن کا کام افراط کو نہ پہنچے کیونکہ دنیا کا تماشا گذرتا چلا جاتا ہی سو میں یہہ چاہتا ہوں کہ تم بے اندیشہ
رہو۔ ایسی حالت میں رہنا اور اِس نفس کا اِنکار کرنا اُس وقت میں فایدہ سے خالی معلوم
نہ ہوگا جب اُن سے جدائی ہوگی جن کو اب بُت کی طرح اپنے دل میں پرستش کرتے ہو۔ اگر
وے مر جاویں تو دنیا اندھیری معلوم ہوتی ہی اور تمام خوشیاں جاتی رہتی ہیں۔ پر اگر خدا کی
محبّت اَور سب محبّتوں پر غالب ہووے تو آدمی کا حال ایسا نہیں ہوگا بلکہ آسانی سے کہہ
سکینگے کہ خدا نے دیا خدا نے لے لیا مُبارک کی اُس کے نام کو ہو +

اِنہیں طبیعتوں میں سے جو نفس کی خوشی میں مستعمل ہوتی ہیں انسان کے لئے اپنی
تعریف بھی شمار ہوتی ہی۔ آدمی کے کانوں کو دوسرے کی زبان سے اپنی تعریف سُننی نہایت

تیسرین معلوم دیتی ہے اور اِس شوق سے کوئی بھی خالی نہیں۔ کیا ہندو کیا مسلمان اپنی
اپنی کتابوں میں اکثر پڑھتے ہونگے کہ اُن کے بزرگ اپنی تعریف سے کیسے مغلوب ہوئے اور
جن لوگوں نے اُن کی ثنا خوانی کی اُن کی طرف کیسے متوجہ ہوئے اور اُن پر مہربانی فرمائی
پس جو لوگ دنیا میں ہیں اِس سے کس طرح کان بند کر سکیں۔ اِنسان کی خاصیت زمانہ کے
اِبتدا سے لیکے آج تک ویسی ہی ہے۔ روم اور شام کے بزرگوں کے حق میں بھی ایسا ہی لکھا ہے
کہ اُن لوگوں نے اپنی زبان سے بھی اپنی تعریف کی اور شعرا کی قلم سے بھی اپنی تعریف لکھوائی
اور اُنہیں اِنعام دئے چنانچہ اُن کی تصنیفات اب تک موجود ہیں۔ پر یسوعیوں کو چاہیے
کہ اِس طبیعت سے باز رہیں اپنی تعریف کو سُننا ہرگز پسند نہ رکھیں۔ جو فرایض اُن پر خدا
نے مقرر کئے ہیں اُن کو ادا کرکے ہر ایک اِنسان کی تعریف کے خواہاں نہ ہوں اور دنیا کی
تعریف سے غرض نہ رکھیں خدا سے عاقبت کے اُمیدوار ہوویں۔ جو حق ہے اُسے کیا کریں
اور اِنسان کی مدح اور ذم کو یکساں سمجھیں۔ اپنے اِدراک اور اِیمان سے جس کو نیکی سمجھیں
اُسے کریں اور جس کو بدی جانیں اُس سے پرہیز کریں خواہ اِنسان اِن باتوں سے راضی
ہوکے اُن کی تعریف کریں خواہ ناراض ہوکر ہجو کریں۔ جب آدمی اپنی تعریف کا خواہاں
ہوتا ہے تو اکثر کام لوگوں کو خوش کرنے کے واسطے کرتا ہے اور خدا اُس کی نظر سے دور ہو جاتا ہے
وہ اپنی دعا بھی اور نیکی کے کام میں اِسی طرح آدمیوں کی نظر میں اچھے دکھلائی دینے کے
واسطے کرتا ہے پر خدا کی نظر میں وے مکر ہوتے ہیں۔ اگر کوئی کام کرکے لوگوں سے تعریف
سُنے تو وہ اُس کام کی زیادہ پیروی کرتا ہے۔ اگر لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو یا نظر آنے پر
کوئی اُس کی تعریف نہ کرے تو سُست ہو جاتا ہے۔ غرض سب کام اُسکے دنیا کی نیکنامی اور بدنامی
سے بندوبست پاتے ہیں۔ یہہ نیکی نیکی نہیں۔ اکثر ہندو لوگ دنیاوی ناموری کے واسطے
ٹھاکر دوارہ یا دھرم سالہ یا تالاب یا کنوا یا سدابرت بنواتے اور لگواتے ہیں۔ اِسی طرح

بہت مسلمان واسطے نیکنامی دنیاوی کے مسجدیں اور کنوئیں اور سرائیں اور مسافرخانے وغیرہ بنواتے ہیں اور بعضے ظاہری یسوعی گرجا اور مدرسہ وغیرہ مقامات واسطے شہرت اور ناموری دنیاوی کے بنواتے ہیں۔ ایسے ایسے کام جو خالص خدا کے واسطے اور بجاآوری احکام اُس کی کے نیت پر نہ ہوویں تو کچھ فایدہ یا ثواب نہیں بخشتے اور اُن کا عدم و وجود برابر ہی بلکہ گناہوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جو کام خالص خدا کے لئے اور بموجب حکم اُس کے کے نہ ہوں وے سب نکمےّ ہیں۔ خدا کے کلام سے بھی یہہ گناہ اِسی طرح سمجھا جاتا ہی۔ مسیح نے بارہا اپنے شاگردوں کو اِس شوق سے منع کیا کہ خبردار تم لوگوں کے سامھنے اُنہیں نظر آنے کو اپنی خیرات نہ کرو نہیں تو تم اپنے آسمانی باپ سے کچھ پھل نہ پاؤگے۔ میری سنو اے تم سب جو صداقت شناس ہو اے لوگو جن کے دل میں میری شریعت ہی اِنسانوں کی ملامت سے مت ڈرو اور اُن کی طعنہ زنی سے ہراساں نہ ہو۔ حلم اور فروتنی سے اپنے کام اِس دنیا میں بغیر خواہاں ہونے کسی کی تعریف کے کیا کرو جس سے تمہارا اجر خدا سے ہو نہ اِنسان سے۔ ایسا کرنے سے تمہارے دل میں کبھی نارضامندی پیدا نہ ہوگی کیونکہ تم متروک الدّنیا ہو اور تمہاری غرض خدا کو خوش کرنے سے ہی نہ کہ اِنسان کی رضامندی طلب کرنے سے۔ **رباعی** نہ کر آرزو اپنی تعریف کی * کہ اِس میں تکبّر کی ہی بو ملی * جو ہوتے ہیں مشتاق تعریف کے * اُنہیں لوگ کہتے ہیں احمق سبھی *

(۵) نفس کُشی بنسبت عزّت کے۔ ہم نے نفس کُشی کی ضرورت بنسبت کھانے اور پینے اور جماع کرنے اور طمع دولت اور اِشتیاق تعریف اپنے کے بیان کردی۔ لیکن ایک بات میں نفس کُشی اِن سب سے زیادہ تر مشکل ہی۔ اِسکا بیان اب کرتے ہیں۔ اِنسان اِس دنیا میں باُمید عاقبت کے اِن سب کو ترک کرنا بہ نسبت نقصان عزّت اپنی کے آسان تر سمجھتا ہی اگر عزّت رہے تو اور سب چیزوں کی برداشت کر سکتا ہی۔ یہہ طبیعت خاص دنیا کی رضامندی چاہتی ہی اور ہرگز پذیرا نہیں کرتی کہ کوئی اُسے مذہب کے مقدمہ میں بیوقوف یا بگڑا ہوا

دنیا سے برخلاف سمجھے۔ اِس سبب سے اکثر لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے ہیں تاکہ اُن لوگوں کو
جو حقیقت میں بے دین ہیں مگر ظاہر میں اچھے اور دولتمند اور فیض رساں معلوم ہوتے ہیں
راضی اور اپنے سے خوش کریں۔ یہہ شرم مذہب کی اکثر اوقات نیک مزاجوں کو بھی بگاڑتی ہے
اور روح کو شرارت پر ترغیب کرتی ہے اور اپنی جان میں نقصان پیدا کرتی ہے۔ اِس کا اِنکار کرنا
بھی ایک نفس کُشی ہے۔ آدمی ایسی کم حوصلہ اور کمزور طبیعت رکھتے ہیں کہ طعن دنیاوی اور
انگشت نمائی خلق کی بالکل برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کی محبّت اور راستی کو جو عاقبت کے امور
ہیں دنیا سے حقیر سمجھتے ہیں اور یہہ نہیں جانتے کہ دنیا کی نیکنامی صرف ایک ہوا ہے اور اُس میں
قیام نہیں جس حالت میں خدا نے تمہیں راستی کا علم بخشا اور جب تم خدا کو فراموش کر کے
اور بے اُمید ہو کے اِس دنیا میں اوقات بسر کرتے تھے تب تمہارے دلوں میں روشنی ڈالی تا
کہ تم تاریکی سے نکلکے روشنی میں چلو تو اب تمہیں مناسب نہیں کہ دنیا کے ٹھٹھے اور طعنے سے ڈر کے
اُس مہربان خدا کا اِنکار کرو۔ اگر کوئی سپہ سالار اپنے بادشاہ سے ایسا برگشتہ ہو کے اُسکی خدمت
کو ترک کرے تو اُس کو کیا سمجھا جاویگا اور وہ کِس سزا کے لایق ہوگا۔ اور اگر وہ دشمنوں کے
ہاتھ میں اپنے آپ کو اِس طرح سے حوالہ کرے تو کیسی بڑی فضیحت اور بدنامی ہے۔ شکرگذاری
اور اِنصاف اور وفاداری سے یہہ کام بعید ہے۔ لیکن تمہارے فرض خدا کی نسبت اِس سے
بھی زیادہ تر ہیں۔ شیطان اور دنیا اور گناہ تمہارے دشمن ہیں۔ اِن سے رہائی پانیکے لئے
تمہاری آنکھیں اُس نے کھولیں اگر اب برخلاف اُس روشنی کے صرف دنیا کی بدنامی سے
ڈر کے ایمان کی کشتی کو ڈبو دو تاکہ دنیا تمہیں اچھا کہے تو یہہ بے ایمانی کا کمال ہے۔ جو بے دین
ہیں وے ایمانداروں کو ہرگز پسند نہیں رکھتے کیونکہ دینداروں کے چال چلن بے ایمانوں کے چال
چلن کو ہمیشہ کاذب ٹھہراتے ہیں اور بطور گواہی کے اُن کے سامھنے ہمیشہ موجود رہتے ہیں جس سے
سے وے کبھی چین نہیں پاتے۔ اِس سبب سے دین داروں کو ٹھٹھا اور مزاخ کرتے ہیں پر

تم اگر اُن کی باتوں کو سُنکر خدا کی طرف پیٹھ پھیر کے اُن کی پیروی کرو تو نہایت سزا کے
لایق ہوگے۔ اگر یہہ شرمندگی حایل نہ ہوتی تو اِس دنیا میں اکثر لوگ دینداری کا قصد کرتے
بُت پرستوں کے نزدیک بُت پرستی ترک کرنی بیجا ہی۔ اِس واسطے وے لوگ مسیحی لوگوں کو بُرا
کہتے ہیں لیکن توبھی بُت پرستی اچھی نہیں سمجھی جاتی۔ جن کے دلوں کو تقویت حاصل ہو وے
طعنہ اور تشنیع سے نہیں گھبراتے بلکہ جس قدر لوگ اُن پر اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہیں اُسی
قدر اُن کو اُن کے گناہوں کی شدت جانکر اُن سے پرہیز چاہتے ہیں۔ عیاش آدمیوں میں
ایک ایسے دیندار کا ہونا جو اُن کے کاموں کے برخلاف گواہی دیتا ہو بہت غنیمت ہی لیکن اگر
وہ شخص اُن کے رُعب سے شرماکر اُن کے موافق بولنے لگجاوے اور اُن کے کاموں کو پسند
کرکے اُن میں شامل ہوجاوے تو کیسی بیوفائی ہی۔ مسیحیوں کو دنیا کے لوگ نہیں چاہتے کیونکہ
اُن کے کام بُرے ہیں پر اگر مسیحی بندے لوگوں کی خوشی حاصل کرنیکے لئے مسیح کا اِنکار کریں
تو بڑا گناہ ہی۔ نیک اور بد کی پہچان اِسی طرح سے ہوتی ہی۔ خدا کا فضل اور شیطان کا اثر نہیں
دونوں شخص سے عیاں ہوتا ہی۔ اگر ایماندار دنیا کی شرم اور اپنے نام اور عزت کو بچانیکے لئے
نیکی کا اِنکار کرکے بدی کو جایز رکھیں تو گو وے اپنی ذات سے اُن کاموں کو عمل میں نہ لاویں
توبھی گنہگار ہوتے ہیں کیونکہ وے اُن کے گناہ میں شریک ہوتے ہیں اور اپنی رضا دیتے ہیں۔
پس گویا ایمان کا اِنکار کرتے ہیں۔ اُن کو لازم ہی کہ شکرگذار ہوکر اِنسان سے نہ ڈریں جہاں
تک ہوسکے اپنے ایمان کی بڑائی کریں اکیلے ہوکر بھی ساری دنیا کا سامھنا کریں اور جہاں خدا
کی بدنامی ہو وہاں اپنی بدنامی کو کچھ چیز نہ جانیں۔ خدا نے اِسی واسطے اپنے کلام میں یوں تعلیم
کی ہی کہ جو کوئی میرے سے شرماویگا اور میرے کلام سے میں بھی اُس سے آیندہ دنیا میں شرماؤنگا
اور جو کوئی لوگوں کے سامھنے میرا اِنکار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامھنے جو آسمان پر ہی اُس کا

اِنکار کرونگا۔ رباعی عزّتِ دنیا نہیں ہی پایدار + اُس کو دانا کچھ نہیں کرتے شمار + کر اُسی عزّت کی روز و شب تلاش + جو ہو دایم اور قبولِ کردگار +

(۶) خوفِ خلق۔ خدا اور راستی کی تلاش میں نفس کُشی خوفِ تکلیفِ دنیاوی سے بھی کرنی چاہئیے مفلس لوگوں کو اِس نفس کا کچھ نہ کچھ اِنکار زیادہ تر ضرور ہی۔ اکثر غریب آدمی بڑے آدمیوں پر مدار رکھتے ہیں کیونکہ بدون اُن کی پرورش کے غریبوں کا نباہ اِس دنیا میں مشکل ہی۔ اُن کی اِلتفات اور عنایات غریبوں کے کاموں میں فایدہ بخش ہیں اور اُن کی روگردانی اور خفگی غریبوں کے لئے نقصان رساں ہی۔ اگر کوئی تونگر آدمی کسی مفلس کی دستگیری کرے تو لوگ اُس کی عزّت سمجھتے ہیں۔ اِس سبب سے مفلس آدمی اپنے ایمان پر اُن تونگروں سے جن پر اُن کا مدار ہوتا ہی زیادہ تر پختہ نہیں ہوتے۔ اگر وے دیندار ہوں تو یے بھی دینداری کا لباس پہن لیتے ہیں اور اگر وے بیدین ہوں تو یے بھی بیدینی کا کلام کرتے ہیں۔ اگر اُن کو میخوار دیکھیں تو یے بھی شراب پینے لگتے ہیں اور اپنے دل میں یوں کہتے ہیں کہ اِن سے جدا ہو کے اپنا نقصان کیوں کریں۔ جب اُن کو ملا رہنے میں فایدہ ہی تو اِس فایدہ سے خواہ مخواہ کیوں ہاتھ اُٹھاویں۔ اگر دل گوارا بھی نہ کرے تو بھی غرضِ دنیاوی رغبت دیتی ہی کہ دنیا کا فایدہ اُٹھاویں اور نسیہ عاقبت کی اُمید میں نقد فوایدِ دنیاوی کیوں کھودیں۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ بڑے آدمی چھوٹوں پر ایک قسم کا رُعب اور اثر رکھتے ہیں۔ اِس لئے عام خلقت اکثر اُن کے نمونہ پر چلتی ہی کیا چال میں کیا گفتگو میں کیا لباس میں کیا کھانے پینے میں اور مُفلس آدمی اُن کے مطابق چلنے میں راضی رہتے ہیں اور خلاف میں تکلیف پاتے ہیں۔ اِسی خوف سے وے سب کاموں میں پیروی اُن کی کرتے ہیں اور یہہ جانتے ہیں کہ اگر ہم یسوعی ہو جاوینگے تو سب ہمارے مربّی ہمسے دست بردار ہو جاوینگے ہمیں دنیا سے کوئی کام نہ ملیگا جس سے اوقات بسر کر سکیں۔ چونکہ اُن کی اوقات قرض پر ہوتی ہی ڈرتے ہیں کہ بڑے آدمی اپنا روپیہ اُن کو قرض نہ دیوینگے اور نہ اپنی نوکری میں اُنکو

کوئی خدمت دیوینگے اور ساہوکار اپنی تجارت میں اُن کو دخل نہ دیوینگے۔ غرض ہر طرف سے اُنکو دھکا ملیگا۔ اِس خوف کے مارے آدمی خدا کی طرف رجوع نہیں کرتے لیکن اِس خوف کے نفس کو مارنا اور اِس کا انکار کرنا بھی مسیحیوں کو واجب ہے۔ عاقبت کے خیال اُن کے دلوں میں اِس قدر ہوویں کہ دنیا کے خوف پر غالب آجاویں خواہ بھوکھے رہیں خواہ عزت کھوویں خواہ بدنام ہوویں خواہ نکالے جاویں خواہ مال کھوویں پر خدا کی فرماں برداری ہرگز نہ چھوڑیں +

اگرچہ یے سب خوف بہت لوگوں کو ڈراتے ہیں تسپر بھی وہ شخص جو خدا کے کام پر اُنکو فدا کرتا ہے خدا اُس کو بڑھاتا ہے اور اس کے لئے بہت ہی وعدے خدا نے فرمائے ہیں اور کہتا ہے کہ تم اُن سے جدا ہو اُن سے نکل آؤ میں تمہیں قبول کرونگا میں تمہارا باپ ہونگا اور تم میرے بیٹے اور بیٹیاں ہوگے۔ اگر مسیحی بندوں کے دلوں میں خدا پر توکّل نہ ہو تو وے مسیحی نہیں دُکھ اور سُکھ میں وے کبھی خدا سے جُدا نہ ہوویں۔ اگر تم نے عاقبت کی نجات کے لئے خدا پر توکّل کیا تو اِس دنیا کی چیزوں میں کیوں ہراساں اور کج اعتقاد ہوتے ہو خدا اپنے بندوں کو ہرگز ترک نہیں کرتا اور نہ بے ایمانوں کے ہاتھ سے ہمیشہ دُکھ سہنے دیتا ہے سوائے اِس کے کہ اُس میں اُن کو فایدہ ہو جو خدا عاقبت کا ہے وہی خدا زمین کا بھی ہے۔ پس اِنسان کے خوف سے تم نہ ڈرو کیونکہ خدا تمہارا مددگار ہے۔ **رباعی** خدا کے سوا تو کسی سے نہ ڈر + کہ بندوں سے بندہ کو کیا ہے حذر + خدا پر جو ہووئگی تیری نظر + کسی سے نہ پہنچیگا نفع وضرر +

(۷)۔ غرورِ عقل۔ ایک نفس عقل کا غرور ہے یہہ بھی سخت دشمن اِنسان کا ہے جس کا مارنا واجب ہے یعنے خدا کے کلام پر بے تامّل اعتقاد کرنا چاہیئے۔ عالموں اور داناؤں میں یہہ نفس بنسبت جاہلوں اور نادانوں کی قوی تر ہوتا ہے۔ وے اور نفسوں کو مارنا آسان سمجھتے ہیں پر عقل کو اعتقاد پر قربان کرنا محال جانتے ہیں۔ اگرچہ خدا کوئی امر عقل کے برخلاف ہمارے اعتقاد سے طلب نہیں کرتا کیونکہ جو باتیں اُس نے فرمائی ہیں سو اچھی اور مفید ہیں لیکن بعضی چیزیں

ایسی بھی ہیں جو ہماری عقل کی پہنچ سے بعید ہیں اُنہیں برخلاف عقل کے جانکر آدمی نہیں مانتے - پولوس کہتا ہی کہ ہم خدا کی حکمت کے بھید کی تعلیم دیتے ہیں - تم اُنہیں عقل کے برخلاف جان کر انکار نہ کرو اور نہ کہو کہ یے چیزیں کس طرح ہو سکتی ہیں بلکہ تمہیں مناسب ہی کہ خدا کا فرمودہ جاں کر بلا تامل اُنہیں مانو کیونکہ جب تم نے عقل کو دخل دیا تو ایمان فوت ہوا - پر اگر کوئی کہے کہ بدون تحقیقات کے ہر ایک بات کا مان لینا نامناسب ہی اور خدا نے بھی ایسا نہیں فرمایا ہی جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حقیقت میں ایسا ہی ہی - اِن دونوں بات میں پختہ لحاظ چاہئے کہ ایک امر عقل کے برخلاف ہوتا ہی اور ایک عقل کی پہنچ سے زیادہ - اِسی طرح ایک کلام کو صحیح کر کے مان لینا اور ایک بدون کلام کے اپنے خیال سے کسی بات کو مان رکھنا +

پس اوّل چاہئے کہ خدا کے کلام کا ثبوت تلاش کرے - جس کو خدا نے عقل بخشی ہی اُس کو ہرگز مناسب نہیں کہ بغیر سُراغ جوئی اور صحت کے کسی کتاب کو کلام الٰہی جانکر مان لیوے یا کسی مسئلہ کو جو کلام میں نہیں لکھا صحیح جان لیوے لیکن جب اچھی طرح کا قرار واقعی ثبوت جس میں عقل کو جگہہ شک اور شبہ کی نہ رہے ہو جاوے تو بعد اُس کے اُس کلام میں اگر کوئی بات ایسی ہو جو ہمارے خیال سے بعید ہو تو اُس کو مان لینا اعتقاد ہی - خوض اور تلاش ثبوت صحت کلام میں عقل کو بہت گنجایش ہی اور بعد ختم اِس تلاش کے پھر عقل کو دخل دینا ہرگز مناسب نہیں - بیدین آدمی اِن باتوں کا لحاظ نہیں کرتے - وے اکثر جگہہ ایسی باتوں کو دیکھکر جو ہماری عقل سے بعید ہیں یا اُن پر مطلع ہونا ہمارے لئے محال ہی عقل کی گرمی میں سودائی ہو کر اُن کا انکار کرتے ہیں اور ماننیوالوں کو بیوقوف کہتے ہیں - پر عیسوعیوں کو اِس عقلی تکبر کا دور کرنا واجب ہی جیسا کہ خدا نے فرمایا ہی کہ میں داناؤں کی دانائی کو ناپید اور عقلمندوں کی عقل کو نیست کرونگا کہاں دانا کہاں فقیہہ کہاں اِس جہان کا بحث کرنیوالا کیا خدا نے اِس دنیا کی حکمت کو حماقت نہیں کیا - اُن مسایل کی حقیقت پہچاننے کے لئے حکیموں نے بہت قصد کیا

لیکن کبھی کامیاب نہ ہوئے - آدمیوں نے اپنی عقل پر بھروسا رکھکے خدا کے اُن باریک رازوں
کی ماہیت معلوم کرنی چاہی لیکن کبھی اُس کی ماہیت کو معلوم نہ کر سکے - تب خداوند مسیح نے
کہا کہ اے باپ آسمان اور زمین کے مالک میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے اِن باتوں کو عالموں اور
فاضلوں سے چھپایا اور لڑکوں پر کھولا ہاں باپ ایسا ہونے میں تیری رضامندی تھی پولوس
بھی اِس نفس کے اِنکار کرنیکا تذکرہ بارہا کرتا ہے اور عقلی تکبر کو نہایت قوی سمجھکر اُس کا قربان
کرنا مصلحت بتلاتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو دانا سمجھتا ہو تو نادان سمجھے یعنے اِس مقدمہ میں
اِنسانی دانائی کام میں نہیں آتی ہر ایک اِنسان محتاج روح کے سکھلانے کا ہے تا کہ اُس سے دانا
ہووے - اور کہتا ہے کہ ہم تصوّروں کو اور ہر ایک بلندی کو جو خداشناسی کی مخالفت میں آپ کو
بالا کرتی ہیں گرا دیتے ہیں اور ہر ایک خیال کو اسیر کر کے مسیح کا فرمان بردار کرتے ہیں +

خدا کے کلام میں بہتیری باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا اِس دنیا میں محال ہے مثلاً یہہ کہ
شیطان نے کس طرح آدم کو بہکایا اور گناہ نے دنیا میں کس طرح دخل پایا اور خدا نے گناہ کو دنیا
میں کیوں دخل دیا اور ساری قوموں کو بُت پرستی اور دوسرے جھوٹھے مذاہب کی پیروی
کرنے سے کیوں نہ روکا اور گنہگاروں کے سزا دینے میں توقف کیوں کرتا ہے - اور یسوع مسیح
کی الوہیت اور اِنسانیت کا مسئلہ اور اُس کے گنہگاروں کے کفارہ میں جان دینے کا مسئلہ
اور قیامت اور عدالت کے مسایل اور فرشتوں کے گنہگار ہو جانیکا مسئلہ اور لوگوں کے دلوں
میں روحِ قدس کے اثر کرنے کا مسئلہ یہ سب اِنسانی تصوّرات سے بعید ہیں - کوئی عقل کے رو سے
حل نہیں کر سکا اور نہ کر سکیگا پر ایماندار لوگ اِن مسایل کو جو خدا کے کلام میں موجود ہیں اور
جہاں صاف صاف بیان ہوئے ہیں مانکر اِن سے تسلی اور تشفی حاصل کرتے ہیں اور پاکیزگی
میں اِس درجہ کو پہنچتے ہیں اور روح کو ایسی بہبودی میں سبقت دیتے ہیں کہ صحیح ہونا اِن
مسایل کا اُن کے ایمان کے رو سے یقین ہوتا ہے اور اِنکار کرنیوالے ہرگز اُس آرام اور لذت

کو حاصل نہیں کر سکے۔ **رباعی** آدمی کی عقل کا کیا اعتبار + جو کہ سب باتوں میں ہے بے اختیار + جب تلک لطفِ خداوندی نہ ہو + عقل انسانی سے کب نکلے ہے کار +

(۸) خیالی استبازی۔ اور آخر کا ایک یہہ نفس ہے جو اپنے آپ کو اپنی نظر میں استباز سمجھتا ہے یہہ سب سے نفرت انگیز اور خراب ہے جو کچھ نیکی تم میں ہے وہ صرف خدا کی بخشش ہے اور کوئی نیکی از خود تم سے نہیں ہو سکتی۔ اگر خدا کی بخشش سے قطع نظر کر کے اِنسانوں کی حالت پر نظر کیجاوے تو بالکل نیکیوں سے خالی اور بُرائیوں سے پُر اور بگڑے ہوئے شیطان کی صورت دوزخ کے لایق پائے جاتے ہیں۔ اور جو آدمی اپنے آپ کو نیک اور راستباز سمجھتے ہیں وے خدا کی نظر میں نامقبول ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز مسیح کی نجات اور خدا کے فضل اور روح القدس کی تاثیر میں دخل نہیں پاوینگے کیونکہ وے ناشکر گذار گنے گئے ہیں۔ اِسی واسطے ہر ایک یسوعی کو اپنی آنکھیں کشادہ رکھنی چاہئے تاکہ دیکھے کہ کسی طرح یہہ دشمن جانی اُس کے دل میں دخل نہ پاوے۔ دنیا میں اِس نفس کا مارنا بڑا مشکل ہے تسپر بھی خدا کے کلام میں کئی جگہہ یہہ فرمان ہے کہ اپنی راستبازی پر نظر نہ کرو اور نہ اپنے آپ کو راستباز سمجھو۔ حلم اور شکر گذاری سے بعید ہے کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو راستباز سمجھے۔ پچھلے زمانہ میں ایوب نے اپنے آپ کو ایسا حلیم ظاہر کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہہ مسئلہ قدیمی ہے اور اُسنے اپنے دل سے یہی معلوم کیا کہ اُس میں کوئی راستی نہیں بستی۔ تب وہ اپنے آپ ہی آگاہ ہوا اور کہا کہ میں ناپاک ہوں اپنے سے نفرت کھاتا ہوں اور آدمی جو اُس پر نظر کرتے تھے کئی خوبیاں جو زمین پر اَوروں میں نہیں تھیں اُس میں دیکھتے تھے پر وہ اپنے آپ کو گنہگار سمجھتا تھا۔ فی الواقعہ تو نے میرے کانوں میں کہا کہ تیری باتوں کا ایسا بول میرے سُننے میں آیا کہ میں پاک صاف بے گناہ ہوں ظاہر میں ہوں اور میری کچھ بدی نہیں دیکھ وہ مجھ سے لڑنا جھگڑنا چاہتا ہے وہ مجھے اپنا دشمن جانتا ہے وہ میرے پاتوں کو کاٹھ میں ڈالتا ہے اور میری ساری راہوں کو دیکھتا رہتا ہے جیسا پُرانے زمانہ میں ایوب تھا ویسا ہی مسیح کے وقت میں پولوس ہوا۔ یہہ دونوں اِس گناہ کے

قایل ہوئے جیسے کہ دونوں ہی اپنے وقتوں میں پاک وصاف تھے۔ پولوس کہتا ہی کہ جتنی چیزیں
میرے نفس میں تھیں میں اُنہیں کو مسیح کی خاطر نقصان سمجھا بلکہ میں اپنے خداوند یسوع
مسیح کی پہچان کی خوبی کے سبب ساری چیزوں کو نقصان سمجھتا ہوں اور اُنہیں کثافت
جانتا ہوں تاکہ مسیح میرا نفع ہووے تاکہ میں اُس میں موجود ہوں یعنے نہ یہہ کہ میں اپنی صداقت
کے ساتھہ جو شرعی ہی ہوں بلکہ اُس صداقت کے ساتھہ جو مسیح پر ایمان لانے سے یعنے اُس صداقت
کے ساتھہ جو خدا کی طرف سے ایمان کی راہ میں ملتی ہی ہوں۔ غرض یہہ دونوں اگرچہ اچھے پاک
اور صاف تھے تو بھی اپنی نظر میں اپنے آپکو نہایت حقیر اور ناپاک سمجھتے تھے۔ اور جس قدر اُنہوں نے
اپنے نفس کو ناپاک سمجھا خدا تعالیٰ اُسی قدر پاکیزگی کی طاقت اُنہیں بخشتا رہا اور سوائے اُنکے
جتنے آدمیوں نے اِس دنیا میں خدا سے فضل پایا وے سب اپنی راستبازی کا بھروسا چھوڑ بیٹھے تھے
اور خدا کی راستی پر شاکر ہوئے تھے وے جو اپنے آپکو غریب اور مسکین اور ناتواں جانتے ہیں خداوند کا
فضل اُنہیں کے لئے ہی اور جو اپنے آپ کو کچھہ چیز جانتے ہیں وے حقیقت میں ناچیز ہیں مسیحی ہندے
وے ہی ہیں جو اپنے آپ کو پست سمجھتے ہیں اپنی راستبازی کا خیال خدا کے فضل سے محروم رکھتا ہی
اور ساری خوبیوں سے اِنسان کو خالی کرتا ہی بعضے مذہبوں میں واسطے نفس کشی کے ایسی
ایسی ریاضتیں مقرر ہیں جن سے جسم اور جان کو نہایت تکلیف اور ایذا پہنچتی ہی اور نفس کی
سرکشی اور غرور کو کچھہ فایدہ نہیں ملتا۔ ہندوؤں کے مذہب میں بالتخصیص ایسے قسم کی ریاضتیں
بہت مروّج ہیں اور اکثر اُن کو استعمال میں لاتے ہیں۔ مثلاً بعضے ایک ہاتھہ یا دونوں ہاتھہ کو
بے جنبش کھڑا کر رکھتے ہیں تاکہ ناخن بڑھہ جاویں اور ہاتھہ بے حس وحرکت ہو جاوے اُن کو نکھی
کہتے ہیں بعضے سر پہ لنبے لنبے بال رکھکر اُنکو نہ کبھی کٹاتے ہیں اور نہ کنگھی وغیرہ کرتے ہیں اُنکو
جٹائیں بولتے ہیں۔ بعضے اپنے بدن کو ننگا کرکے راکھہ اور خاکستر ملتے ہیں اور اِس کو بھبوت کہتے ہیں
بعضے بولنا ترک کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اَبول کہلاتے ہیں۔ اور بعضے اِسی طرح آنکھوں کو بند کرکے

دیکھنا چھوڑ دیتے ہیں وے اُندیکھ کہلاتے ہیں - اور بعضے کانوں کو روئی وغیرہ سے بند کر کے سُننا ترک کر دیتے ہیں اور اَنسُن کہلاتے ہیں - بعضے اپنے سر کے بالوں کو موچنے سے اُکھاڑ ڈالتے ہیں اور وے سیوڑے کہلاتے ہیں - بعضے جنگل میں ایک پانوں کھڑے ہو رہتے ہیں - بعضے کسی درخت یا گاڑے ہوئے ستونوں سے اُلٹے ہو کے یا سیدھے لٹک رہتے ہیں - بعضے پہاڑوں میں جا کے غاروں میں جاگزین ہو رہتے ہیں - بعضے دریا یا ندی کے بیچ بیٹھ یا کھڑے ہو رہتے ہیں بعضے چاروں طرف آگ جلا کے میانہ بیٹھ رہتے ہیں - بعضے گڈھے میں بیٹھکر گرداگرد اپنے نمک رکھوا کر بیچ میں گلجاتے ہیں اور اُس کو مٹی لینا یا نمک لینا بولتے ہیں - بعضے برف میں بیٹھکے اپنے آپ کو گلا دیتے ہیں اور اُسکو مہنچل کہتے ہیں - بعضے دریا وغیرہ میں ڈوب کر مر جاتے ہیں اور اُسکو جل پروا کہتے ہیں - بعضے اپنی زبان کا ٹکڑ دیوی کو چڑھا دیتے ہیں - بعضے آگ میں جل جاتے ہیں اس کو ستی کہتے ہیں - بعضے اڑہ کے نیچے چرجاتے ہیں - یہہ دونوں امر اب عملداری انگریزی میں بسبب ملنے سزا اور ممانعت سرکاری کے اکثر بند ہو گئے ہیں - بعضے دریا کے کنارہ پر بیٹھ رہتے ہیں - بعضے ایک کوٹھری یا مٹ میں بیٹھکر دروازہ بند کر دیتے ہیں اور صرف چند دانہ جو اور ایک چلو پانی پر قناعت کرتے ہیں - بعضے مٹی میں گڈھا کھود کر اُس میں بیٹھ رہتے ہیں - بعضے گوشت کا کھانا اور بعضے دودھ دہی کا اور بعضے لسن اور پیاز کا برتنا ترک کر دیتے ہیں - بعضے اپنے ہاتھ سے لکڑی چھنکے لاتے ہیں اور اُس کو پانی سے دھو کے اپنے ہاتھ کی پکائی روٹی کھاتے ہیں - بعضے بعض ایام متقررہ میں مثل اکادشی وغیرہ کے روٹی نہیں کھاتے صرف پھل وغیرہ سے گذارہ کرتے ہیں بعضے بعض دنوں میں جب تک سورج یا چاند کو نہ دیکھ لیویں کچھ نہیں کھاتے - بعضے موٹی لکڑی یا لوہے وغیرہ کی زنجیر کا کمربند پہن رکھتے ہیں جسکو ترا گا کہتے ہیں - بعضے سارے بدن پر کپڑا نہیں پہنتے اور ناگے کہلاتے ہیں - بعضے پانوں میں کچھ نہیں پہنتے ننگے پانوں رہتے ہیں - بعضے صرف جوتی نہیں پہنتے کھڑاؤں یا پوُوہ پر قانع رہتے ہیں - بعضے مُنہہ کو ایک کپڑے سے بند رکھتے ہیں وہ پوج کہلاتے

ہیں اور بانی غیر مستعمل نہیں برتتے کہ اُس میں جو جیو یعنے چھوٹے چھوٹے جانور رہیں وہ نہ کھائے جاویں اور ہاتھ میں ایک چوری نرم بالوں کی رکھتے ہیں تاکہ جس جگہہ میں بیٹھیں پہلے اُس کو صاف کر لیویں اور جانور مثل چیونٹی وغیرہ کے نیچے دبکے مر نہ جاویں۔ بعضے ہمیشہ کے لئے قصداً زمین پر سونا اختیار کرتے ہیں۔ بعضے جب کسی استھان مثل گنگا و دیوی وغیرہ کو جاتے ہیں راستے میں پیادہ چلتے ہیں۔ بعضے ہر ہر قدم پر سجدہ کرتے جاتے ہیں۔ بعضے ایک لمبی مسواک سے حلق سے لیکے معدہ تک ہر روز شکم کو اندر سے صاف کرتے ہیں۔ بعضے اپنی انتڑیاں وغیرہ کو نکال کر ہر روز دھوتے ہیں اور پھر داخل کر لیتے ہیں اور اُس کو نیولی کہتے ہیں۔ بعضے سونا اور بعضے کھانا اور بعضے پینا بالکل ترک کر دیتے ہیں ✤

مسلمانوں میں بھی ایسی کئی باتیں مروج ہیں مثلاً ایک حُجرہ میں اکیلے ہو کے چلہ بیٹھنا اور دو چار دانے جَو کے اور ایک دو چلو پانی کے استعمال میں لانے اور خاصکر کے کسی اسم یا کلام کو پڑھنا اور اسی طرح دریا کے کنارے یا جنگل یا پہاڑ میں جاکے کسی وظیفہ کو پڑھنا۔ اور بعضی کلاموں کے پڑھنے میں گوشت اور مچھلی یا دودھ دہی یا لسن اور پیاز ترک کر دینا یا فقیروں کے فرقہ میں داخل ہو کے بدن اور مُنہہ کو راکھہ ملنی یا ایک خاص قطع کی ٹوپی اور خاص رنگ کی پوشاک پہننی ✤

غرض کہ یہ سب امور اگرچہ ظاہر میں لوگوں کو ریاضت معلوم ہوتے ہیں لیکن بجز تکلیفِ جسم اور جان کے اُن سے اور کچھ فایدہ نہیں اور نفس کے مارنے میں کچھ کام نہیں دیتے۔ نفس کُشی اُنہیں امور کو کہا جاتا ہے جو اس کتاب میں مفصل درج ہوئے۔ اور ایسی ایسی تکلیفات جسمانی اور ایذا جانی کو جو لوگوں میں مروج ہیں اور آدمیوں سے الگ رہنے اور بیاہ نہ کرانے کو خدا نے نفس کُشی نہیں کہا ہے صرف کم عقل آدمیوں نے سوچ سوچ کر بموجب عقل اپنی کے تکلیفات مقرر کر لی ہیں ✤

پس اُن سب امور میں جو ہم نے پہلے بیان کئے ہیں ہر ایک مسیحی کو نفس کُشی مناسب ہے اور خلاصہ اُن کا یہہ ہے یعنے کھانے میں اعتدال اور پینے میں پرہیز اور زنا وغیرہ سے گریز اور لالچ سے نفرت اور لوگوں کی تعریف سے خوش نہ ہونا اور آدمیوں کی رضا یا عدم رضا کا احکام دینے میں خیال نہ کرنا مذہب کے مقدمہ میں کسی کی شرم یا لحاظ کو نہ رکھنا دشمنِ مذہب کے ہاتھ سے تکلیف کو منظور کرنا اور غرور عقل کو توڑنا اور خود پسندی کو گناہ عظیم جاننا یے سب نفس کے خیال میں جن کو مارنا اِنسان کو نہایت ضرور ہے۔ خدا کے کلام میں اِسی طرح سے بیان ہوئے ہیں اور ہم نے اِسی طرح سے تمہارے سامھنے بیان کردئے۔ اب دعا ہماری یہہ ہے کہ تم بھی ایسی نفس کُشی کرسکو تاکہ مسیحی صورت میں روز بروز ترقی کرو۔ **رباعی** عبادت پر اپنی بھروسا نہ کر + ریاضت میں بھی حق تعالیٰ سے ڈر + کسی کو نہیں اپنی محنت کے ساتھ + بجز فضلِ رب اُسکے آگے گذر +

(**۹**) سبت کے آداب میں۔ آدابِ سبت بھی مسیحی فرایض میں سے ایک بڑا فرض ہے اور اُس کو بجالانا خدا کی عبادت اور پیدایش و نجات کی یادداشت ہے بخیال آرامِ جسمانی و سرورِ روحانی اُس کی پابندی چاہیئے۔ یہہ فرض آدم کے وقت سے لیکے اب تک برابر چلا آیا ہے اور فواید اِس کے کیا روحانی کیا جسمانی بہت ہیں پر افسوس کہ اکثر لوگ اِس روز کے فایدہ سے بیخبر رہ کے اُس کو دنیاوی کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ اور یے لوگ جو اُس کو روح کی ترقی میں صرف نہیں کرتے خیال کرتے ہیں کہ اُس کا ادب صرف یہودیوں کے لئے ہی تھا اب یسوعیوں کے واسطے ضرور نہیں ہے پر اِس کی خاصیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں اور یسوعیوں کے سوا کُل عالم کے لئے مفید ہے۔ ساتویں دن دنیاوی کاروبار سے فارغ ہو کے خدا کی عبادت میں مصروف ہونا صرف روح کو ہی کچھ فایدہ نہیں بخشتا بلکہ بمقتضائے طبیعت بھی یہی ہے کہ ہفتہ میں ایک دن جسم کو بھی آرام دینا مناسب ہے۔ دیکھتے نہیں کہ اکثر قوموں میں کوئی نہ کوئی دن آرام کے لئے مقرر ہے جس میں وے اپنے کاموں سے تعطیل کرکے کھیل کود ناچ رنگ میں مصروف رہتے ہیں

اگر کوئی کہے کہ یہہ دن یہودیوں کے واسطے تھا پھر مسیح نے اُس کو منسوخ کر دیا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ نہیں کیونکہ مسیح نے کہا ہی کہ سبت آدمی کیواسطے بنا ہی۔ اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ کل اولاد آدم کے واسطے ہی۔ اِس دن کا ادب رکھنے کے فوایداور دنیاوی کاموں سے الگ ہوکے خدا کی عبادت میں مشغول ہونے کے نتایج اور اِس میں غفلت کرنیوالوں کی بدانجامی کے وعید جو خدا نے فرمائے ہیں پُرانی کتابونکے پڑھنے سے صاف معلوم ہو سکتے ہیں +

یسوعیوں میں سبت کے آداب اور کام اُس دن سے بدل کے ہفتہ کے پہلے دن میں مقرر ہوئے کیونکہ یہودی لوگ اِسی واسطے کہ خدا نے اُس میں دنیا کی پیدایش سے فراغت پائی اور بنی اِسرائیل مصر کی غلامی سے آزاد ہوئے اِس دن کا ادب بطور یادداشت کے کرتے تھے +

مسیحی جماعت نے ہفتہ کے پہلے دن کو اُس کی جگہہ اِس واسطے مقرر کیا کہ مسیح اُسدن گنہگاروں کے کفارہ میں جان دیکے پھر جی اُٹھا اور نجات کا کام پورا ہوا۔ اب گویا یہہ دن دو کام کی یادداشت کے لئے مقرر ہوا۔ ایک اِس کی کہ خدا نے پیدایش کے کام سے فراغت پاکے یاد دلایا کہ میری موت کے وسیلے سے تمہیں ہمیشہ کی زندگی اور آرام ہی۔ یہہ روز خداوند کا دن بھی کہلاتا ہی کیونکہ پہلے یسوعی مسیح کے بعد مرگ جی اُٹھنے کی یادداشت میں اِس روز خوشی کرتے تھے اور عبادت میں مصروف ہوتے تھے +

اور کئی دن جو مجتہدین دین نے واسطے عبادت کے معیّن کئے ہیں سبت کے برابر نہیں کس واسطے کہ اگر وے دن موقوف ہو جاویں تو خدا کی نافرمانی نہیں پر سبت کو نہ ماننا گناہ ہی جہاں جہاں مسیحی لوگ ہیں ہر ملک اور ہر زمانے اور ہر صنف میں اِسی ایک دن میں خدا کی عبادت اور انسان کی ہدایت میں مشغول ہوتے ہیں اِس کا نہ ماننا خدا کی حق تلفی اور نافرمانی ہی اور اِسی کی فرو گذاشت سے جہان میں لامذہبی اور بدعات پھیلتی ہیں۔ اور جس جگہہ سبت کا ماننا معیّن ہی وہاں وعظ اور نصیحت اور عبادت اور رحم اور فیاضی سب کچھ موجود ہی اور ہمیشہ کے آرام اور پیدایش اور مسیح اور نجات کی یاد رہتی ہی +

۳ - فصل

دعا کے بیان میں

جب اُن مسایل اعتقادی کا تذکرہ کریں جو مسیحی لوگوں کو ماننے چاہیئے یا اُن فرایض عملی کا بیان کریں جو نسبت خالق اور خلق اور اپنے نفس کے عمل میں لانے چاہیئے تو بہت لوگ اگرچہ صادق دل سے اِستعمال میں لانے کا قصد کرینگے مگر اکثر آدمی یہہ اعتراض لاوینگے کہ اگر یہہ مسایل قابل تسلیم اور یہہ فرایض لایق تعمیل کے ہیں تو اِنسان میں کہاں ایسی طاقت ہی جو اِن کو بجا لاوے - پس نجات کیونکر پا سکیگا مگر ایسا اعتراض جس میں یونا اُمیدی کی پائی جاتی ہی اور اِعتقاد اور توکّل کا تو کیا ذکر نہایت نامناسب ہی کیونکہ اگرچہ ذاتی طبیعت اِنسان کی بگڑی ہوئی ہی اور طاقت پاکیزگی کی اُس میں نہایت کم ہی لیکن جو اطاعت اِس سے مطلوب ہی وہ اِعتقاد کا پھل ہی اور اُس اِعتقاد کی جڑ اِنسان کے اپنے وسیلے سے قایم نہیں ہوتی بلکہ روح القدس کے فضل سے ریشہ دوڑاتی ہی اور جس فضل کا وعدہ خدا نے ہر ایک ایماندار سے کیا ہی اور فرمایا ہی کہ جو کوئی مانگتا ہی پاتا ہی جو ڈھونڈھتا ہی اُسے ملیگا اور جو اُس دروازہ کو کھڑکاتا ہی اُس کے لئے کھولا جاویگا - اُسکے پانیکا وسیلہ دعا ہی پس اِس فصل میں اِسی عبادت کا مطلب اور اُسی کی خاصیّت بیان کرتے ہیں +

اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ واسطے نجات وغیرہ کے ظاہری طریقہ نماز اور دعا کا ہی کافی ہی اور اِسی میں خدا کی عزّت اور اپنی روح کی بہبودی پائی جاتی ہی لیکن ظاہری دعائیں صرف جھوٹھے ایمانداروں کے دل میں باطل تسلّی پیدا کرتی ہیں پھر اُن کے دل سخت ہو کر عبادت سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں - اِس بدعت سے بچانے کیلئے ہم پہلے بیان کرتے ہیں کہ دعا کس سے مانگنی چاہیئے اور اِس کے مانگنے کا طریقہ کیا ہی اور کیسی دعا مستجاب ہوتی ہی اور کونسی چیز اُس میں مانگنی چاہیئے +

دعا صرف خدا ہی سے مانگنی چاہیئے اور غرض دعا کی کسی بلا سے بچنا یا کسی نعمت کا طلبگار ہونا ہی۔ سوائے خدا کے اور کس میں یہہ طاقت ہی کہ ہر ایک نعمت جس کے لئے ہمارا جسم اور روح محتاج ہی بخش سکے۔ وہی کمالیت کا چشمہ ہی اور ساری بھلائیں اور سب انعام اُسی سے حاصل ہو سکتے ہیں اور صرف خدا ہی ہر جگہہ میں موجود اور سب کچھ جانتا ہی۔ اگر وہ یے قدرتیں نہ رکھتا تو دنیا میں جو کروڑوں آدمی ہر جگہہ مختلف دعائیں مانگتے ہیں اُن کو کس طرح سُن سکتا اور اُن کو جواب کیسے دے سکتا۔ درخواست لوگوں کی ایک نہیں ہوتی بلکہ انواع اور اقسام کی ہوتی ہی اور وہ ایک جگہہ میں نہیں ہوتی بلکہ جابجا ایک ہی وقت میں مانگتے ہیں۔ پس یہہ صفت خدا ہی میں ہی کہ ہر ایک کی دعا ہر جگہہ میں ہر وقت اور ہر قسم کی سُن سکے۔ خدا کے سوا کس میں قدرت ہی اور کون ایسے رحم اور محبت سے سرشار ہی جس سے ہم گناہ کی مغفرت اور شیطان پر غلبے اور نفس پر قبضے اور عاقبت کی خوشیوں کے لئے درخواست کر سکیں۔ پس دعا کی علت غائی سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صرف خدا ہی سے مانگنی چاہیئے پر افسوس اُن آدمیوں پر جو اُس کو چھوڑ کر اَور اَور اشیا سے جو حس و حرکت نہیں رکھتے یعنے بتوں کے سامھنے اور مُردوں یا دیوتاؤں یا فرشتوں سے دعائیں مانگتے ہیں جس میں اہانت خدا کی اور فوت دعا کے مطلب کی پائی جاتی ہی۔ خدا نے اپنے کلام میں اپنے آپ کو دعاؤں کا سمیع ظاہر کیا ہی اور یہہ بھی کہا ہی کہ تم کسی دوسرے سے مدد نہ مانگو کہ میں تمہارا حامی اور حافظ ہوں۔ یہہ بات کلام میں ایسی صاف مفصلاً اور تاکیداً بیان ہوئی ہی جس کا تذکرہ اِس جگہہ میں ضروری نہیں معلوم ہوتا کیونکہ سب پڑھنے والے کلام کے آپ ہی معلوم کرینگے کہ ابتدائے عالم سے لیکے جتنے نیک لوگ زمین کے کُرّہ پر موجود ہوئے اور جنہوں نے خدا شناسی کا دم مارا اور جو نبی ہوکے اوروں کو ہدایت کرتے رہے اور جو صرف ناصح ہوکے دوسروں کو نصیحت کرتے رہے سب دعا میں پایدار اور ثابت قدم رہے ہیں اور اُن کی بزرگی دعا ہی کے وسیلے سے ہوئی ✝

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے ہر ایک چیز کے واسطے جُدے جُدے شخص مقرر کئے ہیں جن کے وسیلے سے برکات حاصل ہوتی ہیں اور اُن برکتوں کے مانگنے کی جگہہ وہی ہیں مثلاً دولت کے لئے لچھمی اور پانی کیلئے خضر اور کئی بدبختیوں سے رہائی پانے کیلئے آسمان کے سیتارے پر یہ خیال بالکل باطل ہیں کیونکہ اِن سب میں وے خاصیات موجود نہیں جو خدا کی ذات میں ہیں۔ پس نہ وے دعا کو سُن سکتے ہیں اور نہ اُن کے جواب دے سکتے ہیں ❖

اگرچہ دعا صرف خدا ہی سے مانگنی واجب ہے پر خداوند یسوع مسیح کی معرفت دعا کرنی چاہئے کیونکہ وہ ہمارا شفیع ہے۔ اُس کی شفاعت کے سوا ہماری دعائیں خدا کے حضور میں قبول نہیں ہو سکتی ہیں اور نہ بدون اثر روح القدس کے دعا مانگنے کی طبیعت حاصل ہوتی ہے۔ پس دعا خدا سے بوسیلہ مسیح بتاثیر روح القدس مانگنی چاہئیے یے تین نکتے دعا کے مقدمہ میں مقدم ہیں۔ ہر ایک ایماندار کو سمجھ رکھنی چاہئیے۔ جیسے دعا خدا ہی سے مانگنی واجب ہے ویسی ہی صرف اُنہیں چیزوں کے واسطے لازم ہے جن کی حاجت اِنسان اپنے دِل میں رکھتا ہو بغیر اُسکے صبح و شام کتابوں میں سے پڑھکے یا کوئی مقرری الفاظ یا اِسم جپکے جو لوگ دعا کرتے ہیں وہ دعا نہیں۔ اکثر لوگ اپنے ہاتھوں میں تسبیح رکھتے ہیں اور خدا کا کوئی خاص نام لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہہ عبادت ہے یا کوئی آیت کلام میں سے ہزار ہا دفعہ پڑھنے کا دستور مقرر کرکے اُس کو ورد یا وظیفہ کہتے ہیں۔ یہہ بھی عبادت نہیں اور نہ یہہ دل کی دعا ہے دعا صرف وہی ہے جو محتاج آدمی اپنے اِحتیاج سے واقف ہوکے باُمید رفاہیت و عطا خدا سے درخواست کرے جیسے کوئی بھوکھا آدمی روٹی کی اُمید پر کسی تونگر سے درخواست کرتا ہے۔ یہہ احتیاج جسمانی اور روحانی دعا کی جڑ ہے اور کتاب میں ایسا ہی بیان ہوا ہے۔ غرض سچے داعی اوّل اپنے دل میں یہہ سوچتے ہیں کہ ہماری اِحتیاج کیا کیا ہے خواہ جسمانی ہو یا روحانی تب اُن اِحتیاجوں کی خدا سے اِلتجا کرتے ہیں تاکہ وہ بخشے اور اُس کے بخشنے کے معاملہ میں توکّل اُسی کے کلام پر رکھتے ہیں۔ جیسا موسیٰ نے استثنا کی کتاب میں تعلیم کی ہے کہ جب تو

خداوند اپنے خدا کا طالب ہوگا اور اپنے پورے دل سے اور اپنی ساری جان سے اُسے ڈھونڈیگا
تو اُسے پاویگا - جس وقت تو تنگی میں ہوگا اور یہ سب حادثے آخری دنوں میں تجھ پر پڑینگے
تب بھی تو خداوند اپنے خدا کی طرف پھر - زبور میں لکھا ہو کہ ای لوگو ہر وقت اُس پر توکل کرو اور
اپنے دل اُس کے حضور انڈیل دو کہ خدا تمہاری پناہ ہی - جب سلیمان نے روحانی دانائی حاصل
کرنیکے لئے دعا کی نصیحت دی تو یوں کہا کہ تو حکمت سُننے کی طرف اپنے کان دھرے اور دانش سے
اپنا دل لگاوے اگر تو معرفت کے لئے پکاریگا اور چلا کے حکمت کا طالب ہوگا اگر تو اُس کو یوں
ڈھونڈھیگا جس طرح روپے کو ڈھونڈھتے ہیں اور یوں اُس کی تلاش کریگا جس طرح گنج پنہاں کی
تلاش کرتے ہیں تب تو خداپرستی کو سمجھیگا اور خداشناسی کو پاویگا کیونکہ خداوند عقل بخشتا ہی اُسکے
مُنہہ سے فہم اور دانش نکلتی ہی - زبور میں لکھا ہی کہ خداوند اُن سب سے جو اُس کا نام لیتے ہیں نزدیک
ہی اُن سب سے جو سچائی سے اُس کا نام لیتے ہیں - وہ اُن لوگوں کی مراد جو اُس سے ترساں ہیں
پوری کریگا - وہی اُن کی فریاد سُنیگا اور اُنہیں بچاویگا - غرض بے معنے نام خدا کا لینا بیفایدہ ہی
جیسا بے غرض آیت کا پڑھنا عبادت نہیں - دعا وہی ہی جو اپنی حاجت سمجھکر خدا سے التجا کرے +
وقت دعا کا خدا کے کلام میں خاصکر کے معین نہیں کیا گیا - بعضے صبح و شام اور دوپہر
کو دعا مانگتے ہیں جیسے داؤد نے لکھا ہی - بعضی جگہہ میں صرف صبح و شام کا ہی تذکرہ ہی ایک جگہہ
میں سویرے اُٹھکر خدا کو ڈھونڈھنے کا ذکر ہی اور بعضی جگہہ میں ہر وقت دعا مانگنے کا بھی ذکر ہی -
دعا کا طریقہ بھی صاف بیان ہوا ہی یعنے پاک ہاتھ اُٹھا کر یا کھڑے ہو کر یا گھٹنے ٹیککر یا زمین پر
سجدہ کر کے دعا مانگنے نے سب طریقے دعا مانگنے کے ہیں - اِس میں بڑے چھوٹے دِن اور رات صبح
شام جاہل اور عالم مفلس اور تونگر سب یکساں ہیں اور ایک ہی طرح سب دعا مانگیں اور
ہر ایک اپنی اپنی حاجت کے موافق درخواست کرے - اور دعا مانگنیوالا صرف آپ ہی اپنی
حاجتوں سے واقف ہوتا ہی اور اپنے خدا کے حضور میں اُن کو ظاہر کرتا ہی - اِنسان اگر اپنی

حاجتوں کا خیال کرے تو سب سے اوّل بخشش گناہ کی دعا چاہئیے کیونکہ یہی ساری برکتوں کی بنیاد ہی۔ جب تک اِنسان کے گناہ نہ بخشے جاویں تب تک اور برکتوں کے لایق نہیں ہو سکتا اور جب تک گناہ دِل میں ہو تب تک دعا قبول ہونی بھی ممکن نہیں۔ گناہ سب سے بھاری بوجھ ہی۔ ایماندار اُس کے بوجھ کو آپ ہی جانتے ہیں اور دل کی خرابی اور نفس کا زور اور شیطان کا اِمتحان اور دنیا کا فریب یے سب بلائیں ایمانداروں کو خود قایل کرتی ہیں۔ پس اِنہیں سے رہائی اور مغفرت مانگنی اُنکی پہلی حاجت ہی۔ اور آدمی جِس قدر اِن کی خرابیوں سے واقف ہوگا اُسی قدر اُن سے رہائی پانیکا محتاج ہوگا اور اُسی قدر دعا میں زور بھی کر سکیگا بلکہ جب تک اِن سے بالکل فراغت نہ پاوے تب تک دعا کا دم نہیں بھریگا۔ جس کے دل میں اِن سے نفرت نہیں اُس کی دعا بھی نکمّی ہی جنہوں نے گناہ کی بُرائی کو نہیں سمجھا وے جس وقت زبان سے کہتے ہیں کہ ای خداوند ہمارے گناہ بخش تو نہایت بے مزہ اور سُست نظر آتے ہیں اور خدا کی نظر میں اُن کی دعا بھی مکر ہوتی ہی۔ دستور پرست لوگ اوروں کے ساتھ دعا میں شامل اور عبادت میں شریک ہو کر اپنے تئیں خدا کے حضور میں مقبول سمجھ لیتے ہیں پر اپنے دل میں اپنے آپ کو خطاکار نہیں جانتے اور آپ کو بارِ گناہ کے تلے دبے ہوئے سمجھکر اُس سے سبکدوشی کے محتاج نہیں سمجھتے۔ اُن کی دعائیں سرسری کاموں کی طرح ہوتی ہیں اور ایسی دعائیں خدا کے حضور میں قبولیت کے لایق نہیں جیسے کسی بلا سے آدمی چھٹکارا نہ چاہتا ہو تو دعا میں ویسے الفاظ کا اِستعمال کرنا جسمیں خاص اُن بلاؤں کا ذکر ہو صرف ٹھٹھا ہوتا ہی جیسے آسودہ حال آدمی کسی کے حضور میں جاکے اُس سے کچھ مانگے تو لوگ صرف ٹھٹھا ہی سمجھتے ہیں۔ جو لوگ روٹی کے بھوکھے نہیں وے روٹی کیوں مانگینگے۔ تندرست آدمی اکثر اوقات حکیموں سے ٹھٹھے کے طور دوا مانگتے ہیں۔ گنہگار دستور پرست بھی اِسی طرح جاکر خدا سے دعا مانگتے ہیں پر کسی برکت کے حاجتمند اپنے آپ کو نہیں سمجھتے۔ پس اب دعا کی

خاصیت سے قلم کو روکگے ہم دعا کی چیزوں پر متوجہ کرتے ہیں یعنے وے کیا چیزیں ہیں جو خدا سے دعامیں مانگنی چاہئیں +

پس وے یقیناً وہی اشیا ہیں جن کے ہم محتاج ہیں اور وے ہی چیزیں ہیں جن کا وعدہ خدانے ہم سے کیا ہے- جسمانی برکتیں بھی مانگنی ضروری ہیں کیونکہ اُن کے بھی محتاج ہیں- بیمار آدمی کو تندرستی کی درخواست کرنی اور بھوکھے آدمی کو رزق اور اپنی عمر کی درازی مانگنی بیجا نہیں کیونکہ یے برکات بھی پاک لوگوں نے اکثر اوقات خدا سے مانگی ہیں اور خدانے بخشی اِن کے مانگنے سے- خدا کا قادر اور کُل برکتوں پر مختار ہونا سمجھا جاتا ہے اور ہماری شکرگذاری بڑھتی ہے- پر جب دنیاوی برکات مانگیں تو چاہئے کہ خدا کی رضا پر اپنے آپ کو چھوڑیں یعنے خواہ دیوے خواہ نہ دیوے بلکہ اکثر سمجھیں کہ اِن کا وعدہ خدانے نہیں کیا سوائے اِس شرط کے کہ اُن میں ہماری بھلائی اور خدا کی بڑائی ہو- علاوہ بریں آرام اور تندرستی اور رزق اور دولت اور صحت جان بمقابلہ اُن نعمتوں کے جو روحانی ہیں نہایت کم اور ناچیز ہیں- اِسی واسطے چاہئے کہ روحانی نعمتوں کا مسیحیوں کی دعامیں خاصکر کے تذکرہ زیادہ ہووے- اُن کو چاہئے کہ خداشناسی کے لئے درخواست کریں کیونکہ جس قدر پہچان خدا کی حاصل ہوتی ہے اُسی قدر بُردباری اور فروتنی پیدا ہوتی ہے- گناہ کی بخشش بوسیلہ خونِ مسیح کے اور نفس کُشی بوسیلہ روح قدس کے مانگنی چاہئے اور مسیح کی تعلیم اور نمونہ پر دعا مانگنی لازم ہے- بعضی کیسی چیزیں ہیں کہ سارے مسیحی لوگ ہر وقت اُن کے محتاج ہیں اور ہر روز خدا سے زیادہ بزیادہ مانگنی ضرورت جانتے ہیں- اُن کا تذکرہ ہر ایک دعامیں مناسب ہے بلکہ عام جگہہ جہاں بہت یسوعی دعا مانگتے ہوں وہاں اکثر اِسی قسم کی دعائیں ہونی چاہئیں اور ہر ایک یسوعی جو بموجب اپنی دلی حاجت کے اپنے آپ کو بہت چیزوں کا محتاج سمجھتا ہے اور خدا کے حضور میں اُن کی آپ درخواست کرتا ہے اُس کی دعا خاص ہوتی ہے- وہ اپنا اِمتحان اپنی حاجت کو جانکر اُس سے مخلصی مانگتا ہے- بعض قسم کے گناہ ایسے ہیں کہ ایک شخص اُن سے مغلوب ہے

اور دوسرا اُن پر غالب آچکا ہی اور کسی بیچدار گناہ سے ایک شخص ٹھوکر کھاتا ہی اور دوسرے پر اُس کا کچھ تسلط نہیں ہوتا۔ کسی آدمی کو بسبب کسی خاص کام کے اِمتحان لاحق ہوتا ہی دوسرے کو نہیں ہوتا مثلاً دولتمندوں کے گناہوں کے برابر مفلسوں کے گناہ نہیں ہوتے اور جو ظلم زور آور سے سرزد ہوتے ہیں ناتواں اور کمزور سے نہیں ہوتے۔ اِسی سبب سے اُن کی دعائیں بھی مختلف اور جُدی جُدی ہوینگی اور جن کو خدا تعالیٰ نے پاسبان یا معلم خلق کے لئے مقرر کیا ہی اُن کا اِمتحان اُنہیں کے منصب اور کام کے موافق ہوگا اور جس کو دانائی اور ذوق اور محبت چاہئیے وہ خدا سے اُسی کو مانگے اور دوسرا جو گناہ اور خرابیوں میں اپنے آپ کو پابند دیکھے اُن سے بچنے کی درخواست کرے۔ غرض ہر ایک آدمی اپنی دعا میں اپنی خاص حاجت اور خاص کا ذکر کرے۔ جب ہم ایسی ایسی حاجتوں کو پہلے اپنے دل میں سوچ لیویں تب دعا میں اُن کی درخواست کر سکینگے اور اِنہیں گناہوں کے سبب جن کو اپنے دل میں معلوم کرینگے شرمسار رہ کر علم اِختیار کرینگے۔ لیکن جو دل میں پہلے نہ سوچیں اور اُن کی ماہیت سے آپ بخوبی واقف نہ ہولیویں تو ہرگز اپنی دعا میں نہ مانگ سکینگے اور نہ اُن سے فایدہ اُٹھا سکینگے +

دعا کی ضرورت کا بیان

خاصیت اور مطلب اور اُس طرح کا جس سے دعا مانگنی چاہئیے تذکرہ ہو چکا۔ اب دعا کی ضرورت کا بیان کرنا واجب ہی۔ افسوس کہ صرف ناواقفی اِنہیں باتوں کی دعا کے لئے ہارج اور مانع نہیں ہوتی بلکہ دل کی خرابی بھی اِس فرض کے ادا کرنے میں حایل ہو جاتی ہی کیونکہ اِنسان اپنے آپ میں عاجز ہی اسواسطے ہم دعا کی ضرورت کی وجوہات بیان کرتے ہیں جیسے کہ پاک کتابوں میں ذکر ہوئی ہیں۔ اُن میں سے اوّل پاک لوگوں کی عادت ہی۔ دوسرے یہی وسیلہ قرب اور قبولِ ربّانی کا ہی۔ تیسرے خدا کا حکم بالتخصیص اِس کے واسطے آیا ہی +

(ا) ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب اور دانیال اور پطرس اور پولوس سبھوں نے دعائیں ہمیشہ استعمال کیا ہی بلکہ اُن سب کا علم اور پاکیزگی اور فضل اسی دعا کا پھل ہی۔ اُنکی دعاؤنکا تذکرہ کتابوں میں صرف اُن کی تعریف کے لئے نہیں کیا گیا بلکہ ہمارے فایدہ کیلئے لکھا گیا ہی تاکہ ہم اُنکے اِس نیک نمونہ پر چلیں اور اُن کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں دخل پاویں۔ اگر ہمارے دل میں ذرہ سی بھی محبت الٰہی اور اُس کے کلام کا اِعتقاد ہو تو اِس فرض سے ہرگز غافل نہ ہوسکینگے۔ اگر اُن پاک لوگوں کے نمونہ کو جو کتاب میں مندرج ہی اور دعا مانگنے کی ضرورت اُس سے ثابت ہوتی ہی مطالعہ کریں تو وہ اور خداوند یسوع مسیح کی کثرتِ دعا ہم کو اُن سے زیادہ تر اُس طرف رہنما ہوگی کیونکہ اگرچہ وہ بے گناہ تھا اور کسی گناہ کی معافی کا محتاج نہ تھا اور جسمانی اور دنیاوی برکتوں کی حاجت نہیں رکھتا تھا اور روحانی برکتیں خود اُسی کے اِختیار میں تھیں پھر بھی اُس نے دعا کو کبھی فراموش نہ کیا۔ اکثر اوقات سارا سارا دِن لوگوں کی شفا بخشنے اور کرامات دکھلانے اور نصیحت کرنے میں مشغول رہکے تھک بھی گیا کیونکہ بہت اوقات وہ پیادہ پا دور دور کا سفر بھی کرتا تھا اور کثرت لوگوں کی اِس قدر ہوتی تھی کہ کبھی رات اور دِن میں وعظ سے چُپ نہیں رہ سکتا تھا اور نہ دن کو اُسے آرام ہوتا تھا اور نہ رات کو نیند آتی تھی تِسپر بھی آپ الگ ہو کر کبھی پہاڑوں پر اور کبھی تنہا خلوت میں دعا مانگتا تھا۔ چاند اور ستاروں نے اُسے اِس شغل میں مشغول دیکھا اور رات اُس کی گواہ ہی کہ اپنے گنہگاروں کی شفاعت کیلئے ہمیشہ دعا میں مشغول رہتا تھا۔ جس وقت لوگ اپنے بستر پر سوکے آرام کرتے تھے اُس وقت وہ دعا میں اپنے دلی مطالب خدا باپ کے حضور میں عرض کرتا تھا۔ جو کوئی اِنجیل پڑھتا ہی اور مسیح پر توکّل رکھتا ہی اُسکے لئے اور کسی دلیل کی حاجت نہیں تاکہ دعا کو اُس سے ثابت کرے جبکہ صاحب خانہ نے دعا کے دستور کو باوصف پاکی اور بے گناہی کے جاری رکھا تو اُس کے خاندان اور اُس کے غلام جو شریر اور کمزور اور گنہگار ہیں کسطرح اِس سے باز رہینگے اور جب خداوند آسمان کا جِسم میں داخل ہو کے دعا کی آواز کو بلند کرے تو

سُکّانِ زمین جو انسانِ خاکی اور گناہ میں گرفتار ہیں کس طرح اِس فضل کے وسیلے سے دست کش ہو سکتے ہیں اور جب نبیوں اور حواریوں اور شہیدوں نے دعا مانگی تو تم کس مانع کی مولی ہو

(۳) دعا وسیلہ فضل کا ہی بدون اُسکے رحم اور خدا کی کوئی اَور برکت حاصل نہیں ہو سکتی ہی دنیا کے گھر بار دولت عزت حکمت جس قدر اشیا ہیں اور لوگ جن کی خواہش کرتے ہیں وہ سب بدون لحاظ نیکی اور بدی کے اُن سب لوگوں کو عطا فرماتا ہی بلکہ بیشتر اُن لوگوں کے پاس دنیاوی سامان زیادہ ہی جنہوں نے دعا کی نیّت سے کبھی اپنے گھٹنے خدا کے حضور میں نہیں ٹیکے مگر برکاتِ عاقبت مثل زندگی جاودانی اور عفوِ گناہ اور پاکیزگی روح جو دولتِ بے بہا ہیں اِس طرح کسی کو نہیں بخشتا جب تک دعا میں اپنی حاجت دلی اُس کے حضور میں ظاہر نہ کریں۔ عادتُ اللہ اِس بات میں اِسطرح جاری ہوئی ہی کہ اگر تو خدا سے مانگے تو وہ تجھ پر رحم کریگا۔ خداوند بھلائی کرنے اور بخشنے پر تیار ہی لیکن سب کے لئے نہیں مثلاً شریروں اور دغابازوں کے لئے نہیں اور جو اپنے آپکو کامل اور آسودہ سمجھتے ہیں اُن کے لئے بھی نہیں بلکہ اُنہیں کے لئے ہی جو دعا میں شب و روز عجز اور مناجات کرتے ہیں۔ اگرچہ خدا اپنے علم میں ہمہ دان ہی یعنے ہر ایک کی حاجتوں سے ہر وقت واقفیّت رکھتا ہی تسپر بھی کسی کو گناہ میں آلودہ پاکر خود بخود روشنی نہیں بخشتا اور نہ گناہ سے بچاتا ہی اور جب تک دعا میں گنہگار مغفرت کی اِلتجا نہ کرے اُس کے حال پر توجہ نہیں کرتا کیونکہ وہ فرماتا ہی کہ مجھ سے مانگ تو میں تجھے جواب دونگا تجھے بڑی چیزیں دکھاؤنگا۔ اگر تو چاہے خداوند یسوع مسیح نے بھی یہی مسئلہ سکھلایا جب زبانِ مبارک سے یہہ فرمایا کہ مانگ تو تو پاویگا ڈھونڈھ تجھے ملیگا کھٹکھٹا تو تیرے واسطے کھولا جائیگا یعنے بغیر مانگے اور بغیر ڈھونڈھے اور بغیر کھٹکھٹائے روحانی نعمات حاصل نہیں ہوتی ہیں۔ جو لوگ خدا سے اِلتجا نہیں کرتے وے اپنے آپ کو ہمیشہ گناہ کی قید اور شیطان کی زنجیریں پاوینگے کیونکہ وے اپنی ہی قوّت اور اپنی ہی نیکی پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی نظر میں اپنے آپ کو راستباز دیکھتے ہیں اور دعا نہیں مانگتے وے ایک دن نہ ایک دن اپنی غلطی کو سمجھ لیوینگے پر اُس وقت

تو یہہ ممکن نہ ہوگی۔ آگے میں کہہ چکا ہوں کہ ساری نیکیوں کی جڑ فضل ہی بدون فضل کے کسی بگڑے ہوئے اِنسان سے وہ اصل نیکی جو فرماں برداری کی جڑ ہی نہیں ہو سکتی اور دعا ہی اِس فضل کے حصول کا وسیلہ ہی۔ جو کوئی وسیلے کے حیلے کو اِستعمال میں نہ لاوے اُس کے لئے نیکی میسّر نہیں اور جو اپنے آپ کو نیک سمجھتے ہیں وے خرابی اور گمراہی میں مبتلا ہیں ؎

(**۳۷**) ضرورت دعا کی خدا کے حکم سے صاف ظاہر ہوتی ہی کسی آدمی کو اپنے اختیار سے خدا نے اِس مقدمہ میں نہیں چھوڑا کہ چاہے دعا مانگے چاہے نہ مانگے۔ جو لوگ دعا کے فرض میں تغافل کرتے ہیں وے ایک نیا گناہ اپنے گناہوں میں بڑھاتے ہیں اور خدا کے حضور میں سخت گنہگار ٹھہرتے ہیں کیونکہ جس خدا نے یہہ فرمایا ہی کہ تو اپنے پڑوسیوں کو پیار کر اُس نے یہہ بھی کہا ہی کہ میری اِطاعت کر اور اُسی کا حکم ہی کہ آدمی ہمیشہ دعا مانگے اور کبھی سُست نہ ہووے۔ اِسی واسطے عذر اُن لوگوں کا جو کھانے اور پینے میں معتدل ہیں اور اِنصاف اور رحم کرنے میں مشہور پر دعا کے شغل سے غافل ہرگز مقبول نہیں ہوگا۔ جو لوگ دعا نہیں مانگتے وے چور سے کم نہیں کیونکہ وے خدا کے حق کو چُراتے ہیں اور جس چیز کا خدا دعویٰ کرتا ہی وے نہیں دیتے۔ پس نہایت سرکش ہیں اور اُن کے لئے سزا واجب ہی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی شریعت کو مانتے ہیں اور دعا کے مانگنے سے عزت خدا کی نہیں کرتے وے بھی نافرمان ہیں۔ اِس گناہ کے بدلے ساری فرمان برداری کفارہ نہیں کر سکیگی۔ بعضے کہتے ہیں کہ دعا مانگنی بے فایدہ ہی کیونکہ خدا ہمارے مانگنے سے پیشتر ہماری حاجتوں کا واقف ہی اور مانگنے سے بھی زیادہ عنایت کر سکتا ہی۔ جو کچھ اُس نے ہمارے لئے تجویز کیا ہی بدون مانگنے کے عنایت کریگا پس مانگنا ہمارا فضول ہی۔ یہہ خیال نہایت بے دینی اور بے ایمانی ہی کیونکہ اگر حقیقت میں ایسا ہی ہی کہ خدا ہمارے مانگنے سے پیشتر ہی جانتا ہی اور دے بھی سکتا ہی لیکن اُس نے اپنے حکم میں دعا مانگنی ہم پر فرض کی ہی پس نہ مانگنا اُس کا اُس کی عدول حکمی ہی۔ اِس دنیا میں نہایت مہربان دوست یہی چاہتے ہیں کہ آشنا اُن کے اپنی حاجت کی اُن سے درخواست کریں

اور اُن کی درخواست کے موافق دینے سے خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح خالق ہمارا بھی ایسا ہی راضی ہوتا ہے۔ اگر ہم اُس سے مانگیں بلکہ یہہ مانگنا عبودیت کا نشان ہے اور مانگنیوالے مانگکر راضی ہوتے ہیں اور جو نہیں مانگتے وے اپنا تکبر شیطانی اور عداوت رحمانی ظاہر کرتے ہیں۔ جو لوگ دعا مانگتے ہیں وے اپنی حاجتوں کے ہمیشہ واقف ہوتے ہیں وے چال وچلن بھی ویسا ہی رکھتے ہیں اور داعی بموجب اِلتجا کے قصد بھی کرتے ہیں کہ اُس نعمت کو حاصل کریں پس دعا مانگنے کے فواید بیشمار ہیں۔ اگر دنیا کے لوگ دعا نہ مانگیں تو مختار ہیں اور اپنے خدا سے سزا یا جزا کے لایق ہووینگے۔ پر خداوند مسیح کے معتقدوں کو اِس فرض سے ہرگز غافل رہنا نچاہیئے۔

لوازم اِجابت دعا کے

پہلے اجابت لوازم سے عزم ماننے سارے احکام خدا کے کا ہے کیونکہ اگر دنیاوی فایدوں یا خراب شہوتوں کے سرانجام کے لئے اپنے دل میں کوئی یہہ سوچے کہ بہت سی دعا مانگنے سے کامیاب ہوجائیگا تو یہہ خیال اُس کا باطل ہوگا۔ دعا کا قبول ہونا تو ایک طرف بلکہ خدا ایسی دعا سے بیزار ہوتا ہے۔ اِس سے زیادہ خفگی کا اور کیا باعث ہوسکتا ہے کہ آدمی گناہ کیا کرے اور گناہ کی اِمداد کے لئے دعا مانگے یا گناہ کی مغفرت بھی چاہے۔ اور شوق سے اُس کو کیا بھی کرے یا شیطان سے مخلصی چاہے اور دل سے اُس کی اِطاعت کیا کرے گناہ سے لذّت حاصل کرتا ہے اور دعا میں کہے کہ اے خداوند مجھے گناہ سے بچا۔ داؤد نے زبور میں کہا ہے کہ۔ اگر ہم گناہ کو دل میں جگہہ دیویں تو خداوند ہماری دعا نہیں قبول کریگا۔ خدا گنہگاروں کی دعا نہیں سنتا ہاں اگر کوئی اُس کی فرماں برداری کرے تو اُس کی دعا وہ سُنتا ہے۔ اِس مقدمہ میں یہہ بھی لحاظ چاہیئے کہ گنہگار آدمی خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہووے اور دعا کے وسیلے سے دست بردار نہ رہے اور یہہ سمجھے کہ جب تک بالکل گناہ سے پاک نہیں ہوگا تب تک دعا نہ مانگنی چاہیئے

آدمی بوسیلہ دعا کے گناہ سے بھی پاک ہو سکتا ہے اور بدون مانگنے دعا کے ایسا فضل نہیں پا سکتا جس کے طفیل گناہ پر غالب ہووے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے ضروری کام گنہگاروں کے لئے دعا ہے۔ خواہ اُن کے دل میں زور گناہوں کا بہت ہو اور اُن گناہوں کے سبب اپنے دل میں نہایت ڈرتے بھی ہوں اور اُن گناہوں کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے اپنے آپ کو چھُڑا بھی نہ سکتے ہوں توبھی دعا میں اِن ساری بلاؤں سے رہائی کی درخواست کرنی واجب ہے۔ اور جو ایسا کرتے ہیں وے کامیاب بھی ہو جاتے ہیں بشرطیکہ نیت اور عمل دونوں یکساں ہوں۔ اگرچہ توبہ کر کے بھی دوبارہ گناہ میں پڑنے کی نوبت پہنچے اور حتی المقدور کوشش کر کے بھی گناہ کی طبیعت سے اپنے آپ کو نہ بچا سکے توبھی دعا کرنی مناسب ہے۔ اور یہہ نہ سمجھے کہ بدون دعا کے بھی کسی طرح پچھلے گناہوں سے رہائی اور امتحان دنیاوی سے بچاؤ ہے۔ اگرچہ نیت فرمانبرداری کی لوازم خاص دعاے مستجاب سے ہے لیکن گناہ سے بچنے کی بھی دعا ویسی ہی واجب ہے*

دوسرا لوازم میں سے حلم ہے۔ داعی کو چاہیئے کہ اپنی حاجت اور ناتوانی اور کمزوری اور گناہ ہمیشہ اپنے سامھنے رکھے اور خدا کی نظر میں اپنے آپ کو کھویا ہوا اور دوزخ کے لایق اور سزا کے مستحق سمجھے اور جانے کہ میں نجات کے لایق نہیں بدون اِس کے کہ خدا کی بخشش پاؤں۔ ایسا خیال ہر وقت گنہگاروں کے دل میں رہے تو دعا اُن کی مقبول نہ ہو سکتی ہے۔ حلم دعا میں نہایت ضروری ہے۔ خداوند اُن کے نزدیک ہے جو دل شکستہ ہیں اور اُنہیں کو صرف بچاتا ہے جو مسیحی تایب ہیں۔ جب خدا کی بزرگی اور بڑائی اور پاکیزگی ہر دم گنہگاروں کے سامھنے رہتی ہے تو اُن کو اپنی ناپاکی اور خرابی کا بھی خیال اُسی قدر رہتا ہے اور اُسی قدر حلم اور خاکساری اپنے آپ میں پاتے ہیں۔ خداوند فرماتا ہے کہ اگرچہ میں بلند آسمان پر رہتا ہوں توبھی دل شکستہ اور حلیم روحوں میں میری بود و باش ہے۔ اشعیاہ نبی کے ۵۷ باب کی ۱۵ آیت میں ہے کہ کیونکہ وہ جو عالی اور بلند ہے اور ساکن الازل والابد ہے جس کا نام قدوس ہے یوں فرماتا ہے میں بلندی اور مقدس

میں رہتا ہوں اور اُس کے ساتھ بھی جو شکستہ اور فروتن ہی کہ پریشانوں کی خاطر کو حیات
بخشوں اور شکستوں کے دل کو زندہ کروں۔ یعقوب بھی اِس حلم کی ضرورت پر بزور اپنے
خط میں یسوعیوں کو ترغیب کرتا ہی وہ اُن کو فہمایش کرتا ہی جو رسمی عبادت میں شامل ہوتے
ہیں اور اگرچہ ظاہرًا دعا مانگتے ہیں لیکن پھر بھی اپنے گناہوں کا اقرار دل سے نہیں کرتے اسی
واسطے انکا مانگنا نکمّا ہی اور فرماتا ہی کہ خدا مغروروں کو روکتا ہی پر حلیموں کو فضل بخشتا ہی۔ ای گنہگارو
اپنے ہاتھ پاک کرو ای دو دلو اپنے دلوں کو صاف کرو غمگین ہو نالہ کرو روؤ تمہارا ہنسنا کڑھنے
سے اور تمہاری خوشی اُداسی سے بدل ہو خداوند کے آگے فروتنی کرو وہ تم کو بلند کریگا خدا کے
نزدیک جاؤ وہ تمہارے نزدیک آئیگا۔ فروتنی دعا قبول ہونے کے لوازم خاص سے ہی۔ اور
فریسیوں کی طبیعت کے برخلاف اپنی نظر میں اپنے آپ کو راستباز نہ سمجھے تسپر بھی توکّل جیسی
بچےّ کو باپ کے کلام پر ہوتی ہی واجب ہی +

جب ہم دعا مانگیں تو دلیری سے خدا کے کلام پر امید کرکے اُس کے حضور میں پہنچ سکتے ہیں
اور یقین جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم مانگتے ہیں خدا کی طاقت سے بعید نہیں اور وہ چاہتا بھی ہی کہ دیوے
اور اِسی سبب سے ضرور دیویگا۔ اور اپنے دل میں یہہ تصوّر کرنا چاہیے کہ وے برکات جن کیلئے
ہم دعا مانگتے ہیں ضرور ہم کو ملیگی۔ مثلاً جب ہم گناہ کا اقرار کرکے مغفرت مانگتے ہیں یا اپنے دل کی
خرابیوں پر لحاظ کرکے اُنسے رہائی چاہتے ہیں یا دنیاوی بلا کی گرفتاری سے مخلصی یا مہلک
بیماری سے شفا یا زندگی بھر کا رزق مانگتے ہیں تو سمجھنا چاہیے کہ یے برکات ضرور ہم کو ملینگی۔
ظن اور بے اعتباری اور شبہہ سے دو دل ہوکے خیال نہ کرنا چاہیے کہ ملیں یا نہ ملیں اسمیں
خدا کے کلام پر اشتباہ پایا جاتا ہی اور توکّل کی قلت ظاہر ہوتی ہی اور خدا کی ہتک اور بےعزّتی
سمجھی جاتی ہی اور دعا بھی مستجاب نہیں ہوتی۔ شک بالکل نہ چاہیے اور جہاں تک ہو وہاں
دعا کامیاب نہیں ہوتی۔ خداوند نے فرمایا ہی کہ جو کچھ مانگو اُس پر شک نہ کرو بلکہ جیسا تمہارا

ایمان یعنے توکّل ہی ویساہی پھل تم کو ملیگا۔ اِس قسم کی دعائیں اکثر اوقات لوگ کامیاب ہوئے ہیں اور کلام میں اُن کی مثالیں مندرج ہیں۔ اِس توکّل کی صرف اُن نبیُوں اور حوارُیوں کے لئے ہی ضرورت نہیں تھی بلکہ ہر زمانہ میں جس قدر ایماندار ہوں اور دعا کے وسیلے خدا سے برکت چاہیں ایساہی توکّل کریں۔ اگر کوئی تم میں سے ناقص رائے ہووے تو وہ خدا سے جو ساری خلق کو بے غرض دیتا ہی اور ملامت نہیں کرتا مانگ لیوے تو اُسے دیا جاویگا لیکن چاہئے کہ ایمان سے مانگے اور شک نہ لاوے کیونکہ شک والا دریا کی موج کی مانند ہی جو ہوا سے روان اور گذران ہی سو ایسا گمان نہ کرے کہ میں خداوند سے کچھ پاؤنگا دودلہ آدمی اپنی ساری روشوں میں بے اِستقلال ہوتا ہی۔ ایمانداروں کو چاہئے کہ ایسے توکّل کے ساتھ خدا کے حضور میں دعا مانگیں جیسے توکّل سے اپنے باپ یا بھائی یا کسی دوست سے مانگتے ہیں۔ اِسواسطے پولوس کہتا ہی کہ تمہیں دوبارہ غلاموں کی سی طبیعت نہیں ملی کہ تم ترساں ہو بلکہ تم نے متبنیٰ کی سی روح پائی ہی جس سے تم ابا یعنے ای باپ ای باپ پُکار پُکار کے مانگتے ہو۔ البتہ یہہ بات مشکل ہی کہ اِنسان اپنے آپ کو ناپاک اور بدروح اور گناہ کا آلودہ اور شیطان کا پیرو جانے تسپر بھی بے خوف خدا کے حضور میں جا کے توکّل سے دعا مانگے کیونکہ جب تک آدمی اپنے گناہوں کو نظر سے چھپا نہ سکے تب تک خوف دل سے کِس طرح دور ہو اور توکّل کیونکر پیدا ہو سکے +

اوّل لازمہ دعائے مستجاب کا کمال تکیہ اُس قربانی پر ہی جو خداوند یسوع مسیح نے گذرانی اور بھروسا اُس کی راستبازی پر جس سے تم راستباز ہونیکی اُمید رکھتے ہو۔ اُس کی شفاعت سے دعا قبول ہونے کی اُمید کرنی چاہئیے بغیر اُسکے توکّل پیدا نہیں ہو سکتا۔ مسیح سردار کاہن ہی کہ جیسے بیان ہوا وہ تمہارے گناہوں کو چھپاتا ہی اور تمہاری دعا کو قبول کرواتا ہی تمہاری اُمید کی جا اور وہی درمیانی ہی جو خدا اور اِنسان کا میانجی ہی اور اُسی کی شفاعت سے قبولیت

دعا کی ہی۔ جب اُمید تمہاری مسیح اور کفارہ اُس کا بخشندۂ گناہ اور راستبازی اُسکی تمہاری نیکی کی بُنیاد ہی تو پھر اُس پر توکّل کس طرح نہ ہو سکے۔ خدا نے اِسی واسطے مسیح کو ٹھہرایا تاکہ اُس کی محبّت بغیر فوت عدل کے ظاہر ہووے۔ وہ اپنے منصب پر اپنا خون لیکر خدا کے اور تمہارے درمیان ہو کر تمہارے گناہ بخشتا ہی تاکہ تم دلیری سے فضل کے تخت کے آگے حاضر ہو کر ضروری رحم کو مانگ لو۔ غرض دعا تمہاری مسیح کے نام سے گذرانی جاوے۔ یہہ خاص لوازم اجابت دعا میں سے ہی۔ اِس کو ترک کرنا گناہ ہی۔ اگر کوئی آدمی دلیر ہو کر اپنی دعا اپنے نام سے گذرانے تو ہرگز خدا کے رحم کے لایق نہ ہوگا۔ ایسی دعا جو بُت پرست اور بے دین لوگ مانگتے ہیں خدا کے سامھنے مکر اور گناہ ہی۔ اِن باتوں سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ دعا مسیح کے نام سے اور اُسی پر توکّل کر کے بے باکانہ بغیر شک اور شبہہ کے مانگیں خواہ خلوت میں ہو خواہ جلوت میں کمال توکّل کی بُنیاد مسیح کی شفاعت اور خدا کے کلام کا وعدہ ہی۔ بدون اِن دونوں کے توکّل پیدا نہیں ہو سکتا اور دعا کامیاب نہیں ہوتی۔ دعا مانگنے کی طبیعت اِنسان کے دل میں آپ سے آپ پیدا نہیں ہوتی جب تک روحِ قدس کا اثر نہ ہووے روحِ قدس گنہگاروں کے دل میں اوّل یہہ شوق پیدا کرتی ہی۔ تب گنہگار خدا کی فرماں برداری کی نیّت پر کمر باندھکے اپنے گناہ سے شرمسار ہو کر خداوند مسیح پر توکّل رکھکے حلم اور فروتنی سے فضل کے اُمیدوار ہوتے ہیں اور ایسے لوگ دعاے بیفایدہ نہیں مانگتے۔ جب کہ یہہ نیّت دل میں ہووے اور روح نے بتائی ہو تو ضرور دعا اُن کی قبول بھی ہوگی بلکہ آدمی اپنے دل میں یقین جانے کہ خدا کی طرف رجوع ہونیکی نیّت اور دعا سے فایدہ اُٹھانے کی اُمید جب دل میں پیدا ہوئی اور اُسنے گھٹنوں پر ہو کے دعا مانگی تو ضرور بالضرور خدا سُنیگا کیونکہ یہہ رغبت بھی اُسی کی طرف سے ہی یہہ بات خدا کے کلام سے جا بجا ثابت ہی۔ ایسا ہوگا کہ پیشتر اُس سے کہ وے پکاریں میں جواب دونگا وے ہنوز کہہ نہ چکینگے کہ میں سُن لُونگا خدا فرماتا ہی کہ ہر ایک اچھی بخشش اور ہر اِنعام میں کمال اوپر ہی سے ہی اور

وہ اصل انوار سے نازل ہوتا ہی جس میں تبدیل اور سایہ جو زوال سے ہوتا ہی نہیں ہی مراد اسکی
یہہ ہی کہ دعا کی نیت بھی خدا کی طرف سے ہی اِس دعا کی ترغیب دینے کیواسطے وہ مثل جو انجیل
میں درج ہی لکھتے ہیں کہ کونسا باپ ہی کہ اگر اُس کا لڑکا روٹی مانگے تو کیا اُسے پتھّر دیگا اگر وہ مچھلی
مانگے تو کیا اُسے سانپ یا بچھو دیگا۔ اگر تم بُرے ہو کے اپنے بچوّں کی حاجتوں کے دینے میں خوش
ہوتے ہو تو کتنا زیادہ تمہارا آسمانی باپ اُن اچھی چیزونکو جو تم اُس سے مانگتے ہو تمہیں دیگا
ایمانداروں کی دعاؤں کے حق میں مشاہدات کی کتاب میں یوحنا نے یوں بیان کیا ہی کہ وہ مانند
بخور کی خدا کے حضور میں ہمیشہ پہنچتی ہیں۔ آٹھویں باب مکاشفات کے میں یوں لکھا ہی کہ جب
اُس نے ساتویں مُہر توڑی تب آسمان پر قریب آدھی ساعت کے خاموشی تھی اور میں نے
اُن فرشتوں کو جو خدا کے آگے کھڑے تھے دیکھا کہ اُنہیں سات نرسنگے دیئے گئے۔ پھر ایک اور
فرشتہ آیا اور سونے کا عود سوز لئے ہوئے قربانگاہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور بہت سا بخور
اُسے دیا گیا کہ وہ اُسے سارے مقدّسوں کی دعاؤں سے اُس سونے کی قربانگاہ پر جو تخت کے
آگے تھی گذرانے اور اُس بخور کا دھواں مقدّسوں کی دعاوں میں ملکے فرشتے کے ہاتھ سے خدا
کے پاس اوپر گیا۔ پس اِس طرح جتنے ایماندار اِس دنیا میں دعا مانگتے ہیں مانند بخور کی خوشبو
سے معطر خدا کے حضور میں مقبول ہوتی ہی اور وہ فرشتہ جو پہنچاتا ہی سو خداوند یسوع مسیح
ہمارا شفیع ہی*

دعا کی کامیابی کا بیان جو پاک کتاب میں مندرج ہی اور جو نیک لوگوں نے اپنے تجربہ میں
پایا ہی کہاں تک بیان کروں۔ دعا سے یوشع بن نون نے سورج کو اس کے راستہ میں ٹھہرا دیا
الیاس نے جو ہمارے موافق آدمی تھا آسمان کی بارش بند کی اور پھر اُسے کھول دیا۔ اُن تین
شخصوں کی دعا نے جو آگ کے تنور میں ڈالے گئے تھے اُنہیں بے نقصان رہائی دی ببر کے
منہہ سے دانئیل کو بوسیلہ دعا کے چھوٹا کوؤں کے ہاتھ سے دعا کے ذریعہ الیاس نے روزی پائی۔

سارے انبیا اور مقدّسوں کے احوال میں دعا کی کامیابی بھری پڑی ہے۔ اور اِن دِنوں میں بھی جن کو روح القدس نے دعا کا دم بھرنا سکھلایا ہے وے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں اور کبھی کوئی مایوس نہیں ہوا۔ سخت سے سخت گنہگار دعا کے وسیلہ گناہ سے رہائی پاتے ہیں اور ساری بُری نیّتوں سے مخلصی حاصل کرتے ہیں اور اپنی بدطبیعتوں پر غالب ہوتے ہیں اور نفس پر جس کو نہایت زور آور جانتے ہیں دعا کے وسیلے سے غالب آتے ہیں اور کوئی خرابی ایسی معلوم نہیں ہوتی جو دعا کے وسیلے سے جس کو پست نہ کرسکیں۔ پس سچّے یسوعی اپنی دینداری کی زندگی میں دعا کو اپنا مقدّم دم سمجھتے ہیں کیونکہ جیسا زندگی کا نشان نتھنوں میں سانس ہے ویسی ہی دعا یسوعی زندگی کی سانس ہے جہاں دعا ہے وہاں زندگی ہے اور جہاں دعا نہیں وہاں صرف نام کو جیتے ہیں اور حقیقت میں مُردے ہیں؟

۳ - فصل

تلاوت کلام کے بیان میں

دعا کی خاصیت اور مطلب اور ضرورت اور اُس کی اجابت کے لوازم کا بیان ہو چکا۔ ا... دوسرا فرض جو اشغالِ عبادت اور وسایلِ فضل میں مستعمل ہے اور بدون اُسکے نہ پہچان خدا کی ہوسکتی ہے اور نہ گناہ کی اور نہ مغفرت کی بیان کرتے ہیں وہ پاک کلام کی تلاوت ہے۔ پاک کتابیں الہام سے خدا نے اپنے نبیوں کی معرفت لکھوائیں تاکہ اُنسے اِنسان کو ہدایت ہو۔ اُن میں یہہ حکم ہے کہ کلام کو جو خداوند خدا فرماتا ہے اپنے سارے دل سے مانیں تو یہہ باتیں تقیّد سے اپنے لڑکوں کو سکھلا تو اپنے گھر میں بیٹھے اور راہ چلتے اور سوتے اور جاگتے اُنہیں ورد کر تو اُنکو نشانی کے لئے اپنے ہاتھہ پر باندھہ کہ یے تیری آنکھوں سے اُجھل نہ ہوں۔ اُنہیں اپنے گھر کی چوکٹھوں اور دروازوں پر لکھہ۔ پولوس رسول بھی پُرانے وتیمتھ کے حق میں لکھتا ہے کہ جو کچھ اُس میں لکھا ہے

ہماری تعلیم اور تادیب کے واسطے ہی اور انجیل میں یوں تذکرہ آیا ہی کہ پُرانی کتابیں اسواسطے
لکھی گئیں کہ اُن کے وسیلے سے معلوم کریں کہ یسوع وہی مسیح ہی جس کا وعدہ خدا نے اپنے لوگوں
کے ساتھ مدّتوں آگے کیا تھا اور جس پر ایمان لانے سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہی۔
پس جب کہ پاک کتابوں کا یہہ مطلب ہی تو اُنہیں دل و جان سے پڑھنا اور اُنسے اِن باتوں کا
علم حاصل کرنا یسوعیوں کا ضروری کام ہی۔ اگر دستور کے موافق جیسے اَور کتابوں کو پڑھتے
ہیں ویسا ہی اِن کو بھی پڑھیں تو کچھ فایدہ نہیں بلکہ خدا کی اہانت ہی کیونکہ جس قدر ہمارے
دل میں پاک خدا کی عزت ہوگی اُسی قدر شوق سے ہم اُس کے کلام کو اِس نیت سے پڑھینگے
کہ اُس کا مطلب اپنے حق میں معلوم کریں۔ خدا کے کلام میں یہہ بھی لکھا ہی کہ ہمیشہ کی زندگی اُسی
کلام میں ہی جو کوئی چاہے لے لیوے اور ہمیشہ کی موت جو دوزخ ہی اُس کی پہچان بھی اُسی میں ہی
یعنے خدا کا علم اور اِنسان کے گناہ کا علم اور گناہ کی مغفرت کا علم اور نجات دینیوالے کا علم
اور روحِ پاک کے اثر کا علم اور ہمیشہ کی زندگی کا علم اُسی کلام میں ہی۔ ایسے وعدے اُس میں
مندرج ہیں جن سے ہماری اُمید اور خوشی بڑھتی ہی اور وعید بھی ایسے ہیں جن سے دل کانپتا
اور دھڑکتا ہی البتہ کلام کے پڑھنے اور سمجھنے کے درجے یکساں نہیں کیونکہ بعضے جنکو علم اچھّا ہی
اُسے اچھی طرح سمجھتے ہیں اور بعضے جن کو علم کم ہی وے کم سمجھتے ہیں لیکن نجات کے مقدمہ میں
جس قدر باتیں اُن کتابوں میں مندرج ہیں ہر ایک اِنسان کیا جاہل کیا عالم آسانی سے
سمجھ سکتا ہی۔ جب کہ خدا کا علم کم ہوا اور مسیحی مذہب میں انواع اور اقسام کی بدعات پیدا ہوئیں
اُن دنوں کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ کلام کی تلاوت بالکل موقوف ہوگئی تھی کیونکہ
خادمانِ دین نے لوگوں کو سمجھا دیا تھا کہ کلام کا پڑھنا عوام کے لئے گناہ ہی اور اُس کا
ترجمہ کرنا بیجا سمجھکر ہر ایک آدمی کی نظر سے اُس کو بالکل اُٹھا دیا تھا۔ پس جس قدر لوگ کلام
سے بیخبر ہوئے اُسی قدر خدا سے جُدا ہو کر شیطان کے پھندے میں پھنسے۔ پر جب کلام کا پڑھنا

اور سمجھنا ترجمہ کے وسیلہ سے شروع ہوا تب سے پھر خداشناسی حاصل ہوئی اور گناہ سے پرہیز کرنے لگے اور اَور علموں کا بھی شوق پیدا ہوا پس کلام کا پڑھنا نہایت مفید ہی اور ایمانداروںکو ہمیشہ واجب ہی۔ کلام کے وسیلے سے روحانی فواید اُٹھانیکے لئے قواعد مفصلہ ذیل ملحوظ رکھنا چاہیئے +

اوّل جب کتاب ربانی کو پڑھنے کی نیّت پر کھولیں تو پہلے اپنا دل خدا کی طرف رجوع کریں تاکہ آسمانی روشنی واسطے سمجھنے کلام کے عنایت کرے۔ یہہ بات نہایت ضروری ہی کیونکہ جو مسایل خدا کے جلال کو بڑھاتے اور اِنسان کے تکبر کو گھٹاتے ہیں جب تک کہ روح قدس کا فضل دل میں نہ ہو ہرگز سمجھ میں نہیں آسکتے ہیں۔ آدمی کے دل میں ذاتی روشنی اپنے گناہ کو سمجھنے کے لئے بالکل نہیں بلکہ تکبرؔ اُس پست حالی کے بیان کو جو اِنسان کے حق میں لکھی ہی کب ماننے دیتا ہی اور طبع نے کب مدد دی کہ اُس کے مطابق عمل کرے جب تک کہ فضل آسمانی دل میں نہ ہو۔ اِسی واسطے بیبل میں اکثر جگہہ لکھا ہی کہ۔ بیبل کی فضیلت ہم نہیں سمجھ سکتے اور نہ اُن مسایل کی سمجھ ہمارے دل میں آسکتی ہی اور نہ اُن فرضوں کو ادا کرنے کی طاقت ملتی ہی جب تک کہ روحانی روشنی عنایت نہ ہو۔ پولوس کہتا ہی کہ کوئی آدمی نہیں کہہ سکتا کہ یسوع مسیح خداوند ہی جب تک کہ روح القدس اُسے ہدایت نہ کرے۔ اُسی حواری نے یہہ بھی اُن ایمانداروں کے حق میں کہا جنہوں نے آسانی سے اپنے دل اور جان خدا کے تصدّق کئے تھے کہ اُنہوں نے یہ باتیں روح کی ہدایت سے پائیں۔ اگلے زمانے کے ایماندار لوگ اپنی ناتوانی سے ایسے واقف تھے اور فایدے تلاوت کلام کو ایسا سمجھتے تھے کہ بدون دعا بیبل کو ہرگز نہیں کھولتے تھے۔ ہمیشہ روح کی روشنی پہلے اپنی دعاؤں میں مانگکر تلاوت شروع کرتے تھے۔ غرض کلام کے شروع میں دعا مانگنی واجب ہی تاکہ روحانی سمجھ واسطے سمجھنے کلام کے حاصل ہو +

ایک قسم کا علم پاک کتاب سے بغیر دعا کے بھی حاصل ہوسکتا ہی یعنے تواریخی علم جو بیبل میں مندرج ہی۔ اُسکو پڑھکے آدمی وعظ اور گفتگو کرسکتے ہیں لیکن ایسے آدمی روحانی باتوںمیں

بالکل اندھے ہیں اور گناہ میں مُردے - ایسے علم اُن کے دلوں میں اثر نہیں کرتے اور نہ دل کو
تبدیل کر سکتے ہیں خدا کا علم جو صرف دماغ میں ہے اور دل تک بھی نہیں پہنچا بدون جسکے فرایض کا
ادا کرنا ممکن نہیں خواہ کتنا ہی ظاہری علم کیوں نہ ہو - اگر سرشت کی تبدیل اُس باطنی علم کے
اثر سے حاصل نہ ہو تو ایسے ظاہری علم سے کیا فایدہ ہے جس قدر ظاہری دلایل پاک کلام کی ہیں
اُن سے واقف ہونا بھی ایسا ہی بیفایدہ ہے اگر ناپاک دل کو تبدیل کر کے پاکیزگی کی طرف
رغبت نہ دیویں - اگر اُس کی مثال ڈھونڈھو تو یہودیوں کا حال نزدیک پہاڑ کے دیکھ
جہاں اُن کو خدا نے موسیٰ کی معرفت شریعت بخشی پڑھکے دیکھو - کسی کے دل میں شبہ نہیں ہو سکتا
کہ موسیٰ میں معجزے کی قلت تھی یا ظاہری دلایل سے خدا کے حضوری ہونے میں قصور تھا کیسے کیسے
عجایب و غرایب معجزوں کے ساتھ خدا نے پاک شریعت اُسے بخشی اور سارے یہودیوں نے جو اس
جگہہ میں موجود تھے اُس کو دیکھا اور تعجب کیا تسپر بھی دل کی خرابی کے سبب گناہوں میں مبتلا ہو کر
بُت پرستی شروع کی اور اُس جلالی خدا کو ترک کر کے اور اُس کی آواز کو سُنا ہوا پھر بھی
سونے کا بچھڑا بنا کر اُس کی پرستش شروع کر دی - ایسے ہی خداوند مسیح نے بھی بہت سے معجزات
دکھلائے جن سے لوگوں کے دل دنگ ہو گئے لیکن بہت تھوڑے اُن میں سے ایمان لائے
حواریوں کے وقت میں بھی یہی حال رہا - اگرچہ منکروں کے منہ [illegible] سبب بند ہو گئے
تھے مگر دل تبدیل نہ ہوئے - اس زمانے میں بھی ہزاروں لوگ جو [illegible] روح کی مدد نہیں
پاتے روحانی باتوں میں اندھے رہتے ہیں - غرض بدون تاثیر روح کلام کی برکت [illegible]
نہیں ملتا - وعدہ اِس روح کا جماعت کے ساتھ ہے اس واسطے جب [illegible] کے ذریعے روحانی
فواید ڈھونڈھو تو اُس کو پڑھنے کے وقت روح کے اثر کے لئے دعا ضرور مانگو +

دوسرا قاعدہ اِس پاک کلام کے پڑھنے کا یہہ ہے کہ بہت سے باب پڑھنے نو اب
جا نکر ایک ہی وقت میں تلاوت نہ کرنی چاہئے - بعضے خیال کرتے ہیں کہ دو یا تین یا چار باب روز

مزہ پڑھنے فایدہ بخشتے ہیں مگر ہمارے نزدیک اِس طرح کا پڑھنا اُس تواریخی حصے کا جو بیبل میں مندرج ہی البتہ مفید ہوسکتا ہی مگر جہاں مسایل عبادت کے یا نصیحات یا وعدے یا وعید لکھے ہیں اُس جگہہ کو اِس طرح نہ پڑھنا چاہیئے بلکہ جس قدر پڑھو اُسی قدر کے مدعا کو اپنی چال کے ساتھ مقابلہ کرو کہ آیا چلن تمہارے اُس کلام کے مطابق ہیں یا نہیں - ہر ایک آیت کو پڑھکر پہلے اُس کے مطلب کو معلوم کرو پھر ساتھ اُسکے اپنے دل کو یہہ پوچھو کہ تو ایسا ہی کہ نہیں - اگر مطابق اُسکے نہیں ہی اور جگہہ توبہ کی ہی تو فی الفور دعا میں مشغول ہو کے اُن گناہوں کا اقرار کرو جن کے کلام کے ذریعہ سے تم قایل ہوئے - مثلاً جب خدا کی خوش اخلاقی یا اُس کی قدرت یا جلال یا پاکیزگی یا عدل یا رحم تم کو نظر آوے تو اپنے دل سے پوچھو کہ تم اِن خاصیاتِ ربّانی میں سے کسی کے واقف ہوکر اپنے آپ میں حلیم ہوئے یا نہیں اور تم کو خدا پیارا معلوم ہوتا ہی کہ نہیں اور خداوند یسوع مسیح کی نسبت بھی اپنے دل کی آزمایش ایسی ہی کرو اور روح کے حق میں بھی دل کا اِمتحان اِسی طرح چاہیئے - جب کلام سے تم یہہ پڑھو کہ اِنسان کمزور اور اندھے اور گناہ میں مُبتلا ہیں اور طاقت نہیں رکھتے کہ خدا کی فرماں برداری کریں تو اپنے دل سے پوچھو کہ تم اِس نفس کُشی کو تیار ہو یا نہیں اور اپنی حاجت سے واقف ہوئے یا نہیں - اگر اِس طرح کلام کو نہ پڑھوگے تو اُس سے کچھ فایدہ نہیں ہوگا - کلام واسطے فایدہ کے بخشا گیا ہی اور فایدہ تب ہی ہوتا ہی جب اپنا روحانی چہرہ اُسکے آئینہ سے دیکھ سکو اور واسطے سنوارنے اور بنانے صورت نفس کے جو طریقہ وہاں ذکر ہوا ہی اُسکو ویسا ہی اِستعمال میں لاؤ - غرض کلام کی تلاوت واسطے رہنمائی اور ہدایت کے ہی کچھ واسطے ثواب قرأت کے نہیں - اِس طرح کی تلاوت عام لوگ ہندو مسلمان وغیرہ کیا کرتے ہیں پر مسیحی لوگوں کی نظر میں بیفایدہ ہی - مثلاً جہاں خدا نے فرمایا ہی کہ جھوٹھے دوزخ میں ڈالے جاوینگے - اِس کا مطلب یہی ہی کہ تم جھوٹھ سے پرہیز کرکے راست گوئی اِختیار کرو نہ کہ اُس کلام کو پڑھکر جھوٹھ بولتے رہو اور

پھر خدا کی نظر میں اپنے آپ کو راست گو سمجھو۔ غرض جس قدر کلام کو پڑھو اُسی قدر اپنے دل کو آزماؤ
تاکہ اُس کے مطابق اپنی چال اور چلن کو بھی بنا سکو +

اور آخر کی نصیحت یہہ ہے کہ کلام کے اکثر اُن مقاموں کو پڑھو جو عبادت کے لئے مدد اور
معاون ہیں کیونکہ کلام کی صورت مانند بدنِ انسان کی ہے جیسے بدن کے سب اعضا میں جان
ہے تسپر بھی بعضے بعضے خاص اعضا ایسے ہیں کہ دوسروں سے قدر زیادہ رکھتے ہیں اور بعضے کسی
کام کے واسطے اور بعضے کسی فایدہ کے لئے اور بعضے آرام کی خاطر ہیں پاک کلام کا بھی یہی حال ہے کہ
اُس میں قسم قسم کی عبارات ہیں بعضی بطور تواریخ کے اور بعضی نظم دعائیہ اور بعضی پیشینگوئیاں اور
بعضی نصیحات اور بعضی وعید اور بعضی وعدے اور بعضی امداد عبادت کے لئے ہیں جیسے لوگ
واسطے حفاظت بدن کے اُس عضو کی طرف زیادہ تر متوجہ رہتے ہیں جو زیادہ نازک اور بہت کار
آمد ہو ویسا ہی کلام کی تلاوت میں بھی کرنا چاہیے یعنے عبادت کے لئے اُن صحیفوں کو پڑھیں جو
خاص واسطے عبادت کے ہیں گناہ سے بچنے کے لئے اُن آیات کو جن میں گناہ سے باز آنے کا حال
لکھا ہے اور ایمان کی تقویت کو اُن آیات پر غور کریں جن میں خدا نے ایمانداروں کے ساتھ وعدہ
کیا ہے اُمید کو بڑھانیکے لئے وے آیات پڑھیں جنمیں بہشت کے آرام کا تذکرہ ہے اور جب کوئی آیت پڑھیں
تو اُس میں دیر تک غور کرتے رہیں تاکہ اُس کے مدعا سے بخوبی واقف ہو جاویں اور اپنے دل کے
ساتھ مقابلہ کر سکیں کیونکہ پاک کلام کی علت غائی یہی ہے کہ ہم روح کی تاثیر سے بوسیلہ کلام کے روز
بروز پاک ہوتے جاویں۔ اور واسطے پڑھنے کلام کے قواعد بہت ہیں جن سے ایماندار ایمان کی
ترقی پاتے ہیں اور تسلی و تشفی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن سب سے عمدہ اور اعلیٰ قاعدہ یہی ہے کہ دعا
کے ساتھ شروع کر کے کلام کو پڑھیں اور روح کی تاثیر سے اپنے دل کے ساتھ ملاویں

رباعی

تلاوت کلام خدا کی کرو + نظر غور سے دل کی اُس پر دھرو + عمل میں اسے لاؤ جو کچھ پڑھو +
مُرادات سے اپنے دامن بھرو +

۴ - فصل

سچے یسوعیوں کی خوشی اور اُس کی بنیاد اور اُس کے حصول اور صحت کے بیان میں

اگر کوئی پوچھے کہ انسان کسلیئے پیدا ہوا تو اُس کے جواب میں یہہ لکھا ہی کہ ہمیشہ کی خوشی حاصل کرنے اور خدا کا جلال ظاہر کرنے کو - لیکن اکثر آدمیوں کا یہہ خیال ہی کہ اس دنیا میں دیندار آدمیوں کو کچھہ خوشی نہیں بلکہ ساری خوشیوں کو چھوڑکر ایمانداری کی راہ میں گناہ کے لیئے غم اور افسوس اور نفس کُشی کرکے ہمیشہ رنجیدہ رہتے ہیں - اور اِسی سبب سے اکثر لوگ دینداری کی راہ پر قدم نہیں دھرتے بلکہ واسطے حصول خوشی کے دنیاوی عیش و عشرت میں مشغول رہتے ہیں - یہہ خیال باطل ہی - کلام میں وعدہ دونوں جہان کا ہی یعنے دیندار اِس دنیا میں بھی خوش رہیں اور عاقبت میں بھی ہمیشہ کی شادمانی حاصل کریں - پس اَور طرح سمجھنا گناہ ہی اور اُسکو دینداری تجربہ کی قوت پر حمل کرتی ہی - وے قاعدے ایمان کے اور مسایل اعتقادی اور فرایض عملی جن کا ذکر اِس کتاب میں ہوچکا ہی سرچشمے خوشی کے ہیں اور جو خوشی اِن کے ماننوالوں کو حاصل ہوتی ہی کوئی دنیاوی خوشی اُس کے ساتھہ مقابلہ نہیں کر سکتی - دیندار لوگ خود اِسبات کو جانتے ہیں اور گواہی دے سکتے ہیں - جس وقت دنیاوی لوگ اُنہیں غمگین سمجھتے ہیں اُس وقت میں بھی اپنے دل میں نہایت خوش ہوتے ہیں - بُنیاد اِس خوشی کی اوّل خدا کا علم ہی - پھر اُس کی قدرتیں جو پیدایش کے کاموں سے ظاہر اور اُس کے کلام سے معلوم ہوتی ہیں اور جو واسطے نجات گنہگاروں کے اُسنے آشکارا کی ہیں اور خداوند یسوع مسیح کا جہان میں آکر گنہگاروں کے کفارے میں پست ہونا اور اُن کی شفاعت کے لیئے جلال ربانی میں داخل ہونا روح قدس کا اثر جو دل پر ہوتا ہی اور زندگی جاودانی کی اُمید یے سب خوشی کے سامان ہیں - دنیا کے لوگ البتہ اِن کو نہیں جانتے اور اِسمی یسوعیوں کو بھی اِس خوشی کی خبر نہیں پر جنہوں نے اِن علموں کو حاصل کیا اور جن کے دل میں اِنکے اثر ہوئے

وے خود اقراری ہیں اِس بات کا اِنکار کوئی نہیں کرتا کہ حسی خوشیوں سے عقلی فرحتیں درجے میں
زیادہ تر اعلیٰ اور مُدامی ہیں۔ جو لوگ کہ دنیاوی علم کے طلبگار ہیں اور حکمت کی تلاش کرتے ہیں
جب کوئی بات یا مضمون درست حاصل کر لیتے ہیں یا کسی مخفی حکمت پر آگاہ ہوجاتے ہیں تو کِس
قدر خوش ہوتے ہیں۔ اگرچہ جاہل آدمی اُن کی خوشی میں نہیں شامل ہو سکتے اور نہ اُنکی خوشی کو
سمجھتے ہیں پر جن کو علم کا شوق ہی وے خوب جانتے ہیں کہ وہ خوشی اور خوشیوں سے ہزار درجے
بہتر ہی۔ پس جب دنیاوی علم میں اِس قدر خوشی ہی کہ اُس کے شایق سارے دنیاوی خیالوں کو
ترک کر کے اُس کی تلاش میں اپنی ساری زندگی صرف کر دیتے ہیں تو خدائی علم کے طالب کِس
قدر زیادہ اُن سے خوش ہووینگے اور کِس قدر سعی اُس کی تحصیل میں بجا لاوینگے۔ خدا کے کلام
میں اِس خوشی کی مثال تاریکی سے روشنی اور موت سے زندگی اور جہل سے علم میں آنا لکھی ہی
ایماندار لوگ اِس روشنی کے آنے پر اِس قدر خوش ہوتے ہیں کہ حقیقت میں اندھیرے پر روشنی
اور موت پر زندگی سمجھتے ہیں۔ پھر جیسے دنیاوی علم میں مراتب کی کمی اور بیشی ہی ویسے ہی
عاقبت کے علم میں بھی کئی درجات ہیں۔ پہلے شروع اِس علم کا تھوڑا ہی ہوتا ہی۔ آگے جس قدر
ترقی ہو اُسی قدر خوشی کا باعث ہوتا جاتا ہی اِسی طرح دیندار جس قدر خدا کی حاجیت سے واقف
ہوتے ہیں اور جتنا اُنکا توکّل اُس پر زیادہ ہوتا ہی اُسی قدر غم اور خوف اُنکے دور ہوتے ہیں
خوشی اور اُمید ترقی پکڑتے ہیں خدا کی رحمت کا طول اور عرض اور عُمق جس قدر معلوم کرتے
ہیں اُسی قدر دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور اُتنا ہی کلام کو پڑھنے کا شوق اُن کے دلوں میں
پیدا ہوتا ہی اور اُتنی ہی زیادہ خوشی دل میں حاصل ہوتی ہی اِس علم سے خاص اُن فوائد کی
خوشی حاصل ہوتی ہی جو اِس علم میں مندرج ہیں۔ دنیا کی خوشی کو جب لوگ حاصل کر لیتے ہیں
تو پھر معلوم کرتے ہیں کہ وہ خوشی نہ تھی بلکہ نقصان کا باعث تھی کیونکہ ہر ایک خوشی دنیاوی اپنے
ساتھ ایک نیش رکھتی ہی اور اپنے برتنیوالوں کو کھڑا ڈنگ مارتی ہی یہ لوگ اپنی حاجتوں سے

کبھی آسودہ نہیں ہوتے اور نہ اُن خوشیوں میں طاقت سیر کرنے کی ہی بلکہ جس قدر زیادہ استعمال
میں لاتے ہیں اُسی قدر زیادہ ہوس بڑھکے دق کرتی ہی اور اِن حاجتوں کو حاصل کرکے بھی وہ
کمال خوشی جس سے تسلی ہو سکے نہیں دیکھتے نہ اپنی بُری شہوتوں سے چھٹکارا پاتے ہیں اور نہ
نقصان اُٹھا کے صبر کرسکتے ہیں۔ انتقام کا شوق بڑھتا جاتا ہی دل کو اختیار میں نہیں لاسکتے اور
ایسے ہی حال میں زندگی بسر کرکے مایوس اور نومید رحلت کرتے ہیں گویا خالی ہاتھ آئے اور
خالی ہی گئے۔ اور خدا کا علم ایمانداروں کے دل کو روز بروز دولتمند کرتا ہی۔ جس قدر اِس علم
میں ترقی کرتے ہیں اُسی قدر اُن کو دنیا ہیچ معلوم دیتی ہی کسی نقصان سے غمگین ہوکر اُس
کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے بلکہ کبھی نومیدی اُن کے دل تک نہیں آسکتی۔ قناعت سارے
افلاس کے رنجوں پر غلبہ کرتی ہی اور نفس مطیع ہوجاتا ہی۔ شہوتیں اُن سے پرے رہتی ہیں اور
یگانہ خدا اپنے علم سے ایسی تسلی اور تشفیِّ عاقبت کی اُن کو بخشتا ہی کہ پھر اُن کو وہی لوگ خوش
نظر آتے ہیں جو اُن کی طرح معرفت رکھتے ہوں اور کہتے ہیں کہ تجارت معرفت کی سونے اور چاندی
کی تجارت سے بہتر ہی۔ اُس کی سب راہیں خوشی کی راہیں ہیں اور سب طرح کی تسلی اُسی سے
میسّر ہوتی ہی۔ وہ علم زندگی کا درخت ہی سب خوشیوں کے پھل اُسی کو لگتے ہیں مبارک وہ
جس کو یہہ درخت ہاتھ آیا۔ پس حقیقت میں مسیحی لوگ اِس دنیا میں خوش ہیں۔ جب دنیاوی
خوشیوں کو عاقبت کی خوشیوں کے ساتھ تولا جاوے تو جن کی خوشی عاقبت کے واسطے ہی زیادہ
گراں بار نکلیگی اور سبب اِس کا دلی امن ہی جو خدا کے وعدہ سے اُن لوگوں کو جو اپنی نجات
کے واسطے اُس کے کلام کو توکّل سے پکڑے ہوے ہیں حاصل ہوتا ہی۔ جو لوگ کہ یسوع مسیح میں ہیں
اور اُن کی رفتار جسم کی طرح نہیں بلکہ روح کی وضع پر ہی اُن پر کبھی ہلاکت کا فتویٰ نہیں۔ ایسی
سچائی پر نبیوں اور حواریوں نے اکثر گواہیاں دیں اور اِسی تسلی سے اُن کے دلوں نے نہایت
تکلیف میں بھی امن حاصل کی۔ جب دنیا کے امتحان اور شیطان کے بہکانے نے اُن کو ڈرایا

تو ایسے کلام کے قلعہ میں آکے چھپے جس میں کوئی خوف اور ڈر نہیں ہے۔ اِس خوشی کے برابر اور
کونسی خوشی ہو سکتی ہے جس سے آدمی اپنے دل میں خیال کرے کہ میں خدا کے حضور میں مقبول
ہوں میرے گناہ بخشے گئے میری خطائیں ڈھانپی گئیں میرے قصوروں کی تفتیش نہ ہوگی اور
ہمیشہ کی زندگی میں مجھے مُفت دخل ملیگا نہ میری اپنی پاکیزگی کے سبب بلکہ اُس راستبازی کے
وسیلے سے جس کو خدا نے ہمارے واسطے مہیّا کیا ہے۔ اُن کی نظر میں دولت اور عزت اور نام اور
شان نہایت حقیر ہے کیونکہ دولتمند اور نامدار آدمی کے دل میں اگر خطا کا اندیشہ اُٹھے اور تاریکی کے
خیال آجاویں تو وہ ساری دولت اور عزّت اور نام اور ناموس اُس کو خوشی نہیں دے
سکتے۔ وہ سمجھتا ہے کہ زندگی بھر میں نے گناہ کئے اور دنیا کے پیچھے رہا اور خدا کے حق کو چُرایا اور اُس
کی رحمت کو پامال کیا اور اُس کے کلام کا شنوا نہ ہوا اور اُس کے تحمل کو آزمایا اور اُس کے
عدل کی اہانت کی اور اُس کی رحمت کی آواز کو نہ سمجھا اب میں کس طرح نجات پا سکتا ہوں
جب دل میں ایسے ایسے خیال اُٹھتے رہیں تو کون اپنے ظاہری مال اور نام سے تسلی پا سکیگا۔ اگر
اور رنگ اور ناچ اور کھانے اور پینے کا فرط اِس غم سے رہائی دیکے کب خوش کر سکیگا بلکہ ایسا
شخص ضرور مایوس ہو کر نومیدی کی حالت میں دن اور رات غم کھاتا رہیگا۔ ہاں اگر دل میں
آسمانی روشنی پہنچ جاوے اور کلام کا اثر روح کے وسیلے سے ایسا ہو کہ وہ نجات دینیوالا جسنے
ایسے گنہگاروں کو بچانے کے لئے اپنی جان قربان کی اور اُن کے دلوں کو تبدیل کرنے کے
واسطے روح کو آمادہ کیا اور واسطے قبولیت اُن کی کے خدا کی رحمت کے تخت پر بیٹھکر اُنہیں
بلاتا ہے بے حجاب نظر آوے تو ضرور نہایت خوشی پیدا ہوگی۔ اِس خوشی کو صرف وہی لوگ جانتے
ہیں جن کے تجربہ میں یہہ خوشی آئی ہے اور جنہوں نے قند بخشش گناہ کا مزہ چکھا ہے اور کوئی نہیں
جانتا۔ وے لوگ جو شیطان کے فرزند ہو کے دنیا کے کمر بستے تھے اِسی اُمید پر خدا کے پروردوں میں
شامل ہوئے اور سارے وعدے ربانی اُنہیں کے لئے ہیں مسیح اُن کا بچانیوالا اور روح اُن کے

دلوں کو صاف کرنیوالی اور وے خود خدا کے بیٹے اور خدا اُن کا باپ ٹھہرا حقیقت میں آدم کی اولاد ضرور غمگین اور پریشان ہے اور مفلس اور اندھی اور بھوکھی اور ننگی ہے۔ جہالت کے اندھیرے میں پڑی ہے نہ دیکھنے کی آنکھیں اور نہ سُننے کے کان اور نہ سمجھنیوالے دل جب فضلِ ربّانی سے یے سب حواس بدل جاتے ہیں تو مقبولوں کو نئے حواس اور خیال مل جاتے ہیں۔ وے گناہ سے بچکر پاکیزگی کا دم مارتے ہیں شیطان کے ہاتھ سے چھوٹکر روحِ قدس کی ہدایت میں اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اور ہلاک کے جنگل سے بچکر زندگی کے شہر میں دخل پاتے ہیں۔ اُنکی خوشی بے زوال ہے اور وے اپنی خوشی سے نعرہ مار کے یوں پکارتے ہیں کہ دیکھو باپ نے ہمارے ساتھ کیسی محبّت کی کہ ہم خدا کے فرزند کہلاوینگے۔ اُن کی پہلی نااُمیدی اور مصیبت بدل کر اُمید اور خوشی ہو جاتی ہے۔ دیکھو کیسی عزّت بے اِنتہا اور دولت بے بہا ہے کہ گنہگار آدمی خدائے قادر کو اپنا باپ کہہ سکے۔ خدا نے یہی اُن کے حق میں ایسی ہی تسلّی اور محبّت کا کلام لکھا ہے کہ ساری چیزیں تمہاری ہیں کیا مال کیا اولاد کیا زندگی کیا عاقبت سب تمہاری بھلائی کے لئے ہے اور ہمیشہ کے فواید کیا حال کے اور کیا اِستقبال کے خواہ جسمانی ہوں یا روحانی سب تمہارے لئے ہیں تم مسیح کے ہو اور مسیح خدا کا ہے پس مسیح کے واسطے سے تم بھی خدا کے فرزند ہو اور اُسی کے طفیل ساری فرحتیں تم کو میسّر ہیں۔ سبحان اللہ یہہ کیا وراثتِ عظیم ہے۔ اِس دنیا میں فرزند کے واسطے جو بے قیام اور چند روزہ ہوتا ہے لوگ کیسے کیسے نقصان اور تردد اُٹھاتے ہیں پھر واسطے حصول وراثتِ بے زوال عاقبت کے کون مشتاق نہ ہوگا۔ لیکن خدا نے بہشت کی وراثت کا صرف اُنہیں لوگوں کے لئے وعدہ کیا ہے جنہیں مسیح کے خون نے خرید لیا اور جو مسیح کو ایمان کے روسے قبول کرتے ہیں۔ ایماندارو خوشی کرو کیونکہ تمہاری میراث بڑی ہے۔ روح القدس بھی اِسی طرح ایمانداروں کے دل کو تسلّی بخشتا ہے۔ آدم کے گناہ کے سبب ہم اِس میراث سے محروم ہوئے تھے پر مسیح کے وسیلے سے پھر حاصل کرتے

ہیں۔ سچ ہی کہ گنہگار لوگ آسانی سے اُس خوشی کو حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ اُن میں توکل کی قلت ہی اور مصیبت کے وقت بجاے خدا کے اَور اَور معبودوں اور دیوی اور دیوتاؤں کی طرف مائل ہوتے ہیں اور اُنسے مدد مانگتے ہیں اور اگر روح قدس واسطے ہدایت کے اُنکے دلوں پر اثر کرے تو اگرچہ بے باکانہ خدا کے حضور میں نہ آسکیں تو بھی ڈرتے اور کانپتے خدا ہی کی طرف متوجہ ہوویں۔ اور جس قدر خدا کی طرف توجہ کریں اُسی قدر خوشی اور تسلی اور شوق آگے بڑھنے کا زیادہ ہوتا جائے جو خوشی توکل سے حاصل ہوتی ہی وہ دل کو کبھی مایوس نہیں ہونے دیتی۔ ایسے ایماندار جانتے ہیں کہ خدا سے زیادہ کوئی اَور شخص ہمارا دوست اور مددگار ایسا نہیں جو طاقت بھی رکھتا ہو اور ارادہ بخشنے کا بھی ظاہر کرے اِسی سبب سے اُسی پر قناعت کرتے ہیں پس خدا کا علم جس کا تذکرہ ہم نے کیا ایمانداروں کی خوشی خاص بُنیاد ہی اور توبہ اور ایمان کی طرف بھی رغبت دلاتا ہے اور یہے دونوں خوشی پیدا کرنے کے باعث ہیں۔ اگرچہ جب نیک لوگ توبہ کرتے ہیں اپنے آپ کو حقیر جانکر حلم کے ساتھ غم کے آنسو بہاتے ہیں لیکن اِس رونے کے ساتھ بھی اُنکو بڑی خوشی ہوتی ہی کیونکہ وے اپنے آپ کو پست کرنے سے راضی ہوتے ہیں اور خدا کے عدل کو تو قیر دیکر نہایت فرحت پاتے ہیں۔ اور جس قدر اپنے گناہوں کو یاد کرکے اُن کی مغفرت کی مسیح کے طفیل اُمید کرتے ہیں اُسی قدر خوش ہوتے ہیں۔ نہایت خوشی اُسوقت ایمانداروں کے دل میں پیدا ہوتی ہی جب وے اِس طرح کہکے خدا کی طرف پھرتے ہیں کہ دیکھ ہم تیرے حضور آتے ہیں تو وہ خدا ہی جس کو اِتنے دن ہم نے چھوڑ کر دنیا کا پیچھا کیا پر اُس سے کچھ حاصل نہیں کیا اب ہم تیری خدمت کرینگے اور تیرے حضور میں خوشوقت ہوویںگے۔ جیسے ہم ہیں ایسے ہی گناہ آلودہ اپنے آپ کو تیرے قدم کے تلے ڈالتے ہیں تو ہمارے جسم اور روح کو اپنے اختیار میں لے اپنی مرضی کے موافق چلا۔ ہمارے سارے اعضا اور ساری اِخلاقی قویٰ سے اپنے جلال ظاہر کر۔ ہم کسی چیز کو اب اپنا نہیں جانتے اور نہ اپنی خدمت میں لاوینگے بلکہ اپنا جسم اور جان تیری خدمت میں تصدق کرتے

ہیں یہی ہماری خدمت ہے۔ ہم دو دل نہیں ہیں بلکہ تیرے کلام پر توکّل کرکے ہم نے اُسکو مانا تو
ہماری بے ایمانی کو معاف کر ایسی توکّل اور ایسی توبہ کس طرح خوشی پیدا نہ کرے۔ جب یے لوگ
خداوند مسیح پر نظر کرتے ہیں تو اپنے سارے گناہوں کا عفو اُنہیں دیکھتے ہیں اور اُسے اپنا مددگار
اور منجی اور شفیع پاتے ہیں اور اپنی کمزوریوں کے عوض مسیح کی زور اور مدد کو کافی جانکر نہایت
خوش ہوتے ہیں۔ ایسی خوشی کی لذّت جن کو ذرہ بھی حاصل ہووے اِن سب باتوں کو آسان
سمجھینگے۔ اُن کے چہرے گواہی دیوینگے کہ حقیقت میں مسیح کے پیرو ہیں اور اُن کے ایمان نے
اُن کو بچایا اور اُن کی خوشی کی بنیاد توبہ اور ایمان پر ہے۔ ایسے لوگ دنیاوی خوشیوں کو
بآسانی ترک کر سکتے ہیں اور ظاہری مایوسی اُن پر اثر نہیں کرتی کیونکہ اُن کی خوشی کا مدار عاقبت پر
ہوتا ہے خواہ آپ بیماری کے بستر پر پڑیں خواہ کوئی جانی دوست مر جاوے خواہ سارا مال لُٹ جاوے
یا ڈوب جاوے خواہ بدنام ہو جاویں خواہ افلاس سخت غلبہ کرے اور شیطان اور نفس اور
دنیا اُن کو سراسیمہ کریں تو بھی کسی کو خیال میں نہیں لاتے۔ اُن کی خوشی اِن چیزوں کے
باعث غمی سے نہیں بدلتی۔ یسوعیوں کی سچی خوشی کی بُنیاد خدا کا علم ہے جس علم سے اُن کو
امن دلی اور برکات نجات کی حاصل ہوتی ہیں اور خدا کے فرزندوں میں شمار کئے جاتے ہیں
اور لڑکوں کی طرح اُن پر خدا کا فضل رہتا ہے۔ وے اپنے دل کے باغ میں گناہ سے توبہ کرنے
اور مسیح پر ایمان رکھنے کا بوٹا لگاتے ہیں پھر محبّت اور اُمید کے پھل اُن کی نیّت کی شاخوں
کو زینت دیتے ہیں اور خدا کے حضور سے دعا کے پھول اُن پھلوں کو ظہور میں لاتے ہیں اور
پھر اُن سے شکرگذاری کا تخم اُن کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور خوشی کے چمن اُسی تخم سے
سرسبز ہوتے ہیں۔ دنیا کے دانا اپنی دانائی پر فخر نہ کریں اور نہ پہلوان اپنی شجاعت پر
نہ دولتمند اپنی دولت پر نہ عالم اپنے علم پر نہ مشہور اپنی شہرت پر بلکہ اگر خوشی حاصل کیا
چاہیں تو خدا کے علم و دولت و شجاعت وغیرہ حاصل کریں۔ اِس خوشی کا تذکرہ دنیادار لوگوں کے

سامھنے کرنے سے اکثر دلوں میں اثر نہیں کرتا اور نہ وے اُس کو مانتے ہیں کیونکہ وے مسیح کے علم سے خوشی تو کیا حاصل کرینگے بلکہ وے اُس کی ذات سے پہلے ہی بیزار ہیں۔ اُسکے مسایل اُن کو بُرے معلوم دیتے ہیں۔ خالق اور خلق کی نسبت ساری باتیں سُنکر راضی ہوتے ہیں مگر جب یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کہکر اُن کے سامھنے وعظ کیجاوے تو اُسی وقت اُن کا غضب بھڑکتا ہی اور اُلوہیت و انسانیت کو وے ایک جا جمع دیکھکر خوش نہیں ہوتے۔ اور وہ نفس کُشی جو مسیحی مذہب کی بُنیاد ہی اُن کو اپنی خیالی طبیعت کے برخلاف معلوم دیتی ہی اور روحانی شوق کے نہ ہونے سے کوئی بات بھی اِس خوشی کے معاملے کی نہیں مان سکتے۔ مذہب اور خوشی کو آپسمیں ایسی ضدیں جانتے ہیں کہ ہرگز ایک جگہہ میں جمع نہ ہوسکیں۔ بغور دریافت کرنے سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سبب اُس کا اُن کے دل کی خرابی ہی۔ جب وے معلوم کرلیتے ہیں کہ مسیحی مذہب اختیار کرکے اُن کو خوشی نہیں حاصل ہوئی تب اپنے دل میں سمجھنے لگتے ہیں کہ یا تو ہم یسوعی نہیں ہیں یا وہ خوشی جس کا تذکرہ ہوا ہی سچ نہیں۔ فی الحقیقت ایسا ہی ہی کیونکہ جو سچے یسوعی ہیں اُن کو یہہ خوشی میسر ہی اور جن کو یہہ خوشی میسر نہیں وے یسوعی نہیں اور نہ اُن کی توکل کلام پر اور نہ اثر روح کا اُن کے دل میں اور نہ دل کی تبدیلی ایمان سے ✦

پس یسوعی سچا وہ ہی جس کا دل ایسا تبدیل ہوا ہو کہ اپنے گناہوں پر خدا کی محبت کا پردہ ڈالکے اُسے باپ کیطرح پیار کرسکے اور خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دینیوالا سمجھے اور روح قدس کا اثر اپنے دل کے تجربہ میں پاوے اور صرف خدا ہی سے خوشی حاصل کرنیکا شوق رکھے۔ نبیوں نے جو جو بشارتیں مسیح کے حق میں دی ہیں اُن کو صحیح جانکر اُن کی خوشی کا منتظر ہو وے مسیح کی انتظاری میں شب و روز خوشوقتی کرے اور انجیل کو خوشی کی آواز جانے اور اُس کی بادشاہت میں موجود ہونیکے شوق سے تمام دنیاوی رنج اور آسایش بھول

جاوے۔ اِس دنیا میں اپنے آپ کو پردیسی سمجھے اور خداوند کی جدائی میں اُس کے حضور کا اشتیاق اُس کو اِس قدر خوشی بخشے کہ کسی قسم کے غم اُس آرام کی اِنتظار میں تکلیف نہ دیویں۔ جب کہ خدا اپنے غضب کو چھوڑ کر اُسے باپ کی طرح پیار کرنے اور برکت بخشنے پر مستعد ہوا اور عدل کی جگہہ رحم دکھلانے پر آمادہ تو کون خوش نہ ہوگا۔ جیسی قیدی کو مخلصی کی خبر خوشی کا باعث ہوتی ہے ویسی ہی گنہگاروں کو انجیل نجات کی خوشخبری ہے جس کی آواز دلوں کو کمال خوشی بخشتی ہے۔ جو لوگ اپنے گناہ میں شرمسار ہوکر غضب سے ترسان رہتے ہیں اُن کے دل تبدیل ہوکر پاکیزگی کی نئی صورت پکڑ کر نہایت خوش ہوتے ہیں کیونکہ روح القدس کا اثر خوشی سے کبھی خالی نہ ہوتا اور جب روح نے آکے اُن کے دِلوں میں سکونت اِختیار کی تو اپنے دل میں وے خدا کو باپ اور خداوند مسیح کو اپنا بچانیوالا تصوّر کرتے ہیں اور اُس نرمی اور رحمت سے جو گنہگاروں کو اُس نے دکھلائی اور اُن عنایات پر جو نسبت کمزوری اِنسانی کے ظہور میں لایا نہایت خوشی پیدا کرکے اُس کے دامنگیر ہوکے مسرور رہتے ہیں اور اُس کی خدمت سے کبھی نہیں تھکتے اور اُس کے کلام کی تلاوت سے باز نہیں آتے بلکہ جو اوقات دعا اور دینداری کی صحبت اور خدا کی گفتگو میں بسر کرتے ہیں اُن کو دنیا میں غنیمت جانتے ہیں۔ اُسکی محبت اُنکے دلوں میں ایسی غالب ہوتی ہے کہ جتنی خواہشیں خلاف اُس کے اپنے دل میں پاتے ہیں اُنکو دور کرکے راضی ہوتے ہیں بلکہ وین اور دودھ اور شہد سے بھی شیریں جانتے ہیں اور روحانی خوراک خدا اور مسیح کی رحمت سے برتتے ہیں اور خدا کا وعدہ جس کو نبیوں کے کلام میں پڑھتے ہیں اُن کے دلوں میں صحیح اور سچا معلوم ہوتا ہے اُس سے نہایت خوش ہوتے ہیں۔ اُن وعدوں کو اپنے حق میں تصوّر کرتے ہیں اور اُن کے حاصل کرنے میں کچھ شک نہیں لاتے۔ مبارک ہیں وے شخص جو ایسی خوشخبری کی آواز سنتے ہیں اور خدا کے چہرے کی روشنی کو دیکھتے ہیں اشعیا نبی نے اِس بادشاہت کے حق میں یوں لکھا ہے کہ وے لوگ جو اب تاریکی میں چلتے ہیں بڑی

روشنی دیکھتے ہیں اور اُن پر جو ظلِ موت کے مُلک میں رہتے ہیں نور چمکتا ہی۔ اب یہہ تاریکی
غم اور نور خوشی کی نشانیاں ہیں جیسے موت اور زندگی غم اور خوشی کی مثال ہمیشہ ہوتی ہیں
تو اُمت کو زیادہ کرتا اور اُس کی خوشی افزود کرتا وہ تیرے آگے ایسی خوش ہوتی جیسے دِرَو
کے وقت اور غنیمت کی تقسیم کے وقت خوش ہوتے ہیں کیونکہ تو اُس کے بوجھ کے جوئے کو اور
اُس کے کاندہ کی لٹھ کو جو اُس پر ظلم کرتا ہی ایسا توڑتا ہی جیسا مدیان کے دن میں ہوتا ہی۔
یہہ کلام مسیح کے حق میں آیا ہی اور مسیحی لوگ ضرور ایسی خوشی حاصل کرتے ہیں مسیح کی
پیدایش کی بابت لکھا ہی کہ ہمارے لئے ایک فرزند تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا جاتا ہی اور
سلطنت اُس کے کاندھے پر ہی کہ سلطنت کا اقبال اور سلامت کو دوام داؤد کے تخت پر اور
اُس کی مملکت پر ہووے کہ وہ اُس کا بندوبست کرے اور اب سے ابد تک عدالت اور صداقت
سے اُسے قیام بخشے رب الافواج کی غیوری یہہ کریگی۔ دوسری جگہہ میں وہی نبی مسیح کی
خوشی کی نسبت یوں کہتا ہی کہ رب الافواج اِس پہاڑ پر ساری قوموں کے لئے ضیافت مہیا
کریگا ضیافت تلچھٹ پر سے نتھری مَے سے ہاں پُر مغز چیزوں سے اور تلچھٹ پر سے نتھری ہوئی
مَے سے۔ ضیافت اور مَے اور پُر مغز چیزیں وے ہی ہیں جو دنیا میں لوگوں کو خوشی بخشتی
ہیں۔ اِسی سبب سے خدا اُس روحانی خوشی کو جو یسوعیوں کے لئے مہیا ہی اُنکی مثال دیتا ہی۔
اور جگہہ میں اُن کے حق میں یوں لکھا ہی کہ جن کا فدیہ خداوند نے دیا وے پھرینگے اور صیہون
میں گاتے ہوئے آوینگے اور ابدی سرور اُن کے سروں پر ہوگا وے خوشی اور شادمانی میسّر
کرینگے اور غم اور آہِ سرد اُن سے بھاگیگی۔ اِن سب آیات اور بہت سی اور آیتوں میں اُس
خوشی کا اِشارہ ہی جو انجیل کے وسیلے سے ایمانداروں کو ملتی ہی اِن نبیوں کے کلام پر جو شک لاتے
ہیں اُنکو میسّر نہیں ہوا ایماندار سب جانتے ہیں کہ حقیقت میں ایسی خوشی ہم کو میسّر ہی۔ خداوند
یسوع مسیح نے بھی اِس خوشی کا تذکرہ متی کی انجیل کے ۱۳ باب میں کیا ہی کہ آسمان کی بادشاہت

اُس گنج کی مانند ہی جو کھیت میں پوشیدہ ہی جسے ایک آدمی پاکے چھپاتا ہی اور اُس کی خوشی کے مارے اپنا سب کچھ بیچتا ہی اور اُس کھیت کو مول لیتا ہی۔ اور دوسری جگہہ میں یسوع مسیح فرماتا ہی کہ جو کوئی وہ پانی جو میں اُسے دونگا پیتا ہی ابدتک پھر پیاسا نہ ہوگا بلکہ جو پانی میں اُسے دونگا وہ اُس میں بہتے پانی کا سوتا ہو جائیگا جو حیاتِ ابدی تک جاری رہیگا۔ ایسی ایسی بہت آیات سے جو پاک کتابوں میں مندرج ہیں ایمانداروں کے لئے خوشی ابدی ظاہر ہوتی ہی اور وے جو سچے دل سے مسیح پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں حقیقت میں ایسی ہی خوشی حاصل کرتے ہیں پس اِس خوشی کا منتظر ہونا واجب اور عقل کے موافق ہی شک لانی بے ایمانی ہی +

خداوند مسیح کی خدمت سے جو خوشی ایمانداروں کو بذریعہ توبہ اور ایمان کے حاصل ہوتی ہی اُس کا بیان نہایت ضروری سمجھکے ہم نے مفصّل کردیا اور اُس کی بُنیاد اور انتظار کی ضرورت بھی کہہ دی اب یہہ اور تحریر کرنا باقی ہی کہ آیا حقیقتاً یسوعیوں نے یہہ خوشی حاصل کی یا صرف بگفتن ہی +

اگر زمانے کے سچے یسوعیوں کے قول اور فعل دریافت کئے جاویں تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُنہوں نے صرف عاقبت کی اُمید پر ہی تسلّی حاصل نہیں کی بلکہ اِس دنیا میں پاک اور کامل خوشی بہ تجربہ خود پائی ہی۔ پنتکوست کے دن میں جتنے ہزار آدمی ایک لخت ایمان لائے اُن کے احوال میں لکھا ہی کہ وے خوشی سے یکدل ہوکر اوقات بسر کرنے لگے۔ حواریوں کے اعمال میں لکھا ہی کہ فیلبوس کی منادی سے سامریہ شہر میں جب لوگ ایمان لائے تو اُس شہر میں بڑی خوشی ظاہر ہوئی۔ اور وہ جیل کا داروغہ جو پولوس رسول کا ماجرا دیکھنے سے ایمان لایا اُس کے قصّہ میں لکھا ہی کہ اُس کا سارا خاندان خوشوقتی کرنے لگا۔ جبش کے خواجہ سرانے جو فیلبوس کی منادی سے ایمان لاکے اصطباغ پایا اُس کے حال میں لکھا ہی

کہ نہایت خوش ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا ایسے ہی بہت لوگ جن کا ذکر کرنا اِس جگہہ میں ضرورت نہیں رکھتا کئی مکانوں میں ایمان لاکر خوش ہوئے - مسیحی مذہب کو اختیار کر کے اگر ایماندار خوش نہ ہوویں تو البتہ اُن کے ایمان میں کچھ خلل ہوگا - انجیل حقیقت میں خوشی بخش ہی نہیں تو لوگ صلیب پر چڑھتے اور شکنجہ میں کھینچے ہوئے اور دار پر ٹانگے ہوئے اور قتل کے وقت اور آگ میں جلتے دم اور جنگلی جانوروں کے مُنہہ سے پھاڑے جاتے کیوں زبور گاتے - اُن کے احوال اِس بات پر دلیل قوی ہیں کہ خوشی روحانی ایمانداروں کے دل میں ہوتی ہی - اِن دنوں میں جو بعضے یسوعی اپنے چال اور چلن اور چہرے سے ایمان کی خوشی ظاہر نہیں کرتے بلکہ پشیمانی میں معلوم ہوتے ہیں اِس سے صاف معلوم دیتا ہی کہ وے اپنے مذہب کو چھوڑ کر مسیحی طریقہ اختیار کر کے خوش نہیں ہوئے - لیکن اِس کا سبب سمجھنا بہت آسان ہی اور وہ یہہ ہی کہ اُن کے دلوں میں اپنے پہلے مذہبوں کا کذب اور مسیحی مذہب کا صدق اچھی طرح صحیح نہیں ہوا - اِسی واسطے شش و پنج میں اوقات بسر کرتے ہیں اور اکثر پھر بھی جاتے ہیں - اُن کا احوال مذہب کی خوشی کے برخلاف متصور نہیں ہو سکتا اور نہ لایق سند اور نمونہ کے ہی کیونکہ جب بُنیاد خوشی کی جو ایمان کامل ہی ثابت نہ ہوئی تو عمارت بالائی مثل خوشی وغیرہ کہاں پایدار ہو سکے - لیکن اکثر یسوعی ہندوستان کے اور بہتیرے عام یسوعی دوسرے مُلکوں کے جو گناہ اور دنیا اور نفس کو ترک کر کے مسیح کے وسیلے سے نجات کے اُمیدوار ہوئے ہیں اُن کی گواہی اِس خوشی کے مقدمہ میں قوی سمجھی جاتی ہی - اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اگلے زمانے میں جب مسیحی مذہب نیا شروع ہوا تھا اور شدت ظلم کی بادشاہوں اور عالموں کی طرف سے بہت تھی ایسے مظلومی کے وقت میں بالتخصیص تاثیر روح قدس کی اُن کے دلوں کو ضرورت تھی تاکہ وے اُن دکھوں کو سہار سکیں اور خوشی سے موت کے پیالے کو اُٹھا سکیں اور اِن دِنوں میں ایسی برکت کا منتظر ہونا یا ایمانداروں کے دلوں میں تاثیر کا

ڈھونڈھنا واجب نہیں - یہہ خیال اُن لوگوں کا بیجا ہی - یسوعی مذہب کے عقاید اور اثر ہر زمانے میں یکساں رہے ہیں اور انسان کی طبع بھی ایک ہی طور پر ہی - جیسے لوگ اُن دنوں مسیح پر ایمان لا کے خوشی کرتے تھے ویسے ہی اِن دنوں بھی خوشی کرتے ہیں - حواریوں نے جو مکتوبات اپنے یسوعیوں کے واسطے لکھے ہیں اُن میں اِسی طرح لکھا ہی کہ وے لوگ اُنکے معجزوں کا لحاظ نہ کریں کیونکہ وے اُنہیں دنوں کے واسطے تھے پر شرکت روح اور خوشی روحانی اور تسلی اور تشفی مذہب کی ہر زمانے میں یکساں ہی کیونکہ روح کا وعدہ دنیا کے اِنتہا تک ہی روزمرہ کے تجربہ سے بھی یہہ بات حاصل ہی کہ وے لوگ جو آگے دنیا کے عیش و عشرت میں مُبتلا تھے اور اپنی زندگی کی لذت اُنہیں خوشیوں پر موقوف سمجھتے ہیں دفعتاً اُن کو چھوڑ کر اور بے مزہ جانکر مذہب کی خوشیوں میں شامل ہوئے اور برملا اقرار کرتے ہیں کہ جب تک ہمنے کلام کو صحیح نہ مانا سچی خوشی بالکل حاصل نہ ہوئی اور جب تک گناہوں کی خوشیوں کو ترک نہ کیا اور نفس کُشی اختیار نہ کی اور دعا میں گھٹنے نہ ٹیکے اور مسیح پر توکل نہ کیا تب تک کچھ لذت نہ پائی - دیکھو اُن کے خوف بھی فرحت دیتے ہیں اور دنیاوی فرحتوں سے بھاگنا اُنکی دلی خوشی کی کامل علامت ہی - جس قدر وے دنیا کی خوشیوں سے جُدے ہوتے ہیں اُسی قدر روحانی خوشی اُن کو خوش وقت کرتی ہی - یہہ صرف خیال ہی نہیں اور نہ تصور کے تبدیل ہونے سے حاصل ہی بلکہ روحانی اور دلی نفرت جو گناہ سے رکھتے ہیں اُس سے یہہ خوشی پیدا ہوتی ہی - دنیا کے لوگ جس قدر اُن سے نفرت کرتے ہیں اور اُن کے حق میں بُری بُری باتیں کہتے ہیں وے یہہ سمجھکر کہ ہم مسیح کے نام سے دُکھ اُٹھانے کے لایق ہوئے اُسیقدر فرحت اور خوشی حاصل کرتے ہیں - اُنکو تنہا بیٹھنا اور نام و ننگ سے اُٹھنا اور بھوکھے رہنا اور طعنہ سہنا اور نقصان اُٹھانا اور گھر بار کا ترک کر دینا منظور ہی پر یہہ نہیں چاہتے کہ جہالت کی راہ پر اور گناہ کی تلاش میں دنیا کو خوش کریں - اُن کو خدا کا میل اور اُس کے کلام کا

تصور اور دینداروں کی صحبت اور دعا کا اشتغال ایسا شیریں معلوم ہوتا ہی کہ بے معنے
ہنسی اور ٹھٹھے اور مزاخ کرنے اور راگلی دوستی اور کھانے اور پوشاک میں دل لگانیکو اُنکے
سامھنے نہایت تلخ جانتے ہیں۔ ساری تاریخ مسیحی جماعت کی اور سب کتابیں جو مسیحیوں نے
اپنے حق میں اپ لکھی ہیں یا اُن کے دوستوں نے اُنکے احوال میں تصنیف کی ہیں اِن باتوں پہ
گواہی دیتی ہیں۔ اگر اُنہیں پڑھکے ہم آنکھیں بند نہ کریں اور سننا کانوں میں یا دنہ جبریں
اور سمجھ میں آنے پر اِنکار کریں توضرور قایل ہوجاوینگے اور سچ سمجھینگے اور حقیقت میں یہی
ایسا ہی ہی جیسا ہم نے بیان کیا۔ یہہ خوشی نجاتِ عاقبت کی اُمید پہ کبھی نہیں پیدا ہوسکتی
کیونکہ اول تو وہ دن دور ہی دوسرے موت کے پیچھے حاصل ہونیوالی شی ہی جسکو کوئی نہیں
دیکھ سکتا اور نہ اُس کا اِنتظار کرنا پسند خاطر ہوتا ہی۔ جوان مرد اور جوان عورات جو دنیا میں کمال
خوشی اور راحت رکھتے ہیں اُنکو آیندہ موت کے پیچھے خوش ہونے کی اُمید پر حال کے موجودہ
عیش وعشرت کو چھوڑنا کب پذیرا ہوتا ہی۔ اِنسان کی طبع جو گناہ کی رغبت رکھتی ہی اور تکبر
جو اپنے ہمسروں میں بڑا ہونیکا شوق دیتا ہی ایسی باتوں سے مانع ہی پس یہہ خوشی صرف
دل کے تبدیل ہونے سے حاصل ہوسکتی ہی اور ایسا ہی نظر آتا ہی دولتمند آدمی مسیحی ہوکر اپنے
خیال دنیا کے چھوڑدیتے ہیں جیسے عیاش عیش کو ترک کردیتے ہیں جب خداوند یسوع مسیح نے
اپنے دوستوں اور معتقدوں کو اِس خوشی میں داخل ہونے کیلئے بلایا تو یوں کہا کہ کوئی نہیں
جس نے گھر یا بھائی یا بہن یا باپ یا ماں یا جورو یا لڑکوں یا کھیتوں کو میرے اور خوشخبری کیواسطے
چھوڑدیا ہی تو سو گنا نہ پاوے اب اِس زمانے میں گھروں اور بھائیوں اور بہنوں اور
ماؤں اور لڑکوں اور کھیتوں کو دُکھ کے ساتھ اور آیندہ زمانے میں حیاتِ ابدی کو پاویگا
پس یہہ وعدہ اگلے زمانے ہی اُنکیواسطے نہیں بلکہ اِس زمانے کیواسطے بھی ہی۔ اُسکا وعدہ

دل کی تبدیلی اور ہمیشہ کی زندگی یے سب بخششیں اِسی دنیا میں خوشی دلاتی ہیں جیسے جلال اور بزرگی عاقبت میں جیسے مسیح نے اپنا بیش بہا خون بہا کے ہمارے لئے مول لیا۔ پس اُس پر توکل کرنا سب ڈروں کو ہٹاتا ہی اور قناعت کو پیدا کرتا ہی اور ہر وقت میں کیا جیتے کیا مرتے خوشی بخشتا ہی۔ پر درجہ اِس خوشی کا ہر ایک ایماندار میں یکساں نہیں ہوتا۔ اِسی واسطے ایمانداروں کے ایمان کو پہچاننے کے واسطے خوشی میزان مقرر ہو سکتی کیونکہ جو ایمان میں کمزور ہیں وے زندگی بھر خوش نہیں ہوتے۔ طعن اور تشنیع اُن پر اثر کرتے ہیں اور اکثر اوقات اِن باتوں سے اُن کا دِل گھبرا جاتا ہی تھوڑی سی آندھی دنیاوی دُکھوں کی اُن کے ایمان کے پتّے کو جو در اصل ہلکا ہوتا ہی اڑا لیجاتی ہی اور جس قدر خدا کا فضل اُن پر بڑھتا ہی اُسی قدر یہہ خوشی بھی بڑھتی جاتی ہی۔ ایک آدمی بباعث خوف دُکھ کے ترساں ہوکے اُداس ہو جاتے ہیں دوسرے شخص مسیح کی رہنمائی پر بڑے بڑے دکھوں کو خوشی سے سُہہ لیتے ہیں اور ایک آدمی اِمتحان میں آزمایش کے وقت بہت جلدی گر پڑتے ہیں اور دوسرے شخص ایمان کی ڈھال اور توکل کی تلوار اور روح کی مدد سے شیطان اور دنیا اور نفس پر فتح پاکر خوش ہوتے ہیں۔ غرض یہہ خوشی ہر ایک ایماندار میں ایک جیسی نہیں ہوتی تسپر بھی خوشی کا ہونا خواہ تھوڑی ہو خواہ بہت ایمان کے ساتھہ واجب ہی۔ اگرچہ ایماندار لوگ ہر وقت اور ہر مقدمہ میں خوشی ظاہر نہ کر سکیں تو بھی کسی نہ کسی وقت میں خوش نظر آتے ہیں اور قوت پر قوت حاصل کرتے ہیں اور روز بروز اِس خوشی میں ترقی کرتے ہیں۔ اِس جگہہ میں یہہ بھی ذکر کرنا ضروری ہی کہ بعضے لوگ کسی خوشی کو خوشی مذہبی تصوّر کرکے اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔ وے نہ توبہ کی بنیاد دیکھتے ہیں اور نہ ایمان کے اندازہ کو سمجھتے ہیں اور نہ خدا کی محبت کو پہچانتے ہیں اور نہ گناہ سے نفرت کرتے ہیں مگر روحانی خوشی کا دعوی کرکے اپنے آپ کو ایماندار کامل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ امن اور تسلی جو مذہب سے مطلوب ہی ہمیں میسّر ہو گئی ہی اور ہم پختہ

ایماندار ہیں۔ ایسی جھوٹی تسلی اور خوشی سے غمگینی بہتر ہی۔ یہہ خوشی آدمیوں کو غافل اور بے پروا کرتی ہی شیطان اُن کو آزماتا ہی۔ مسیح سے ایسے لوگ دور رہتے ہیں اور خدا کے حضور میں مقبول نہیں ہوتے اور بے پروا ہو کے رفتہ رفتہ گناہ میں گرفتار ہوتے جاتے ہیں اور جھوٹھے امن کے بھروسے پر حقیقی نجات سے محروم رہتے ہیں یے آدمی اگر اپنے آپکو آزماویں اور کلام کے آئینہ میں سے اپنےحال کے چہرہ کو دیکھ لیویں تو اُس فریب سے بچ رہیں اور ابدی نجات دینیوالے کو بھی پہچان سکیں۔

نظم

وعدہ خوشی کا ہی جو خدا کے کلام میں + مشہور ہی دلیلوں سے وہ خاص وعام میں + دونوں جہان کی وہ خوشی سے مراد ہی + کچھہ منحصر نہیں ہی قیامت کے نام میں + ایمان کے وسیلہ سے تو دنیا میں ہوویں خوش + اور ہوں نتیجے اُس کے سے خوش اُس مقام میں + ایمان کی شراب کے نشہ میں جو ہیں محو + مسرور آتے ہیں وے نظر سب انام میں + ہمرنگ گل جو ہوئے محبت سے مست ہیں + رہتے ہیں خندہ زن وے سدا صبح و شام میں +

خاتمہ

جبکہ اعتقاد اور اعمال اور عبادات میں اس قدر فواید ہیں جو اِس کتاب میں شمار ہوئے تو کونسا انسان ایسا سخت دل اور اپنے فایدے سے متنفر ہوگا کہ خدا کی فرماں برداری کو ترک کرے اور اُن خوشیوں کی تلاش نہ کرے جو انجیل میں وعدے کی گئی ہیں اور اپنے دل سے سارے لوگوں کے خداوند یسوع مسیح کی طرف آنا نہ چاہے بلکہ پولوس رسول کی طرح ضرور اپنے دل سے یوں کہیگا کہ نہ صرف اہلِ قرابت بلکہ سارے اہلِ جہان میری طرح یسوعی ہو جاویں۔ چاہیئے کہ آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں متفق اللفظ ہو کے اِس خوشخبری کی آواز سارے جہان کو سناویں اور خدا کی رحمت اِس طرح پھیل جاوے کہ سارے گنہگاروں کے دل میں

اِس کی دعوت قبول ہووے اور وے سب گناہوں سے اُلٹ کر اِس خوشی میں داخل ہوویں ای جوانو اور بوڑھو اور دولتمند و اور مفلسو اور امیرو اور غریبو اور نیک معاشو اور عیاشو انجیل کی طرف سے اپنا دل نہ پھیرو اور اُس کے احکام کو بوجھ نہ سمجھو بلکہ اپنی خوشی کا چشمہ جانو اطاعت کو زندگی تصوّر کرو اِس میں پیغام صلح کا ہی۔ میں تمہیں خدا کی دھمکیوں اور دوزخ کے عذابوں سے نہیں ڈراتا بلکہ خدا کی محبّت کا واسطہ دیکے اور خداوند یسوع مسیح کی موت اور اُس کے خون کو دکھا کر یہہ التماس کرتا ہوں تاکہ اُسکے وسیلے سے خدا کو ملجاؤ اور گناہوں کو ترک کرو اور اپنی جان کو عاقبت کی خوشی میں داخل کرو اور اِس زندگی میں بھی خوشحالی کرو تاکہ ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہو سکو۔ وہ خدا جو آسمان اور زمین پر محیط ہی فرماتا ہی کہ میری سُنو تو میں تمہارا ہو جاؤنگا اور خداوند مسیح کہتا ہی کہ میں ہر ایک کے دل کے دروازہ پر کھڑا ہوں اور کھٹکاتا ہوں اگر کوئی آدمی میرے لئے اپنے دل کا دروازہ کھولدیوے تو میں اُس کے اندر آؤنگا اور میں اُس کے ساتھ کھاؤنگا اور پیؤنگا اور وہ میرے ساتھ۔ اور پھر وہ کہتا ہی کہ میں نے ایک بڑی شادی کا کھانا تیار کیا ہی جس میں ہر ایک قسم کی نعمتیں مہیّا کی ہیں اور تمام بنی آدم کو دعوت ہی کہ اُس ضیافت میں آویں اور الٰہی نعمتوں سے اپنی روح کو سیر کریں۔ پس کوئی دانا آدمی اپنی شہوتوں کے مزے حاصل کرنیکی خاطر پاک فرشتوں کی خوشی سے جو ابدی ہی محروم نہ رہیگا ✤

رسوم باطنی ایمانی جو اعتقاد اور عبادات اور معاملات ہیں خواہ دل سے متعلق ہوں خواہ اعضائے ظاہری سے وے سب مفصّلاً اِس کتاب میں آچکیں۔ اگر کسی انسان کے دل میں یہہ شوق ہو کہ وہ دریافت کرے کہ آیا کلام کے رو سے کسی رسم ظاہری کے برتنے کی اِس دنیا میں حاجت ہی یا نہیں اور مذہب یسوعی میں کوئی رسم یا رواج جس کا ماننا نجات کے لئے ضروری ہو ہی یا نہیں تو اُسکے لئے یہہ چند امر اِس خاتمہ میں ذکر کئے جاتے ہیں ✤

اوّل یہہ کہ خداوند مسیح نے مذہب کی ترقی اور ایمانداروں کی تقویت اور تسلی کیلئے ایک جماعت اور بزرگانِ دین مقرر کئے ہیں جس کو کلیسیا کہتے ہیں۔ اُس کی یہہ صورت ہی کہ چند ایماندار جن کے اعتقاد اور عبادات اور اعمال انجیل کے مطابق ہوں اکٹھے ہو کر ایسی ایک جگہہ میں عبادت کرتے ہیں جہاں خدا کے کلام کا وعظ بھی خادمانِ دین کی زبان سے ہوا کرے اور ایسی جماعت میں داخل ہونے کیلئے ایک رسم جس کو بپتسما کہتے ہیں مقرر کی گئی ہی اور وہ بپتسما پانی کے ساتھہ خادمانِ دین کے ہاتھہ سے دیا جاتا ہی۔ خداوند نے جس وقت آسمان پر عروج کرنے لگا اُسوقت اپنے حواریوں کو یوں فرمایا کہ آسمان اور زمین پر سارا اختیار مجھہ کو دیا گیا ہی تم جا کر سب قوموں کو مرید کرو اور باپ بیٹے روحِ قدس کے نام پر بپتسما دو اور اُن کو یہ سب باتیں جو میں نے تم کو حفظ کرائی ہیں سکھلاؤ۔ پس یہہ بپتسما یسوعی مذہب اختیار کرنے کی پہلی رسم یا ایمان لانیکی پہلی بنیاد نہیں بلکہ جو لوگ پہلے ایمان لا چکے ہوں اُن کی اندرونی فضیلت کا بیرونی نشان اور پختہ ہونے ایمان دلی کا زبانی اقرار ہی۔ جن لوگوں نے ایمان سچا نہ اختیار کیا ہو اور توبہ سچی پر قایم نہ ہوئے ہوں وے گو اس بپتسما کی رسم میں شامل بھی ہوں تو بھی کچھہ فایدہ نہیں اُٹھا سکینگے۔ اور جنہوں نے پکی توبہ کی اور مسیح پر ایمان لائے اور اُس کے وسیلے سے نجات کے اُمیدوار ہوئے اُن کو اس رسم کا مان لینا واجب ہی۔ لیکن جس کو کلیسیا میں شامل ہونے اور خادمانِ دین کے ہاتھہ سے بپتسما پانیکا اتفاق نہ ہووے اور اسی ایمانداری کی حالت میں بغیر بپتسما پانے کے ذنیاسے انتقال کر جاوے تو اُس کی نجات میں خلل نہ ہوگا۔ پر جنہوں نے قابو پا کر باوجود امکان کے بپتسما سے پرہیز کی اور جماعت میں شامل نہ ہوئے وے ہرگز ایمانداروں میں شامل نہ ہووینگے کیونکہ یہہ رسم خداوند مسیح کی مقرر کی ہوئی ہی۔ غرض بپتسما سے پیشتر توبہ اور ایمان اور دل کی تبدیلی مقدم ہو جن پر یہہ دلالت کرتا ہی کیونکہ لکھا ہی کہ جو بپتسما پاتے ہیں سو مسیح کی موت سے بپتسما پاتے ہیں یعنے جیسے مسیح ہمارے گناہونکے

عوض میں مراد یسے ہی ہم بھی گناہ کے سبب اپنے آپ کو مُردہ جانتے ہیں اور اُس مسیح کے وسیلے سے زندگی کے اُمیدوار ہوتے ہیں جس کے نام سے بپتسما پایا +

دوسری رسم عشائے ربّانی ہی جنکو خدا نے توفیق دی ہی وے اُسکو بھی استعمال میں لاتے ہیں - اِس رسم میں واسطے یادداشت موت مسیح کے عید کی طرح روٹی کا کھانا اور آبِ انگور کا پینا مقرر ہی - اُسکی یہہ مُراد ہی کہ مسیح کی قربانی کو خدا نے قبول کیا اور اُسکی موت سے ہماری روحانی زندگی ہی جیسے روٹی سے بدن پرورش پاتا ہی اور آبِ انگور سے فرحت حاصل ہوتی ہی ویسے ہی ایمانداروں کی زندگی مسیح کی موت سے ہی جس پر اُن کا توکّل پرورش اور نشاط پاتا ہی - اِنسے زیادہ اَور رسموں کے ذکر کرنیکا اِس جگہہ پر موقع نہیں - مُتلاشی آدمی اِس مقدمہ میں یسوعیوں کی صحبت سے بہت سے علم اور کئی چیزیں حاصل کر سکینگے جن کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں +

اب یہہ کتاب ختم ہوئی اور زبانِ قلم اور قلمِ زبان ہزاران ہزار عجز و نیاز سے بادل و جان اِس دعا سے رطب اللسان اور عذب البیان ہی +

دعا

خدایا تو ہی پاک پروردگار	تیرے فضل پر سب کا ہی انحصار
بجز لطف کے تیرے ای پاک ذات	نہیں عقل و دانش کا کچھ اعتبار
بھروسا نہ رکھے جو تجھ پر کوئی	اگر گُل بھی پاوے تو ہوتا ہی خار
تیری بارگہہ میں ہی یہہ التماس	کہ ہی عارضوں کا تو حاجت برار
کہ برساوے فضل اپنے کا ایسا مینہہ	کہ کر دیوے سب خشک و تر کو بہار
بحقِ مسیح و بخونِ صلیب	بروح القدس جس پہ ہی سب مدار
پڑھے شوق سے جو کوئی یہہ کتاب	ہدایت کے جنت میں ہو اُس کو بار
ملے اُس کے ایمان کو تقویت	ہو مضبوط ایسا کہ جوں کوہسار

جو اخلاق اس میں ہوئے مندرج
سبھوں سے ملے اُسکے دل کو قرار

محبت میں تیری ہو اِس طرح محو
کہ جان اور دل سے کرے تجھکو پیار

ہو بندوں پہ تیرے بھی یوں مہرباں
کہ بیگانوں کو سمجھے خویش و تبار

کرے نفس کو اپنے اِس طرح پست
کہ فرماں پہ تیرے چلے راہوار

کمالِ اطاعت کو سمجھے کمال
ضلالت کے دریا سے ہو بہ کنار

کہ تا خاص ہو جائے بندہ تیرا
خوشی دونوں عالم کی پائے بےشمار

بس اب ختم کرتا ہوں میں یہہ کتاب
تیرے فضل پر چھوڑ کر کاروبار

فرشتے بھی ہوں اِس دعا میں شریک
اور انساں بھی آمیں کہیں ایکبار

نظم تاریخ

ستایشِ حق کہ یہہ فرخندہ مدلول
مفرح دل ہوئی با طرز مقبول

دعا طلب اب ہوں اُس کی بارگہہ میں
کہ آئینہ ہو دلوں کا اُس سے مصقول

پڑھے گر اِس کتاب حق کو کوئی
مقاصدِ دل ہوں سارے اُسکے موصول

مخیلہ میں ہو اُسکے گر کوئی شک
مطالعہ سے وہ اُسکے ہووے معزول

تموج بحرِ معنی سے وہ ہووے
تکاثر اصطباغ حق سے مغسول

نہیں عمل اپنے سے یہہ سرخروئی
بجز سببِ سرِ عیسائے مقتول

مطالب اہل ایمان ہوویں پورے
بحسبِ سوال خود سب پاویں مسئول

نہیں خرد ظواہر کی لیے باتیں
صحایف پاک سے ہی جملہ منقول

جو جا [illegible] پہنچی دل میں گذرا
کہ اب سنہ اختتام اُس کا ہو محصول

دعا طلبی میں دی سب دل نے آواز
کہ ہدیۃ الفرایض ہووے مقبول

سنہ ۱۸۶۱ عیسوی